بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القریش امرتسر

جنوری ۱۹۴۳ء

ذوالحجہ ۱۳۶۱ھ

جلد ۳۰ —— نمبر ۱

سلام بحضور امام علیہ السلام

(از جناب ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدھیانوی)

سلام اُس پر جہاں والے جسے شبیر کہتے ہیں
سلام اُس پر شہادت کی جسے تفسیر کہتے ہیں

سلام اُس پر جو بن کر سبطِ محبوبِ خدا آیا
سلام اس پر شہیدِ کربلا جس نے لقب پایا

سلام اُس پر کہ جو تھا پیکرِ ایثار و قربانی
سلام اُس پر کہ جس پر ناز کرتی ہے مسلمانی

سلام اُس پر کہ جس نے سر رہِ حق میں کٹا ڈالا
سلام اُس پر ہوا تھا جس سے بول اسلام کا بالا

سلام اُس پر کہ رکھی لاج جس نے آدمیت کی
سلام اُس پر دکھائی شان جس نے مذہبیت کی

سلام اُس پر کہ جو تھا مایہ دارِ وصفِ خودداری
سلام اُس پر کہ جس نے جان دی ہمت نہیں ہاری

سلام اُس پر کہ جو تھا عاملِ احکامِ پیغمبرؐ
سلام اُس پر کہ تھا در اصل حق جسکا خلافت پر

سلام اُس پر کہ کی پابندیٔ رسمِ وفا جس نے
سلام اس پر تہِ خنجر کیا سجدہ ادا جس نے

سلام اُس پر کہ فریاد و فغاں سے جو تھا بیگانہ
سلام اس پر کہ خودداری سے پر ہے جسکا افسانہ

سلام اُس پر کہ جس نے پاسداری کی شریعت کی
سلام اس پر کہ فاسق کی نہ اصلا جس نے بیعت کی

کرد محبوب! اس کے مرتبہ کا اس سے اندازہ
کہ اس کا خوں بنا ہے روئے ملت کیلئے غازہ

شذرات

القریش کی تیسویں جلد کا آغاز

اس اشاعت کے ساتھ القریش کی تیسویں جلد کا آغاز ہوتا ہے۔ انتیس سال گذشتہ کی کارگذاری پر ایک عمیق نگاہ ڈالی جائیگی۔ تو آپ بہ کم و کاست یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ حوادث ارضی و سماوی کے مقابلہ کے باوجود "القریش" نے سادات قریش کی کسقدر اہم خدمات انجام دی ہیں۔ اور آپ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے۔ کہ "القریش" میدان عمل میں نہ آتا تو سادات قریش کا رہا سہا قومی وقار بھی ختم ہو جاتا۔ سواسیوں نے اپنی اصلاح کی جانب توجہ کی تو قرشیت کے فرضی لباس میں نمودار ہوئے۔ قصابوں نے قومی تنظیم کی ضرورت محسوس کی تو قرشیت کی قبا پہنکر نمایاں ہوئے۔

بعض دیگر اقوام کو نسبی برتری کا سودا سمایا تو قرشیت کا سہارا لیکر اٹھیں۔ "القریش" نے قوموں کے اس سیلاب کو روکنے کیلئے جو وسائل و ذرائع اختیار کئے اور سادات قریش کی نسبی تخصیص و وقار کو قائم رکھنے کیلئے جو خدمات انجام دیں، مقتدرین قوم اس پر بارہا صدائے تحسین بلند کر چکے ہیں۔ القریش اگر میدان عمل میں نہ آتا۔ تو قوم کے زرعی حقوق پامال ہو جاتے۔ حکومت کے بیشتر محکموں کی ملازمت اور ترقی سے وہ محروم رہ جاتے۔ القریش اگر میدان عمل میں نہ آتا تو قومی اصلاح و فلاح اور تنظیم و شیرازہ بندی کی غرض سے نواح ہند میں جو اصلاحی جماعتیں کام کر رہی ہیں وجود میں نہ آتیں۔ اور قوم قعر گمنامی اور ورطۂ ضلالت سے ہ ابھر سکتی یہ تمام ایک جریدہ کی برکات ہیں۔ معاملہ فہم، نکتہ سنج، اور دقیقہ رس حضرات کو ان خدمات کا اعتراف ہے۔ "القریش" کو اگر شروع ہی میں مساعد مواقع حاصل ہو جاتے، افراد قوم میں فرقہ آرائی نہ کی جاتی، غرض کے بندے قدم مقابل اگر فتنہ پردازی کی صورتیں بروئے کار نہ لاتے۔ تو انتیس ۲۹ سال گذشتہ میں یقیناً ساری کی ساری قوم جو ہندوستان میں کم و بیش بیس ۲۰ لاکھ کی تعداد میں آباد ہے۔ محبت و مودت اور اخوت و مروت کی ایک سٹیج پر مجتمع ہوتی۔ اور قوم کا ستارۂ اوج عروج پر درخشاں نظر آتا۔ اور قوم اپنے اندرونی و بیرونی مسائل بطریق احسن از خود طے کرنے کے قابل ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ یہ تمنا پوری نہ ہو سکی۔ اب زمانہ کی حالت روز افزوں نازک ہو رہی ہے۔ صحافت جانکنی مرض الموت میں مبتلا ہے۔ "القریش" ان حالات سے کچھ ایسا متاثر ہو رہا ہے کہ مستقبل کیلئے کوئی صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ بہرحال تیسویں ۳۰ جلد کا آغاز ایسے دور میں ہو رہا ہے کہ کوئی پروگرام پیش نہیں کیا جا سکتا۔ قارئین بخلوص دل دعا کریں کہ خدائے برتر و اکبر اپنا فضل و کرم شامل حال رکھے۔ اور بدخواہ ذلیل و پامال ہوں، آمین!

اخیر پر ہم اپنے معاونین سے مخلصانہ استدعا کریں گے کہ جن حضرات کا اس اشاعت کے ساتھ سال خریداری ختم ہوتا ہے وہ بذریعہ ڈاک اپنا اپنا زر چندہ ارسال کر کے تشکر و امتنان کا موقع دیں۔ اور جن احباب کے ذمے کچھ رقوم واجب الادا ہیں وہ بھی زیادہ تاخیر سے کام نہ لیں۔ یہ آزمائش کا وقت نہیں امداد اور اعانت کا وقت ہے۔ وباللہ التوفیق!

حمیت قومی کی عدیم النظیر مثال

قحط القرطاس کی وجہ سے صحافت جانکنی مصیبت

میں مبتلا ہے وہ کسی صراحت کی محتاج نہیں۔ سینکڑوں موقت الشیوع جرائد صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ پریس بند ہو رہے ہیں۔ اخبارات کی حالت نازک ہے۔ گذشتہ دو تین اشاعتوں سے "القریش" بھی حیات و ممات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ محض اس خیال سے کہ مقاصد کو ٹھیس نہ لگے۔ اسے جاری رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے خدا کا شکر ہے کہ اس کے فضل و کرم سے بعض نیک دل اور مخیر حضرات اس ارادہ کی تکمیل میں ہماری ہمت بڑھا رہے ہیں۔ اور مالی اعانت و حمائت سے ہمارا ساتھ دے رہے ہیں۔ وقت نازک ہے، حالات پریشان کن ہیں۔ ضروریات زندگی کی روح فرسا گرانی اور عالم دنیا پر نفسی نفسی کا عالم ہے۔ اس حیران کن دور میں بھی خدا کے بندے قومی فلاح و ارتقا کے پیش نظر بیشقدر رقوم سے "القریش" کی امداد فرما رہے ہیں۔ محترم معاون خصوصی نمبر ۴۴ ؍ (اظہار نام کی اجازت نہیں) نے گذشتہ اکتوبر نومبر میں دو صد روپیہ کی گرانقدر رقم کاغذ فنڈ میں ارسال فرما کر دستگیری فرمائی۔ اور تشکر و امتنان کا موقع دیا۔ اب پھر آپ نے دو صد روپیہ کی بیشقدر رقم بذریعہ چک ارسال کر کے اپنی حمیت و غیرت قومی کا ثبوت دیا ہے یکے بعد دیگرے دو دو صد روپے کی ترسیل محض قومی مفاد کیلئے کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ فیاضی بہر نوع قابل صد ستائش اور لائق صد تعریف ہے۔ قوم میں بڑے بڑے صاحب ثروت حضرات موجود ہیں۔ لیکن قومی ضروریات کیلئے سوال کا جواب دینے کی بھی توفیق نہیں پاتے اکثر حضرات وعدہ وفا کرنا نہیں جانتے۔ بیشتر حضرات کے ذمے کئی کئی سال کا چندہ واجب الادا ہے۔ وہ یاد دہانیوں تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن ہمارے محترم معاون موصوف چار سو روپے کی رقم کی ترسیل سے خلوص و ایثار اور قومی حمیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہ جرأت یہ حوصلہ خدا سب کو دے،

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کاغذ ملتا رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم قومی مفاد کے لئے "القریش" کو جاری رکھنے کیلئے امکانی مساعی عمل میں لانے کی سعی کرتے رہیں گے۔ قارئین دعا فرمائیں کہ خدائے تبارک و تعالیٰ ہمارے عزائم میں برکت دے۔ اور خدمت قوم کی بیش از پیش توفیق ارزانی فرمائے۔ اور "القریش" کے ممد و معاون خصوصی کو جو اس نازک دور میں بیشقدر رقوم کی ترسیل سے حمائت و اعانت فرما رہے ہیں۔ اپنے حفظ امن میں رکھے آمین! ثم آمین،

تعزیتی قرار دادیں

صوبہ پنجاب کے وزیر اعظم آنریبل سکندر حیات خاں کی ناگہانی وفات حسرت آیات پر صلوات القریش کی مرکزی جماعت "ندوۃ القریش" اور اس سے ملحقہ ضلع وار شاخوں نے اپنے ہنگامی جلسوں میں تعزیتی قرار دادیں منظور کیں۔ اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی،

پنجاب کی جدید وزارت

سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم کی وفات کے بعد گورنر پنجاب نے ملک خضر حیات خاں او۔بی۔ای کو صوبہ پنجاب کا وزیر اعظم منتخب کر کے ارکان مجلس وزارت کے درمیان سر رشتوں کے قلمدان تقسیم فرما دیئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ نئے وزیر اعظم اس اہم ترین ذمہ داری کو بوجہ احسن انجام دینے میں کامیاب ہونگے۔ حکومت ہند نے ملک صاحب موصوف کو لفٹنٹ کرنل کے منصب پر ترقی دے دی ہے۔ اور ملک معظم نے اس پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔ ہم اس اعزاز پر ملک صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

سر سکندر مرحوم کی یادگار

انجمن حمائت اسلام لاہور کی جنرل کونسل نے اپنے تازہ

اعترافِ گناہ

مولانا سید سیاح الدین صاحب کاخیلی کے گرامی نامہ سے یہ معلوم کر کے قلبی ملال ہوا۔ کہ انتہائی احتیاط کے باوصف ستمبر ۱۹۴۲ء کے القریش میں بصائر و عبر کے تحت خوف حقائق ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ علالت کی وجہ سے میں اس اشاعت کی ترتیب و نگرانی سے قاصر تھا۔ چند سطور قلم برداشتہ لکھنے کے بعد میں پروف دیکھنے کے بھی قابل نہ تھا۔ اس لئے قابل اعتراض مضمون کے حسن و قبیح کا موازنہ کرنے میں تقصیر ہوئی۔ ہم مولانا موصوف کے بدل شکور ہیں۔ کہ انہوں نے ایک اہم فروگذاشت کی اصلاح کی جانب توجہ مبذول کرنے کی مجھے دعوت دی۔ مولانا ممدوح نے اس سلسلہ میں تصحیح و تردید کیلئے جو مراسلت ارسال فرمائی ہے اُسے بلفظہٖ شائع کرتے ہوئے خدائے تبارک و تعالیٰ سے بخلوص قلب داعی ہوں کہ وہ بخشندۂ سہو و خطا مجھے اس خطا پر جو نادانستہ طور پر سرزد ہوئی ہے اپنے فضل و کرم سے کوئی مواخذہ نہ کرے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

مراسلہ

محترم مدیر صاحب رسالہ القریش زید مجدہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

رسالہ "القریش" ماہ ستمبر کے صفحہ ۲۲ پر بصائر و عبر کے عنوان کے ماتحت ایک مضمون نظر سے گذرا۔ جس کو دیکھ کر ضبط کی طاقت نہ رہی۔ اور آپ کو اس بارے میں متوجہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ معلوم نہیں کہ وہ مضمون آپ کے علم ہی میں شائع ہوا ہے یا جیسا کہ آپ کے "اعتذار" سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی علالت کی وجہ سے آپ خود ترتیب رسالہ نہیں کر سکے۔ اور کسی اور نے نادانی سے اسکو شائع کیا ہے۔ اگر دوسری صورت ہے اور خدا کرے کہ یہی دوسری صورت ہو۔ تو پھر آپ اپنے رسالہ میں اس کی تردید کیجئے یا میرے ان سطور کو اپنے جریدہ میں شائع فرما کر تدارک کریں۔

مضمون کے ساتھ مضمون نگار صاحب کا نام مذکور نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسے صاحب ہیں جنہیں حضرت امیر معاویہؓ سے کوئی خاص دشمنی ہے اور وہ اپنے بغض و عداوت کے اظہار پر مجبور تھے اور کسی نہ کسی طرح اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتے تھے۔ صفحۂ تاریخ کے صفحات میں زمانہ ماضی کے عورتوں کی جرأت و بہادری کے اور سینکڑوں صحیح اور مستند واقعات موجود تھے۔ جن کو اپنی ادیبانہ عبارت آرائیوں کے بغیر بھی اصلی رنگ میں پیش کر کے وہ اپنے مدعا کو ثابت کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ مگر اس صاحب نے خواہ مخواہ حضرت امیر معاویہؓ کے ایک واقعہ کو منتخب کر کے بالکل غلط رنگ میں پیش کیا۔ اور ایک ایسی چیز جو حضرت امیرؓ کی منقبت میں پیش ہو سکتی ہے۔ اس کے حلم و بردباری اور مکارم اخلاق پر دلالت کرنے والی ہے۔ اسکو مذمت کی صورت میں دکھلایا ہے۔ نفس واقعہ کو معکوس کرنے اور گمراہ کن نتیجہ اخذ کرنے کے علاوہ اس میں بنی امیہ اور حضرت معاویہؓ کے ساتھ اپنی عداوت کا یہ مظاہرہ بھی کیا ہے۔ کہ خواہ مخواہ واقعہ کو رنگین کرنے کیلئے آگے پیچھے ایسے الفاظ ذکر کیا ہے۔ جو صحیح تاریخی واقعات کے خلاف اہلسنت کے عقائد سے متضاد اور تشنیع کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دیکھئے مضمون کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"بنی ہاشم کی حکومت پر بنی امیہ کا قبضہ ہو چکا تھا۔ امیر معاویہؓ کا نیر اقبال درخشاں تھا۔ کسی کی کیا طاقت تھی جو معاویہ

کے سامنے اپنی زبان کو جنبش دے سکے۔"

ان الفاظ کے ذکر کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ حکومت و خلافت بنی ہاشم سے بہ جبر و اکراہ چھینی گئی۔ انہیں کا حق تھا۔ جس کو دبا لیا گیا۔ اور حضرت معاویہؓ نے بنی ہاشم کے حق پر غاصبانہ اور جابرانہ قبضہ کر لیا تھا۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اگر حکومت و خلافت حضرت حسنؓ کا حق تھا بھی۔ پھر بھی انہوں نے اپنی رضامندی اور خوشی سے دستبردار ہو کر حضرت امیر معاویہؓ کو اسقدر جابر و قاہر قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ اس کے سامنے حق بات کہنے کی تو کیا بلکہ کسی کو مطلق زبان ہلانے کی گنجائش نہ تھی۔ مگر حیرانی ہے مضمون نگار نے کس جرأت سے اسقدر غلط بیانی سے کام لیا حضرت معاویہؓ کی نرمی متحمل مزاجی تو ایک ایسی مسلم بات ہے کہ جس تاریخ کو اٹھا کر آپ دیکھیں گے۔ حضرت معاویہؓ کے بارے میں آپ کو یہی لکھا ہوا ملیگا۔ کان من احلم الناس۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ تاریخ الخلفاء میں لکھتا ہے :-

وکان یضرب بحلمہ المثل وقد افرد ابن ابی الدنیا وابوبکر بن ابی عاصم تصنیفاً فی حلم معاویۃ قال ابن عون کان الرجل یقول لمعاویۃ واللہ لتستقیمن بنا یا معاویۃ اولنقومنک فیقول بماذا فیقول بالخشب فیقول اذن نستقیم وقال قبیصۃ بن جابر صحبت معاویۃ فما رأیت رجلا اثقل حلما ولا ابطأ جہلا ولا ابعد اناۃ منہ (تاریخ الخلفاء صـ۱۳۲)

اور حضرت امیر معاویہؓ کا حلم ضرب المثل تھا۔ ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن ابی عاصم نے اس کے حلم کے متعلق مستقل تصنیفیں کی ہیں۔ ابن عون کہتا ہے کہ کوئی شخص آکر حضرت معاویہؓ کو کہتا کہ واللہ اے معاویہ تم ہمارے ساتھ ٹھیک چلو ورنہ ہم تمہیں سیدھا کر دینگے آپ فرماتے کس چیز سے۔ وہ کہتا لکڑی سے۔ فرماتے تو پھر ہم سیدھے رہیں گے۔ قبیصہ بن جابر کہتا ہے۔ کہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ رہا۔ پس میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا۔ جو اس سے زیادہ حلیم جہالت سے دور اور زیادہ تحمل والا ہو۔

اور حقیقت میں یہی واقعہ جس کو ہمارے مضمون نگار صاحب "بکارہ" کی جرأت نسوانی ایمانداری۔ آل رسول کی محبت سے سرشاری صداقت غیرت مندی قرار دے رہا ہے۔ دراصل اس عورت کی اپنے زعم میں حق گوئی اور حضرت امیر معاویہؓ کے بے انتہا حلم و تحمل کا ثبوت ہے۔ ایک صحیح العقیدہ صاف دل مسلمان تو اسی واقعہ ہی کو دیکھ کر یہی نتیجہ نکالیگا۔ کہ حضرت معاویہؓ کس درجہ حلیم الطبع اور بعید الاناۃ تھے۔ کہ ایک عورت سامنے برا بھلا کہہ رہی ہے اسے انتقام لینے کی ہر طرح قدرت حاصل ہے۔ شرعاً اور عرفاً دونوں طرح گوئی کی تعزیر کا اسے حق حاصل ہے۔ مگر ان کی طبعیت ایک عورت کی اس حماقت سے متاثر نہیں ہوتی۔ اور سزا دینے کی بجائے اس کی حاجت روائی کی فکر میں ہیں۔ مگر افسوس مضمون نگار صاحب کو چونکہ اپنی عداوت کا اظہار کرنا ہی ہے۔ لہذا وہ یہی کہتا ہے کہ

"معاویہ نے حکومت کی پالیسی سامنے رکھتے ہوئے اور اپنے جذبات کو دباتے ہوئے کہا۔ تمہاری کوئی حاجت ہو تو بیان کرو میں اسے پورا کروں گا۔"

حیرانی ہے کہ ایک صحابی رسول کاتب وحی، امیر المومنین کے بارے میں یہ الفاظ ایک مسلمان کے قلم سے کیسے لکھے جا سکتے ہیں اور ایک مسلمان رسالہ میں کیسے شائع ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے خلق حسن کو پالیسی قرار دینے میں جھجک محسوس کیوں نہیں ہوتی۔ اسی پر بس نہیں مضمون نگار نے اور بھی ادبی پھول نچھاور کئے ہیں۔ لکھتا ہے :-

"غیرت مند شاعرہ نے کہا۔ تجھ سے دشمن رسولؐ سے اپنی حاجت بیان کروں۔ اور یہ کہہ کر چل اٹھی: "معاویہ کا دل نادم تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا۔ کہ حکومت و سلطنت کے باوجود ایک ادنیٰ عورت اس کو نشانہ ملامت بنا کر چلی گئی۔" امیر معاویہ نے اپنے خلاف

اشعار سنے تو اس کی آنکھوں میں غصہ کی سرخی جھلکنے لگی۔

مضمون نگار صاحب بکارہ کے الفاظ کس طرح مزے سے لیکر نقل کر رہا ہے۔ اور اسکی داد دے رہا ہے صحابہ رسولؐ کے بارے میں بکارہ یہ کہتی ہے "اے معاویہ تیرے نفس نے گمراہی سے یہ آرزو تیرے دل میں ڈالی ہے۔ اور عمرو بن العاص نے تجھے بدبختی کیلئے ورغلایا ہے"

اللہ اللہ! حضرت معاویہؓ کو گمراہ اور بدبخت کہا جائے۔ حضرت عمرو ابن العاصؓ کو بدبختی کیلئے ورغلانے والا بتلایا جائے۔ اور پھر ایسے اشعار کا نام ہو حق و صداقت اور اس بے باکی کو کہا جائے کہ یہ جرأت ایمانی اور محبت آل رسول ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود حق و حریت سے لبریز کچھ ایسے خلف تھے" کیونکہ اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ایمان کے سچے جذبات اور آل رسول کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے"

دیکھئے ایسے شاعرہ کے کمال کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔ اسکی داد دی جا رہی ہے۔

" یہ آل رسول کی سچی پرستار تھی۔ ہمیشہ آل رسولؐ کی شان میں قصائد لکھتی تھی۔ اور آزادانہ بنی امیہ اور امیر معاویہ کے خلاف اشعار کہتی تھی "

مضمون میں حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کو ایک افسوسناک انقلاب سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس کی خلافت کو دور از قیاس سمجھنے اور بدبختی قرار دینے کی تائید کی ہے۔ اور بعض جرائم کی فہرست یہ دی ہے۔

پرستاران آل رسولؐ کو میاریوں سے قتل کیا جا رہا تھا آل رسول کی حمایت بڑا گناہ تھا"

معلوم نہیں۔ مضمون نگار نے اپنے کلام میں رنگینی اور نمکینی پیدا کرنے کیلئے اسقدر غلط بیانی کی جرأت کیوں کی۔ بتلایا جائے کہ کس مستند تاریخ میں ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہؓ نے کسی پرستار آل رسولؐ کو محبت آل رسولؐ کے جرم میں "میاریوں" سے قتل کیا ہے۔ اور ان کی حمایت کو کب جرم عظیم قرار دیا گیا ہے تاریخ تو یہ بتلاتی ہے۔ کہ خود آل رسول سے ان کا سلوک زمانہ خلافت میں نہایت اچھا رہا۔ پھر آل رسول کے پرستار کیسے مورد عتاب صرف اس جرم سے بنتے۔ آل رسول کے ساتھ ان کے نیک سلوک کے واقعات سنیوں کی کتابوں میں تو موجود ہیں ہی لیکن بوجہ کثرت اور ظہور کے ان کے دشمن شیعہ بھی اس سے منکر نہیں ہو سکتے تھے۔ اور شیعوں کے مورخوں نے اس قسم کے واقعات نقل کئے ہیں۔ چنانچہ جلاء العیون، ناسخ التواریخ، مجالس المومنین میں یہ روایتیں موجود ہیں۔ ان روایات کو مفصل لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت سمجھی گئی اور رسالہ میں مضمون کی شکل میں آپ شائع کریں۔ تو مفصل طور سے لکھا جائیگا۔

غرض اوّل سے لیکر اخیر تک سارے مضمون میں انتہائی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ سب باتیں واقعہ اور عقائد حقہ کے صریح خلاف نقل کی گئی ہیں۔ پس ضروری ہے کہ اس مضمون سے رجوع کیا جائے۔ اور آئندہ کیلئے تنبیہ سے کام لینا چاہیئے تاکہ ایسی غیر محتاط اور غلط تحریریں رسالہ میں شائع نہوں۔ ورنہ رسالہ کے وقار پر یہ ایک بدنما دھبہ ہوگا۔ کہ اس کے ذریعہ شیعیت پھیلائی جا رہی ہے۔ اور صحابہ کرام کو ملامت کے تیروں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور یہ بہت بڑی بدنامی اور جرم عظیم ہے۔

اتحسبونہ ھنیاً وھو عند اللہ عظیم

القریش میں حضرت معاویہ قرشی کے خلاف اسقدر غلط الزامات کا شائع ہونا باعث تعجب ہے۔ القریش ان جھگڑوں سے ہمیشہ بالا رہا ہے۔ بنی امیہ قریش میں سے تھے۔ اس لئے ان کے بارہ میں ناانصافی اور غلط بیانی بیحد رنجدہ امر ہے۔
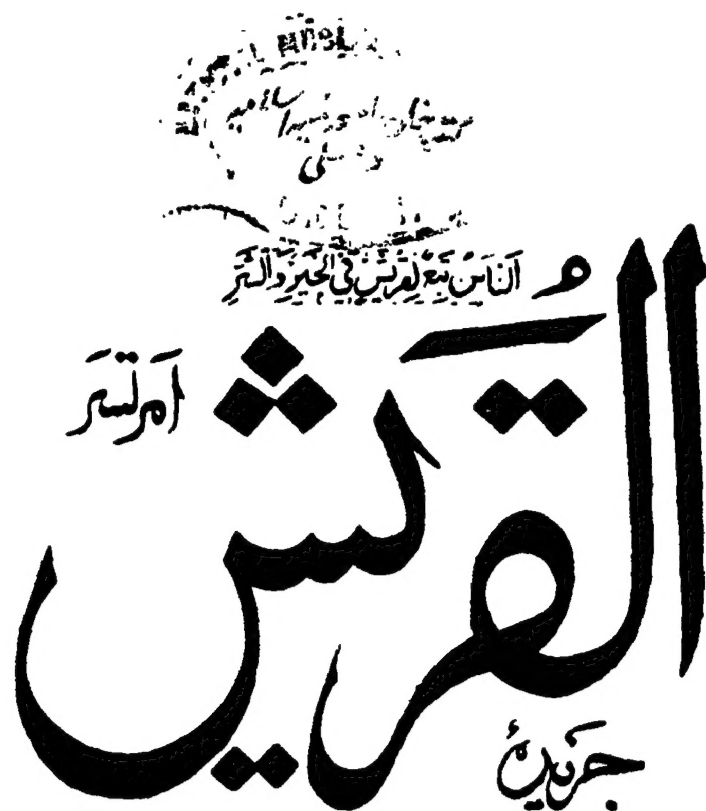
(وزیر ہند پریس واقعہ ہال بازار امرتسر میں محمد علی رونق پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش مدرسہ شریف گنج امرتسر سے شائع کیا۔ ایڈیٹر محمد علی رونق)

Regd. L No. 1474 "Al Quraish"

Printed at The Wazir-i-Hind Press, Hall Bazar, Amritsar.
Place of Publication, Sharif Ganj, Amritsar.

سادات قریش کا واحد اصلاحی صحیفہ
الناس تبع لقریش فی الخیر والشر
القریش
امرتسر
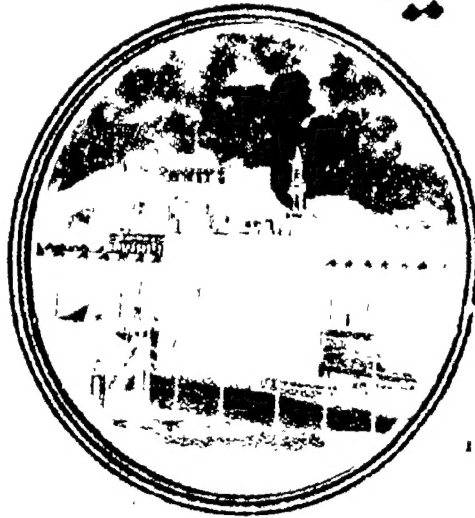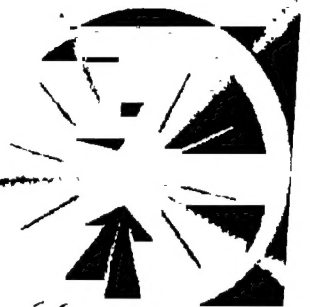
بسم اللہ الرحمن الرحیم

القریش امرتسر

فروری ۱۹۴۳ء

صفر المظفر ۱۳۶۲ھ

جلد ۳۰ ——— نمبر ۲

اب کشتیٔ اُمّت کو لگا تو ہی کنارے

(از تضمین جناب منشی معین الدین احمد قریشی اختر حیدرآبادی)

اسلام ہے پہلا سا نہ وہ طرزِ ادا ہے — الفت رہی پہلی سی نہ وہ [illegible] دعا ہے

توبہ بھی گناہ ہوگئی نہ احساسِ خطا ہے — پابندیٔ احکام نہ کچھ خوفِ خدا ہے

مسلم ہیں فقط نام کے کیا ہم میں دھرا ہے — اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے

اُمّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

عالم کی کبھی شان میں نکلے تھے وطن سے — جیسے نکل آتا ہے گہر گردابِ گہن سے

محکوم زمانہ کو کیا فعل و سخن سے — تھے سایۂ اسلام میں راحت سے امن سے

غم سے تھی غرض اور نہ کچھ رنج و محن سے — جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے

پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

باقی نہ رہی اگلی سی وہ دولت و حشمت — باقی نہ رہی پہلی سی وہ عزت و شہرت

باقی نہ رہی ہم میں وہ الفت وہ محبت — باقی نہ رہی ہم میں وہ عظمت وہ فضیلت

اب ہم میں وہ موجود نہیں قوت و ہمت — جس قوم میں اور دین میں ہو علم و دولت

اس قوم کی اور دین کی باقی یہ بنا ہے

بگڑی ہوئی قسمت کو بنا کون سدھارے — اس حالتِ خستہ کو بھلا کون سنوارے

اب کشتیٔ امت کو لگا تو ہی کنارے — گردابِ حوادث میں گھرے ہیں بیچارے

شیدائی ترے زندہ ہیں بس تیرے سہارے — ہم نیک ہیں یا بد ہیں پر آخر ہیں تمہارے

نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

مشہور جہاں تھے دہر میں عالم کے لقب سے — محکوم بنایا ہمیں غفلت کے سبب سے

اب چھوڑ کے ہم شکوہ دعا مانگیں گے رب سے — کھوئی ہوئی راحت ملے آقائے عرب سے

مل جائیگا مانگیں جو اگر حسنِ طلب سے — بس حالیٔ گستاخ نہ بڑھ حدِ ادب سے

باتوں سے ٹپکتا تیری اب صاف گلا ہے

پیغمبر اسلام کے شاندار کارنامے

(از مولینا سید زاہد القادری صاحب رکن شعبہ تصنیف و تالیف خواجہ بک ڈپو)

اگر بر تخت سیادت ز ازل جا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسلام کے داعی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو ہر طرف باطل کی تاریکی چھا رہی تھی۔ خدا کی وسیع زمین پر ایک خدا پرست بھی موجود نہ تھا۔ ہر مقام و ہر جگہ پر کفر و الحاد اور عصیان و تمرد کا زور تھا۔ و۔ انسانی خباثتوں سے بحر و بر پناہ مانگ رہے تھے۔ آخر ۲۰ اپریل ۵۷۱ء عیسوی کو آفتاب ہدایت طلوع ہوا تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے اپنی صداقت کی روشنی سے باطل کی تاریکیوں کو مٹانا شروع کیا۔ آپ سرزمین عرب میں مبعوث ہوئے۔ لیکن آپ کی ہدایت کی روشنی دنیا کے ہر حصے میں پہنچی۔ حضور اقدس کا کام نہایت اہم اور مشکل تھا۔ لیکن آپ نے اس کو نہایت صبر و حلم، عزم و ثبات اور استقلال و استقامت کے ساتھ انجام دیا۔ آپ نے خدا کے بندوں کو شرک و کفر کی نجاست سے پاک کیا۔ اور خالص خدا پرستی سکھلائی۔ آپ نے تہذیب و تمدن اور علم و اخلاق کی اشاعت کی اور انسانوں کو صحیح معنوں میں انسان بنایا آپ نے نسل اور قومیت کی خصوصیتوں امیری اور غریبی کے امتیاز کو مٹا کر اخوت اور مساوات کی پاکیزہ تعلیم دی۔ آپ نے نفرت و عداوت کی جگہ محبت و مودت کا سبق پڑھایا۔ اور صدیوں کے گمراہوں کو چشم زدن میں متقی اور پرہیزگار بنا دیا۔ یہ آپ ہی کی تعلیم کا صدقہ تھا۔ کہ حبشہ کا بادشاہ اور عمان کا تاجدار نجد کے وحشی اور یمن کے بدو کے دوش بدوش کھڑے ہونے پر نازاں ہوا۔

اور آج بھی ٹرکی کا صدر اعظم افغانستان کا بادشاہ اور ایران کا فرمانروا ایک غریب مسلمان ایک مسکین مومن اور ایک ادنے حیثیت کے کلمہ گو کے ساتھ نماز پڑھنے کھانا کھانے اور دوش بدوش کھڑے ہونے کو اپنا فخر سمجھتا ہے۔

عہد رسالت کی تاریخ کے صفحات شاہد ہیں۔ کہ وہ بلال حبشی جو نہایت ذلیل غلام سمجھا جاتا تھا۔ وہ سلمان فارسی جس کی تمام عمر غلامی میں بسر ہوئی تھی۔ اسلام کے حلقہ میں داخل ہونے کے بعد اپنے زہد و اتقا کی وجہ سے جلیل القدر مراتب پر فائز ہوئے۔ اور بڑے بڑے مسلم رؤسا نے انہیں اپنا سردار سمجھا۔

اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بین ثبوت یہ ہے کہ عرب کے وہ عظیم المنزلت لیڈر جو اپنی قوموں اور اپنے قبائل میں ایک شاہانہ حیثیت رکھتے تھے۔ ہر قسم کی عزت و رفعت کو ٹھکرا کر داعی اسلام کے غلاموں میں داخل ہو گئے۔ دیکھو حضرت عبد اللہ بن سلام یہودیوں کے سب سے بڑے پادری اور مذہبی سردار تھے۔ ان کی قوم ان پر جان فدا کرتی اور ان کے قدموں کو چومتی تھی۔ لیکن جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے حق ان کے کانوں میں پہنچی۔ فوراً اپنی قیادت کو چھوڑ کر حضور کے پاس آئے اور کلمہ پڑھ کر حضور کے خادموں میں داخل ہوئے۔ ورقہ بن نوفل عیسائیوں کے مقتدر لیڈر تھے۔ تمام عیسائی جماعتیں ان کو اپنا سردار سمجھتی تھیں۔ لیکن اسلام کی صداقت کو انہوں نے تسلیم کیا۔ اور وہ عیسائیوں کی امامت چھوڑ کر خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔

عثمان بن طلحہ ابراہیمی قبائل کے معزز امام اور مذہبی پیشوا تھے۔ لیکن برضا و رغبت انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص خادم بن گئے۔

اب ان لوگوں کے حالات پر نظر ڈالیئے جو اسلام کی

نشر و اشاعت اور دعوت و تبلیغ کے وقت داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن اور بڑے زبردست مخالف تھے۔ لیکن جب اسلام کی حقانیت اور صداقت ان پر ظاہر ہوئی تو اپنی سرکشی اور نادانی پر نادم ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنا سر جھکا دیا۔

وہ عمرو بن عاص جو ہجرت حبشہ کے موقع پر نجاشی بادشاہ حبش کے پاس کفار مکہ کا سفیر بن کر گیا تھا اور مہاجر مسلمانوں کو مکہ واپس لاکر قتل کرنا چاہتا تھا۔ چند سال کے بعد برضا و رغبت مسلمان ہو گیا۔ اور حضور کی غلامی کو اپنا فخر سمجھنے لگا۔

وہ خالد بن ولید جو غزوۂ اُحد میں کفار مکہ کا سپہ سالار بن کر گیا تھا۔ اور جس نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کا عزم بالجزم کیا تھا کچھ عرصہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر سر رگڑتا ہے اور کہتا ہے کہ میری خطائیں معاف کیجئے۔ پھر یہی اسلام کا دشمن داعی اسلام کا غلام بن کر اسلامی فتوحات میں گرمجوش جنرل کا درجہ پاتا ہے۔

وہ عمر بن خطاب جو تلوار لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کیلئے گھر سے روانہ ہوا۔ اور جس نے اسلام کو مٹانے کا قطعی فیصلہ کیا تھا جب حضور کی خدمت میں پہنچتا ہے تو اپنا سر جھکا کر اپنی گستاخیوں کی معافی چاہتا ہے۔ اور پھر ایک زمانہ میں اسلام کا نامور خلیفہ بنتا ہے۔

وہ سہیل بن عمرو جو معاہدہ حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلعم کو مکہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے اور صلحنامہ کی کتابت کے وقت اپنے بغض و عناد کی بنا پر کہتا ہے کہ میں محمدؐ کے نام کے ساتھ "رسول اللہ" کا جملہ نہیں لکھنے دونگا۔ ایک روز حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میرا قصور معاف فرمایئے بیشک اسلام سچا ہے اور میں آج سے اسلام کا سچا خادم ہوں۔

وہ وحشی بن عاصم جس نے مسلمانوں کو قتل کرنا اور ان پر ظلم و ستم ڈھانا اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد قرار دیا ہے۔ جس نے معرکہ احد میں سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ان کا کلیجہ نکال کر کھایا تھا۔ ایک روز خدمت نبوی میں حاضر ہو کر اسلام کی صداقت کا اعتراف کرتا ہے۔ اور سچے دل سے توبہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی قبول کرتا ہے۔

وہ ابوسفیان بن عبد المطلب جو باوجود چچا ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ مخالف اور سب سے بڑا دشمن تھا جس نے اسلام کے مٹانے کیلئے برسوں جد و جہد کی۔ ایک روز حضور کے قدموں پر آ کے گرتا ہے اور کہتا ہے میں جھوٹا ہوں۔ اور آپ سچے۔ میرا طریقہ غلط ہے اور تمہارا مذہب حق ہے میں اپنی نادانی پر اظہار افسوس کرتا ہوں اور سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں۔

ان حیرت انگیز انقلابات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بدرجہ غائیت ثابت ہے۔ اگر ارباب عقل و فہم انصاف کے ساتھ ان واقعات پر غور کریں تو یقیناً وہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ترک مذہب

ترکی وفد نے لاہور میں مسلم اخبار نویسوں کے مجمع میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ "ترکیہ میں اب بھی مساجد نمازیوں سے معمور ہوتی ہیں۔ نماز عربی میں ہی ہوتی ہے صرف اذان ترکی زبان میں ہوتی ہے۔ ترکوں کے دل رسول کریمؐ کی محبت سے معمور ہیں جواب دہندہ رکن نے رسول کریمؐ کے مبارک نام پر درود بھیجا اور کلمہ شہادت پڑھا۔"

جن ترکوں کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ مذہب سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ اور اسلامی آئین و اصول سے بیگانہ ہو رہے ہیں۔ وہ ان الفاظ سے اندازہ لگائیں کہ ترک مذہب اسلام کے کسقدر شیدائی ہیں۔ اور آنحضرت صلعم سے

تذکرۂ برادری

خطوط و مراسلات

۱۔ القریش کے معاون خصوصی نمبر ۴۴ ہمارے اظہار تشکر کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"آپ کا خط ملا۔ شکریہ کس بات کا اور آپ کیوں ادا کریں؟ افسوس اس بات کا ہے کہ جس قوم کے ایثار کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی تھی، اور جس کی فیاضی و علم دوستی کا زمانہ قائل ہے اس کی آج یہ حالت ہے کہ وہ اپنے ایک ترجمان کی حمایت میں دست تعاون بڑھانے میں قاصر ہے اور اس کے واحد پرچہ کی قیمت دو صد روپیہ شمار ہو رہی ہے۔ اور اسی قیمت پر اس کی زندگی کا انحصار ہے۔ خدا کرے اس میں وہی ایثار کا جذبہ پیدا ہو، آمین، ایک رسالہ پتہ ذیل پر ایک سال کے لئے وی پی کر دیں۔

محترم معاون نے کاغذ کی گرانی کے پیش نظر "القریش" کے لئے دو اقساط میں چار صد روپیہ کی گرانقدر رقم ارسال فرما کر ہماری اعانت فرمائی۔ اور اس پر بھی آپ کسی شکریہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ لیکن انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کرے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ دعا ہے کہ خدائے برتر و اکبر انہیں اجر عظیم دے اور قارئین کرام کو تقلید کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

۲۔ مکرمی شیخ امیر الدین صاحب صدیقی کلانور ضلع رہتک سے تحریر فرماتے ہیں، کہ ماہ جنوری کے "شذرات" میں آپ نے حقیقت و وقعی کا اظہار فرمایا ہے۔ مراسی، قصائی، اور دیگر اقوام جن کا زمین و زراعت سے دور کا واسطہ بھی نہیں اور حسبی و نسبی اصلیت کی معنوی حیثیت بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ زراعت پیشہ اقوام میں شامل ہونے کیلئے تو بہروپ بھر ہیں۔ اور ہم جن کے آباؤ اجداد کے کارناموں پر تاریخ عالم کو ناز ہے، اپنے حال میں مست بے پروا پڑے رہیں کس قدر افسوس کا مقام ہے، "القریش" نے نہایت شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ اور وہ کام کئے ہیں کہ قوم کا سر اس کے احسانات سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جھکا رہیگا قریش برادری کو قعر گمنامی سے ابھار کر منصۂ شہود پر جلوہ گر کر دینا القریش کی خدمات کا ہی کرشمہ ہے۔ اس پر بھی برادری قدر نہ کرے تو میں کہونگا کہ یہ اس کی بدقسمتی بد ذوقی اور بد احساسی کی دلیل ہے۔ خداوند کریم ہمیں قدر شناسی کی توفیق دے۔ اور آپ کو قومی خدمات کی بیش از پیش ہمت دے آمین!

یہاں "شیخ قریشی" اور "قریشی" کی ایک انجمن تھی۔ جو تصدیق انتقالات میں سد راہ تھی۔ برادری کے چند برآوردہ حضرات نے جالندھر، گوڑگاؤں، اور دیگر اضلاع پنجاب کے کاغذات مال کی نقول حاصل کر کے ریونیو افسران کو ثبوت بہم پہنچائے۔ اور "القریش" کے وہ مضامین جو اس سلسلہ میں شائع ہوتے رہے تمثیلاً اور ثبوتاً پیش کئے تو یہ معقدہ بھی حل ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں تصدیق انتقالات میں اب کوئی دقت باقی نہیں رہی۔ ہماری برادری کے تمام حضرات زرعی اراضیات خرید رہے ہیں۔ ہمارے دلوں سے آپ کے حق میں دعائیں نکلتی ہیں۔ خدائے ارحم و اکرم آپ ایسے محسن قوم کو تا دیر سلامت رکھے۔ اور حاسد دل کو ذلیل و پامال کرے۔ آمین۔ (شکریہ۔ ایڈیٹر)"

۳- مکرمی قریشی فدا حسین صاحب رتڈ کی سے تحریر فرماتے ہیں کہ قلت کاغذ کی وجہ سے "القریش" آٹھ صفحہ پر شائع ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی غنیمت ہے۔ قوم کا اصلاحی رسالہ ہے۔ اسے جس حالت اور جس قیمت پر بھی ہو سکے جاری رکھنے کی کوشش ہمارا فرض عین ہے۔ "القریش" کی ناقابل فراموش خدمات کو فراموش کر دینا قوم کی انتہائی بے حسی سمجھی جائے گی۔ ندوی حقوق کے حصول کے علاوہ جو اصلاحی خدمات آپ نے انجام دی ہیں۔ ہر نوع وہ قابل صد ستائش اور لائق صد تحسین ہیں۔ تین حضرات کے نام پتہ ذیل پر القریش جاری کر دیں۔ عنقریب حقیر رقم ہدیتہً پیش کرنے کی عزت حاصل کرونگا۔ والسلام،

قومی جلسے

انجمن اصلاح القریش صوبہ بہار، فرنٹیر قریش کانفرنس، اتحاد قریش، پیلی بھیت، فلاح القریش فیض باغ۔ انجمن قریش دولال۔ اصلاح القریش فیروز پور جھرکا۔ اصلاح القریش نوشہرہ۔ انجمن قریش غازی آباد شاخہائے "ندوۃ القریش" کے معمولی جلسوں کی کاروائیاں جو گذشتہ دو ماہ میں منعقد ہوئے بغرض اشاعت موصول ہوئیں چونکہ رسالہ کا حجم صرف آٹھ صفحہ رہ گیا ہے۔ اس لئے کسی انجمن کی کاروائی شائع نہیں کی جا سکی اور نہ اسقدر گنجائش ہے کہ عہدیداران انجمن ہائے کی خدمات اور اصلاحی شغف قابل مبارک ہے۔ اصلاح القریش صوبہ بہار اور فرنٹیر قریش کانفرنس کے عہدہ داران کا جدید انتخاب عمل میں آیا۔ انجمن اتحاد القریش پیلی بھیت اور غازی آباد نے اپنے پروگرام کے مطابق مقامی برادری کو شرکت اجلاس کیلئے دعوت عام دے کر اپنے اغراض و مقاصد کی توضیح کی اور افراد برادری سے تعاون کی پرزور اپیل کی جس پر ممبران میں تسلی بخش اضافہ ہوا۔ اصلاح القریش فیروز پور جھرکا کی انجمن نے بانئے انجمن قاضی الدین الحق صاحب بی اے بی ٹی کی وفات حسرت آیات پر قرارداد تعزیت پاس کی۔ اور دیگر جماعتوں نے اصلاحی امور خصوصاً انسداد رسوم کی جانب سبقت کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر کاغذ دستیاب ہو گیا۔ تو انشاء اللہ تعالی رسالہ کا حجم بڑھا دیا جائیگا۔ اور قومی جلسوں کی کارروائیاں تفصیل کے ساتھ شائع ہوتی رہینگی اراکین انجمن اس اختصار پر افسردہ خاطر نہوں۔

بیت المال

میاں حسام الدین صاحب رئیس قریش ڈسٹرکٹ کمیٹی بنگلور تحریر فرماتے ہیں کہ "بدامنی و بے اطمینانی کا دور ہے اقتصادی و معاشی حالت اسقدر تشویش انگیز ہے کہ نفسی نفسی کا عالم ہے ہر شخص تلاش امن و اطمینان میں ہراساں و پریشان ہے۔ ہر قوم فرقہ اور گروہ تگ و دو اور جد و جہد میں مصروف ہے۔ لیکن سادات قریش کی وہی اک چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔ کل مجمع احباب میں اسی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اس تبادلہ خیالات کا ماحصل متقدرین قوم کے غور و فکر کے قابل ہے۔ اگر معززین قوم اتفاق رائے کا اظہار کریں تو در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست کے مصداق جلد از جلد اقدام کر دینا چاہیئے میرے اور میرے محترم دوستوں کی رائے ہے۔ کہ نونہالان قوم کی تعلیمی و تجارتی حالت درست کرنے کیلئے بیت المال قائم کرنے کی فکر کی جائے۔ بہت سی اقوام اس طریق سے استفادہ کر رہی ہیں۔ سکھوں اور بعض مسلم اقوام کی نظیر ہمارے سامنے ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے سادات قریش ایسی گئی گذری قوم نہیں کہ اس پر عمل نہ کر سکے۔ قرارداد صرف یہ ہے کہ مالیہ سرکاری کی ادائیگی کے وقت اسی ذمہ داری کے ساتھ ایک پیسہ فی روپیہ زائد ادا کیا جائے۔ اور وہ رقم بیت المال کیلئے وقف کر دی جائے اس کیلئے کسی منظوری کی ضرورت نہ ہوگی۔ ہر گاؤں۔ دیہہ اور قریہ میں ایک دو ذمہ دار ہستیاں یہ رقم وصول کریں علی حضرات

باقاعدہ رسید ادا کریں۔ خاتمہ معاملہ پر یہ رقم مقامی یا ضلع کی انجمن فنڈ میں جمع کر دی جائے۔ اور اس کی ایسی تمام رقوم کا ایک گوشوارہ القریش میں شائع کر دیا جائے۔ کم و بیش پچاس ہزار روپیہ کی رقم جمع ہونے پر برادری کے ایک عام اجلاس میں اس کے موزون ترین مصرف پر غور کر لیا جائے۔ یقین ہے کہ اس رقم کے منافع سے مفلوک الحال اور مقروض جلدی مرفع الحال اور فارغ البال ہو سکتے ہیں۔ سادات قریش بڑی بڑی زمینوں اور وسیع ترین رقبوں کے مالک ہیں۔ لاکھوں روپیہ مالیہ ادا کرتے ہیں۔ دو تین سال کی قلیل سی مدت میں ایک بڑی بھاری رقم بیت المال میں بلا تکلف جمع ہو سکتی ہے۔ آپ اس تجویز کو القریش میں شائع کریں۔ اور ضلع وار جماعتوں اور صوبہ وار انجمنوں سے استصواب کریں۔ قارئین کرام اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرماویں۔ اگر احباب متفق ہو جائیں تو تجویز بڑی نیک اور معقول ہے۔ طریق کار میں اختلاف ہو تو اسکی اصلاح باہمی مشورہ سے بوجہ احسن ہو سکتی ہے۔"

(قارئین کرام اور مندرجہ سے ملحق جماعتوں کے ذمہ دار اراکین میاں صاحب کی تجویز پر عمیق غور فرمائیں۔ اور اظہار خیال سے مطلع فرما کر عند القوم مشکور ہوں۔ ایڈیٹر)

تاثراتِ قحط

کاغذ اسقدر گراں اور نایاب ہو گیا ہے۔ کہ صحافت حاضرہ انتہائی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ ایک اخباری اطلاع مظہر ہے۔ کہ علاقہ سلہٹ کے پرائمری اور سیکنڈری مدارس میں کاغذ کی بجائے سلیٹوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ خیر یہ تو کوئی تعجب کا مقام نہ تھا۔ لیکن آپ یہ سنکر حیران ہونگے کہ اسی ضلع کے اکثر مقامات کی شادی اور دوسری تقریبوں کے دعوت نامے کیلے کے پتوں پر چھاپے جا رہے ہیں۔ دوسری خبر یہ ہے کہ حکومت بمبئی نے اجناس کی گرانی اور قلت کے پیش نظر ضوابط دفاع ہند کے تحت اعلان کیا ہے کہ ۵ر فروری سے ہر وہ شخص جو میزبان کی حیثیت سے پچاس یا اس سے زیادہ اشخاص کو کسی پارٹی یا ضیافت کے سلسلہ میں خواہ وہ مذہبی ہو یا سوشیل مدعو کرے گا تو اسے مستوجب سزا قرار دیا جائے گا۔ کتنا نازک دور ہے۔ خدا محفوظ رکھے!

جواب طلب امور کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ ارسال کریں۔

اخباری کاغذ

حکومت نے اخباروں کے لئے امسال کاغذ کا جو کوٹا مقرر کیا ہے وہ سال گذشتہ کے کوٹا کا ۲۵ فیصدی ہے اور ظاہر ہے کہ اتنے قلیل کاغذ سے کسی اخبار کا کام نہیں چل سکتا۔ اور ان حالات میں اخبارات کا جاری رہنا نا ممکن ہے لاہور میں روزانہ اخبارات کے منیجروں نے ان تشویشناک حالات کے پیش نظر ایک اجلاس منعقد کر کے حکومت ہند کی توجہ اس مشکل کی طرف منعطف کرائی ہے۔ اور فیصلہ کیا ہے۔ کہ وزیر اعظم پنجاب سے ملاقات کر کے ان کی اعانت طلب کی جائے۔ یہ معاملہ بہت اہم ہے اور ہمیں توقع ہے کہ وزیر اعظم پنجاب اخباروں کی اس مصیبت کو رفع کرانے کی پوری کوشش کریں گے۔ اخباروں کا زندہ رہنا موجودہ زمانہ جنگ میں خود حکومت کیلئے بیحد مفید ہے۔ اور اگر اخبار بند ہو گئے تو حکومت کو بہت نقصان پہنچیگا۔ اس لئے حکومت کو اخباروں کیلئے نہیں تو اپنے مفاد کے لئے ہی کاغذ کا مسئلہ حل کرنا چاہیئے۔

درویش بادشاہ

(مولانا محمد عبداللہ صاحب قریشی بی۔ اے)

خلیفۃ المسلمین امیرالمومنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نہایت خوش خلق تھے۔ کسی کو بُرا بھلا نہ کہتے تھے۔ کسی کی دلشکنی گوارا نہ کرتے تھے۔ ایک بار گھوڑ دوڑ کرائی اور جو لوگ پیچھے رہ گئے۔ اُن کو بھی تھوڑا بہت انعام دیا۔ یہاں تک کہ کوئی محروم نہ رہا۔

خلافت سے پہلے بڑے ٹھاٹھ سے رہتے تھے۔ چنانچہ جب مدینہ کے گورنر ہوکر روانہ ہوئے تو تیس اونٹ ذاتی ساز و سامان سے لدے ہوئے ساتھ تھے۔ لیکن خلیفہ ہوتے ہی انکی طبیعت میں اتنا انقلاب رُونما ہوا کہ ان کی بے سرو سامانی اور سادگی دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ خلیفہ ہیں۔ فخر و غرور سے انہیں سخت نفرت تھی۔ اپنے آپ کو عام مسلمانوں بلکہ لونڈی غلاموں سے بھی بالاتر نہیں سمجھتے تھے۔ اپنی تعظیم کے لئے کسی کے اُٹھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ عزیزوں کی عیادت کیلئے ان کے گھروں میں خود جاتے۔ جنازوں میں شریک ہوتے اور دوسروں کی طرح تابوت کو کاندھا دیتے ہوئے چلتے تھے۔ قبرستان میں خلیفہ کے لئے جو الگ فرش بچھایا جاتا تھا۔ اس کو ہٹاکر دوسروں کے برابر بیٹھتے تھے۔ اور کسی وقت بھی امتیاز و برتری کا خیال دل میں نہ لاتے تھے۔

ایک بار ایک لونڈی پنکھا جھل رہی تھی۔ اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ آپ نے خود پنکھا لے لیا۔ اور اسے جھلنا شروع کر دیا۔ وہ جاگی تو معافی مانگنے لگی۔ بولے تو بھی میری طرح آدمی ہے۔ میری طرح تجھے بھی گرمی محسوس ہوئی۔ میں نے چاہا کہ جس طرح تو نے مجھے پنکھا جھلا ہے میں بھی تجھے پنکھا جھل دُوں

ایک رات رجاء بن حیوۃ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعۃً چراغ جھلملانے لگا۔ پاس ہی ایک غلام سویا ہوا تھا۔ رجاء نے اسے جگانا چاہا۔ آپ نے منع کر دیا۔ اور کہا اسے نہ جگاؤ۔ سونے دو۔ انہوں نے کہا تو پھر میں خود اٹھ کر چراغ درست کر دوں؟ فرمایا۔ نہیں۔ مہمان سے کام لینا مروّت کے خلاف ہے۔ آخر چادر رکھ کر خود ہی اُٹھے۔ برتن سے زیتون کا تیل لیا۔ اور چراغ کو درست کیا۔ پلٹے تو کہا کہ جب میں اٹھا تھا۔ تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب پلٹا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔ میری شان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لیکن باوجود اس عاجزی اور فروتنی کے خودداری کا سررشتہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

حلم کا یہ حال تھا۔ کہ ایک دفعہ ان کے عامل عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے لکھا کہ میرے اجلاس میں ایک شخص اس جرم میں پیش کیا گیا ہے کہ وہ آپ کو گالیاں دیتا ہے۔ میں نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن اس خیال سے قید کر دیا۔ کہ اس بارے میں آپکی رائے لے لوں آپ نے جواب میں لکھا کہ اگر تم اس کو قتل کر دیتے۔ تو میں تم سے اس کا قصاص لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو گالی دینے پر کوئی شخص قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اگر تمہارا جی چاہے تو اسکو گالی دے لو ورنہ رہا کر دو۔

کوئی زیادتی بھی کرتا تو خاموش رہتے اور عفو و درگزر سے کام لیتے۔ کہتے تو یہی کہتے کہ تقویٰ نے منہ میں لگام دے رکھی ہے

ع ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

ایک بار کسی شخص نے گستاخی سے بات کی تو بولے کیا تو چاہتا ہے کہ حکومت و امارت کے غرور میں میں بھی تیرے ساتھ ویسا ہی

سوکھ کروں بیسا تو کل (قیامت کے دن) میرے ساتھ کریگا یہ کر کر اسے معاف کر دیا۔

ہر حال میں راضی برضا تھے۔ مصیبتوں اور تکلیفوں میں صبر کرتے تھے۔ جھوٹ کبھی نہ بولتے تھے۔ معیار دیانت پر ہمیشہ پورے اُترتے تھے۔ رات کو خلافت کا کام بیت المال کی شمع جلا کر انجام دیتے تھے۔ لیکن جب اپنا کام کرنا ہوتا تھا۔ تو اس کو اٹھوا دیتے تھے۔ اور ذاتی چراغ منگوا لیتے تھے۔ بیت المال سے دو درہم روزانہ لیتے تھے۔ حالانکہ اپنے عمال کو نہایت فیاضی سے دس دس ہزار درہم بلکہ اس سے بھی زیادہ دلواتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ بیت المال مسلمانوں کا خزانہ ہے۔ میں بیت المال سے انصاف نہ کروں گا۔ تو دنیا سے انصاف کی توقع کیونکر کر سکوں گا۔ فقراء مساکین کے لئے بیت المال کے مصارف سے جو مہمان خانہ قائم تھا اس سے نہ تو خود فائدہ اٹھاتے تھے۔ نہ خاندان کے کسی فرد کو فائدہ اٹھانے دیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک ملازم نے سرکاری باورچی خانے کی آگ سے گرم کیا ہوا پانی وضو کے لئے پیش کیا۔ تو وضو کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسرے نے گوشت کا ایک ٹکڑا بھون دیا تو کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ مہمان خانے کے کھانے سے احتراز کریں گے تو دوسروں کو بھی احتراز ہوگا۔ اس کے بعد کبھی کبھی باورچی خانے میں معاوضہ داخل کر کے لوگوں کے ساتھ شریک طعام ہو جاتے تھے۔

متانت اور سنجیدگی کی وجہ سے شور و غل کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک شخص نے آپ کے ساتھ بلند آواز سے گفتگو کی تو فرمایا صرف یہ کافی ہے۔ کہ انسان کی بات اسکا ہمنشین سن لے۔ خود بھی بے ضرورت بات نہ کرتے تھے۔ اکثر چپ رہتے تھے۔

مذاق کو نہایت برا جانتے تھے۔ ایک بار خاندان بنو امیہ کے چند لوگ جمع ہوئے اور ہنسی مذاق کرنے لگے۔ بولے کیا تم لوگ اس لئے جمع ہو۔ نہ ہو؟ صحبتوں میں قرآن مجید کے متعلق گفتگو کرو۔ ورنہ کم از کم شریفانہ باتیں تو ضرور ہی ہوتی چاہیئں۔

تو کہا۔ "مجھے جو حال اپنے نفس کا معلوم ہے۔ اگر تم کو معلوم ہوتا تو تم میری شکل بھی نہ دیکھتے"۔

مزاج میں رحم تھا۔ کوئی دردبھرے الفاظ میں اپنا دکھ درد سناتا تو رو پڑتے تھے۔ اور اس کی حاجت روائی کرتے تھے۔ سزا دینے سے پہلے کئی کئی بار سوچتے تھے۔ ایک شخص پر سخت برہم ہوئے اور اس کو برہنہ کر کے کوڑے لگوانا چاہے۔ لیکن جب کوڑے لگوانے کا وقت آیا۔ تو بولے اسے رہا کر دو۔ اگر میں غصے میں نہ ہوتا تو اس کو سزا دیتا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس

یہ رحم و کرم صرف انسانوں تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ جانوروں تک کی تکلیف گوارا نہ تھی۔ ڈاک کے جانوروں کے متعلق حکم دے رکھا تھا۔ کہ ان کے چابکوں کی نوک میں چبھنے والا لوہا نہ لگایا جائے۔ اور ان کے منہ میں بھاری لگام نہ دی جائے۔

دل میں اثر پذیری کی صلاحیت تھی۔ علماء کی نصیحتوں سے بیحد متاثر ہوتے تھے۔ بلکہ خود ان سے نصیحت کے طالب ہوتے تھے۔

ایک بار امام حسن بصری رح نے چند نصیحتیں لکھ کر بھیجیں۔ آپ نے خط کو آنکھوں سے لگایا۔ اور اس کے مضمون سے اتنا اثر قبول کیا کہ رو پڑے۔

(حمائت اسلام)

... بازار امرتسر میں محمد علی ... پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش ... سے شائع کیا ...

Regd. L No. 1474

"Al Quraish"

Printed at The Wazir-i-Hind Press, Hall Bazar, Amritsar.
Place of Publication, Sharif Ganj, Amritsar.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۶۴

سادات قریش کا قومی جریدہ

"القریش"

جو امرتسر سے اصلاحی و تبلیغی اور قوم کی تنظیمی
ضروریات کیلئے تیس سال سے جاری ہے

ایڈیٹر

"محسن القوم" محمد علیؒ زدون صدیقی

ربیع الاوّل سنہ ۱۳۶۲ھ مطابق مارچ سنہ ۱۹۴۳ء

(x)

قیمت سالانہ تین روپے ، طلباء سے ۲/۸ ، نمونہ کا پرچہ چار آنے

خیر اندیشانِ "القریش" سے اپیل

چونکہ قحط القرطاس کی وجہ سے یہ دور موقت الشیوع جرائد کیلئے انتہائی نازک ہے اور القریش کا جاری رکھنا بہی خواہان قوم کی رائے میں نہایت ضروری ہے لہٰذا خیر اندیشان قوم سے مخلصانہ اپیل ہے کہ وہ کاغذی پریشانی کے اس حیران کن دَور میں اخلاقی جرأت اور قومی حمیّت سے کام لے کر امدادی رقوم کی ترسیل سے ہماری حمایت و اعانت فرمائیں۔ جن حضرات کی میعاد خریداری گذشتہ دسمبر میں ختم ہو چکی ہے۔ وہ سال آئندہ کا زرچندہ اور جن احباب کے ذمے کچھ رقوم واجب الادا ہیں وہ اپنی ذمگی رقوم کی ترسیل سے تشکر و امتنان کا موقع دیں۔ آپ کے تین تین روپے کے لیئے خدانخواستہ اگر "القریش" بند ہو گیا تو یہ اتنا بڑا قومی ضیاع ہو گا۔ کہ اس کی تلافی ناممکن ہو جائے گی۔

امید ہے کہ اس مطالبہ کے بعد کسی مزید یاددہانی کی ضرورت نہ رہے گی۔ وباللہ التوفیق،

رونق صدیقی

القریش امرتسر
مارچ ۱۹۴۳ء
مطابق
ربیع الاول ۱۳۶۲ھ
جلد ــــــــ نمبر

ولادتِ رسولِ مقبولؐ

گرد بیٹھی کفر کی اٹھی رسالت کی نگاہ | گر گئے طاقوں سے بت خم ہو گئی پشتِ گناہ
چرخ سے آنے لگی پیہم صدائے لا الٰہ | ناز سے کج ہو گئی آدم کے ماتھے پر کلاہ

آتے ہی ساقی کے ساغر آگیا خم آگیا
رحمتِ یزداں کے ہونٹوں پر تبسم آگیا

آگیا جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ رسولؐ | روحِ فطرت پر ہے جسکی حکمرانی وہ رسولؐ
جس کا ہر تیور ہے حکمِ آسمانی وہ رسولؐ | موت کو جس نے بنایا زندگانی وہ رسولؐ

محفلِ سفاکی و وحشت کو برہم کر دیا
جس نے فوق آشام تلواروں کو مرہم کر دیا

فقر کو جس کے تھی حاصل کجکلاہی وہ رسولؐ | گلہ بانوں کو عطا کی جس نے شاہی وہ رسولؐ
زندگی بھر جو رہا بن کر سپاہی وہ رسولؐ | جن کا ہر اک سانس قانونِ الٰہی وہ رسولؐ

جس نے قلب تیرگی سے نور پیدا کر دیا
جس کی جاں بخشی نے مردوں کو مسیحا کر دیا

(جوش ملیح آبادی)

آفتابِ رسالت

دُنیا کو تم نے آکر پُر نور کر دیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے

پیغامِ حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
وحدت کی مے پلا کر مخمور کر دیا ہے

فاراں کی چوٹیوں پر وہ آفتاب چمکا
چشمِ فلک کو جس نے مسحور کر دیا ہے

غارِ حرا سے نکلیں وہ نور کی شعاعیں
تاریک وادیوں کو پُر نور کر دیا ہے

سارے جہاں میں تم نے پیغمبرِ معظم
پیغامِ آخری کو مشہور کر دیا ہے

یثرب کی وادیوں کو باغِ ارم بنایا
فاراں کو جس نے رشکِ صد طور کر دیا ہے

اک بار میں دیارِ یثرب کو دیکھ لیتا
پابندئ جہاں نے مجبور کر دیا ہے

بندے سے کیا رقم ہو وہ شان ہے حضوری
جس نے گداگروں کو فغفور کر دیا ہے

(بابو) شیام سندر (پیام اسلام)

اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

نُورٌ عَلیٰ نُور

تمام انوار کا سرچشمہ اور علت العلل حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:-

اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ   خدا زمین وآسمان کا نور ہے۔

ہر ایک نور جو بلندی و پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے یا اجسام میں ذاتی ہے یا عرضی۔ ظاہری ہے یا باطنی ذہنی ہے یا خارجی خداوند تعالیٰ کے فیض کا عطیہ ہے۔ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر پھیلا ہو رہا ہے۔ وہی تمام فیوض کا مبدء تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور تمام انوار کا علت العلل ہے۔ اسی نے ہر چیز کو نیست سے ہست کیا اور خلعت وجود عنایت فرمایا۔ اسی کی ہستی حقیقی اور تمام عالم کی قیوم ہے۔ سوائے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے کوئی وجود ایسا نہیں جو بذاتہٖ واجب و قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ افلاک انسان وحیوان۔ شجر و حجر۔ روح و جسم سب خدائے عزوجل کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔

خداوند تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی پیدا کیا۔

جس کو فلاسفر کی اصطلاح میں عقل اول کہا گیا ہے۔ متصوفین تمام عالم کو اسماء اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اس کا اول و اعلیٰ مظہر وجود باوجود حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔ اس بنا پر حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد عالم اور سرور بنی آدم ہیں۔ آپ کو ظاہری و باطنی طور پر انتہائی درجہ کا ارتفاع حاصل ہے۔ آپ کا وجود باوجود غیر مجسم مقربین سے اعلیٰ و افضل اور الوہیت کا مظہر اتم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قرآن مجید میں نور اور سراج منیر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

قد جاءکم من اللہ نور وکتٰب مبین (پ ۶ س المائدہ ع ۳) اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور قرآن آ چکا ہے۔ جس کے احکام صاف و صریح ہیں۔ دوسرے مقام پر ہے یا ایہا النبی انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (پ ۲۲ س الاحزاب ع ۶) اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا۔ اور نیکوں کو خوشنودی خدا کی خوشخبری دینے والا۔ اور بدوں کو اس کے غضب سے ڈرانیوالا۔ اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی اس کا نام بھی نور ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا واللہ بما تعملون خبیر (پ ۲۸ س التغابن ع ۱۵) پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور نیز نور ہدایت یعنی قرآن پر جس کو ہم نے اتارا ہے۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا کا وجود باوجود نور تھا۔ اس پر وحی الٰہی کا نور وارد ہوا تو آپ نور علیٰ نور اور مجمع الانوار بن گئے۔

مومنین نور فراست سے ممتاز ہوتے ہیں۔ چنانچہ مخبر صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ اس بنا پر مومن ہونے کا نشان یہ ہے کہ اس انسان کی قوت تمیز بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ تاریکیوں سے نکل کر انوار میں آتا جاتا ہے۔ اور اپنی حالت میں دن بدن نمایاں تبدیلی پاتا ہے اور اللہ اس کا والی بن جاتا ہے۔ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور (پ ۳ س البقرہ ع ۳۳) اللہ ایمان والوں کا حامی و مددگار ہے۔ کہ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے۔

دوسرے مقام پر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے والا فرمایا۔ الٓر کتٰب انزلنٰہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید (پ ۱۳ س ابراہیم ع ۱)

میں اللہ ہوں میں سب کچھ دیکھتا ہوں۔ اے پیغمبر یہ قرآن ایک بڑی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اس کو ہم نے تم پر اس غرض سے اتارا ہے کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاؤ یعنی اس ذات پاک کے رستہ پر لاؤ۔ جو سب سے زبردست اور ہمہ وقت اور ہر حال میں تعریف کے لائق ہے۔ یاد رہے کہ ظلمتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔

(۱) ظلمت کفر (۲) ظلمت شرک (۳) ظلمت بدعت (۴) ظلمت رسم وعادت (۵) ظلمت حب (۶) ظلمت افلاس و دولت (۷) ظلمت مجلس (۸) ظلمت شہوت و حرص وغضب (۹) ظلمت کسل وعجز وجبن (۱۰) ظلمت تکبر و غرور (۱۱) ظلمت استبداد وجور وظلم۔ (۱۲) ظلمت فسق وفجور (۱۳) ظلمت عدوان وطغیان۔

غور کرو متبعین اسلام کی ہدایت و رہنمائی کیلئے قرآن مجید و فرقان حمید جیسی کتاب حکیم و نور مبین موجود ہے۔ قرآن مجید کی پیروی کریں۔ تو اللہ جو تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ ان کا والی وحامی اور مخرج من الظلمٰت الی النور ہے۔ مسلمان اگر اسوۂ حسنہ سید المرسلین کی پیروی کریں۔ اور

اس وجود باوجود سے جو مجمع الانوار اور نور علی نور ہے۔ مناسبت پیدا کریں۔ تو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بلونہ اللہ تعالیٰ ان کو ظلمات سے نکال کر نور میں لاتے ہیں۔ ان انوار کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مسلمان کسی قسم کی تاریکی میں رہے تو یہ اس کی اپنی بدبختی ہے مسلمانوں کی فلاح ونجاح اللہ نور السموات والارض کی کتاب نورانیت اور اس کے رسول مجمع الانوار اور نور علی نور کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں مضمر ہے۔

فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا واللہ بما تعملون خبیر۔

ز نور دین جہاں نور علیٰ نور

کئے اللہ نے سب نبیاء نور	محمد کو کیا نورٌ علیٰ نور
ہٹی اس نور سے ظلمت عدم کی	چمک اٹھا زمیں سے تا سما نور
جہاں یہ نور ہوں ظلمت کہاں پھر	کلام اللہ نور اور مصطفےٰ نور
ازل سے نور کا طالب ہے بیدل	پڑا کرتا ہے یا اللہ یا نور

فرخندہ بنیاد حیدرآباد

دولتِ آصفیہ کی رواداری کی ایک جھلک

دولت آصفیہ کی رواداری ابتداہی سے عدیم المثال رہی ہے۔ اس کے زیر سایہ عاطفت ہندو، مسلمان، سکھ، پارسی، عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ باہم شیروشکر رہتے ہوئے آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ آصف جاہی آئین حکومت میں مساوات کا جو برتاؤ ہے اس کی نظیر دنیا بھر کسی مقام پر مشکل سے مل سکتی ہے۔

اگر دکن کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سلطنت دکن کے ساتھ مختلف قوموں کی وابستگی نہائیت گہری اور شاہان آصفیہ کے ساتھ ان کی وفاشعاری اور جاں نثاری مسلم رہی ہے۔ دیگر اقوام کی طرح دکن کی موجودہ کائستھ رقوم کے آباؤ اجداد نے دوآبہ گنگ وجمن اور دیگر اقطاع ہند سے آکر اس سرزمین کو ہمیشہ کیلئے اپنا وطن بنالیا۔

کائستھ قوم کے آباؤ اجداد بارگاہ حضرت خلد آشیان غفرت مآب آصف جاہ اول کے ہمراہ یہاں آئے۔ اور ان کے بزرگوں نے بھی دوسری قوموں کی طرح شاہان آصفی کے ساتھ غیر متزلزل وفاداری کو اپنا طرۂ امتیاز بنایا۔ گذشتہ مردم شماری کے لحاظ سے مملکت آصفیہ میں تقریباً (۵۰۰۰) کائستھ آباد ہیں۔ اور ان میں غیر تعلیم یافتہ اشخاص کی تعداد صرف دو فیصدی ہے۔

مختلف قوموں کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو سپاسنامے سلاطین آصفیہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے رہے۔ وہ ان قوموں کی صداقت اور وفاداری کا آئینہ دار ہیں۔ اور شاہان آصفیہ نے ان جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ چنانچہ آج سے پینتالیس سال پہلے ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۱ ہجری (مطابق سنہ ۱۸۹۸ء) میں سالگرہ کے موقعے پر کائستھوں کی طرف سے جب ایک اڈریس پیش ہوا تھا۔ وہ حضرت غفران مکان نواب میر محبوب علی خاں بہادر آصف جاہ سادس نے ارشاد فرمایا تھا کہ:—

"ہندوستان کی تاریخ کے ورقوں اور یہاں کے مختلف المذاہب باشندوں کی طرز معاشرت کی ضرورتوں پر اگر غور سے نظر ڈالی جائے۔ تو صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیشہ سے ہندو مسلمانوں

میں ترقی و ترفع حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے کی
معاونت اور باہمی میل جول لازم و ملزوم
رہے ہیں۔ میں اپنے ممالک محروسہ کے ہندو
مسلمانوں کے باہمی تعلقات اور اتفاق کو بہت
ہی پسند کرتا ہوں۔"

اس سلسلے میں اگر موجودہ فرمانروائے دکن و برار کے
متعدد فرامین مبارک کا مطالعہ کیا جائے تو یہ اچھی طرح واضح
ہوگا۔ کہ شخصی قوانین اور مذہبی عقائد کے اختلاف سے جہاں
کی ذات ستودہ صفات ہمیشہ بالاتر رہی ہے۔ اس کی تہ میں
یہ اصول کارفرما ہے۔ کہ ہمارے لائحہ زندگی میں شخصی اعتقادات حائل
نہ ہونے پائیں۔ جہاں تک شخصی عقائد اور ذاتی مذاہب کا تعلق
ہے۔ اعلیٰحضرت خسرو دکن و برار آصفجاہ سابع کی زندگی ایک
سچے مسلم کی زندگی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک
فرمان مبارک میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ "بہ حیثیت رئیس
میں ایک دوسرا مذہب بھی رکھتا ہوں جس کو صلح کل کے
نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ میرے زیر سایہ مختلف
مذاہب اور فرقے کے لوگ بستے ہیں۔ اور ان کے معابد کی
نگہداشت میرے آئین سلطنت کا ایک زمانے سے وتیرہ رہا
ہے۔ میرا اور میرے بزرگوں کا شعار رہا ہے۔ کہ دنیا کے سب
مذاہب کو ایک نظر سے دیکھا جائے۔ اس مشرب پر
مجھے اور میرے بزرگوں کو ناز رہا ہے اور رہے گا۔
زندہ باد حضور نظام پائندہ باد دولت آصفیہ

یہ جلوۂ حق سبحانہٗ، یہ نور ہدایت کیا کہنا
جبریل بھی ہیں شیدا ان کے یہ شان نبوت کیا کہنا

وہ کفر کی ظلمت دور ہوئی اور محفل دیں پرنور ہوئی
یہ مہر ہدیٰ سبحان اللہ یہ صبح سعادت کیا کہنا

جس دل میں ہو پرتو کرسی و عرش اس دل کی بلندی صلِّ علیٰ
جس سینے میں قرآں اترا ہو اس سینے کی عظمت کیا کہنا

تسبیح سے دنیا گونج اٹھی تکبیر کا غل تا عرش گیا
تاثیر ہدایت صلِّ علیٰ یہ جوش ہدایت کیا کہنا

نغمہ ہے ترا دلکش اکبرؔ مضموں ہے تیرا پاکیزہ تر
بلبل کے ترانے صلِّ علیٰ پھولوں کی لطافت کیا کہنا

پیامِ بیداری

۱۔ یہ کیسی آخر تباہیاں ہیں کہ ہم میں ہے انتشار پیدا — خیال سے خلفشار پیدا نگاہ سے اضطرار پیدا
زوال کی سمت بڑھ رہے ہیں کمال سے دور ہو رہے ہیں — خودی سے مخمور ہو رہے ہیں غرور میں چور ہو رہے ہیں
اور اس پہ مسرور ہو رہے ہیں

ہماری جھوٹی خوشی سے ہے ایک جذبۂ سوگوار پیدا

۲۔ نہ زندگی کا فروغ باقی نہ وہ نوا میں خروش باقی — اگر کچھ اب ہم میں رہ گیا ہے تو ایک بلبل سا جوش باقی
نہ دل ہے پہلوؤں میں باقی نہ دل میں جذبات کامرانی — جہاں ہے معمور شادمانی تو ہم ہیں مصروف نوحہ خوانی
فنا ہوا دورِ کامرانی
کہاں گئی قوم کی جوانی

کبھی تھا اک خواب ہم نے دیکھا ابھی تک اتنا ہے ہوش باقی

۳۔ یہ انحطاط و زوال اپنا کہ ساری دنیا میں خوار ہیں ہم — نہ زندگی کی اسیر تر ہیں نہ ہمکنار قرار ہیں ہم
نہ وہ ہے اقبال جاہ و دولت نہ کوئی پرسان بیکسی ہے — یہ زندگی کوئی زندگی ہے کہ آج ہر قوم بڑھ رہی ہے
مگر یہاں روز ابتری ہے
کچھ انتہا انقلاب کی ہے

جو قافلہ منزل آشنا ہے اسی کا گویا غبار ہیں ہم

۴۔ وہی مسلماں کہ نام سے جس کے کانپ جاتی تھی رزم گاہ — وہی مسلماں کہ جس کی تقدیر تھی حریفِ شبابِ کیواں
وہی مسلماں کہ جس کے بازو میں قوتِ خالدؓ و علیؓ تھی — خدائی قدرت پہ جھک رہی تھی محیطِ رعبِ زندگی تھی
قدم میں دنیا پڑی ہوئی تھی
نہ خود نمائی نہ خود سری تھی

غلام سے بدتر ایک آج ہو گیا ہے وہی مسلماں

۵۔ نہ جانے ہے ہم پہ موت طاری کہ خوابِ غفلت میں سو گئے ہیں — سفینۂ زندگی کو اپنے خود اپنے ہاتھوں ڈبو رہے ہیں
نفاق کی لعنتوں میں گر کر مٹا دیا اپنے بانکپن کو — کیا ہے تاراج خود چمن کو عروج و عظمت کی انجمن کو
لٹا دیا دولتِ وطن کو
بنا کے ہمراز راہزن کو

عجب وحشت ہے ہمیں طاری نہ ہنس سکتے ہیں نہ رو سکتے ہیں

۶- اٹھو طلسم جمود توڑو کہ اب نہیں وقت غفلتوں کا
حدود سے اپنی بڑھ چلا ہے مہیب طوفان ذلتوں کا
جو اتفاق آج ہم میں ہو جائے تو نہ باقی رہے یہ عالم
نصیب ہو اتحاد پیہم، پھر اپنی منزل سے جا ملیں ہم
ہو محفل عیش بزم ماتم
بلند ہو جائے اپنا پرچم
شروع تنظیم اپنی کر دیں تو خاتمہ ہو مصیبتوں کا

حمید حسن بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

تذکرۂ برادری

ہدیۂ تشکر

ابھی خواہ قوم، محسن القریش کے چار صد روپیہ کے گرانقدر عطیہ کے شکریہ کی سیاہی ہنوز خشک نہ ہوئی تھی کہ پچاس روپیہ کا منی آرڈر اور موصول ہوا۔ عالمگیر قحط و پریشانی اور نفسی نفسی کے اس دور میں قومی مفاد اور قومی جریدہ القریش کے احیاء و بقا کے لئے اسقدر خطیر رقوم کی یکمشت ترسیل بہت بڑی فیاضی، علم دوستی اور قومی حمیت ہے۔ اور یہ حوصلہ یہ جرأت مبدء فیاض نے آپ کو عطا کی ہے۔ القریش کے کثیر ناظرین میں سے ایک آپ ہیں جن پر ہمیں بجا طور پر فخر ہے۔ اور جن کی اولوالعزمی پر قومی جماعتیں تحسین و تشکر کے رزولیوشن پاس کرنے پر مجبور ہوئی ہیں۔ گرانقدر عطیوں کے اس تواتر و تسلسل پر ہم اپنے محسن و مربی کا اپنی اور اپنے قارئین کرام کی طرف سے بصد ق دل شکریہ ادا کرتے ہیں، "جزاک اللہ احسن الجزاء"

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بیت المال

شیخ کرم الٰہی صاحب فاروقی اجمیر شریف سے تحریر فرماتے ہیں کہ میاں حسام الدین صاحب رئیس ڈسٹرکٹ قریش کمیٹی بنگلور کی تجویز در بارہ اس کے کہ قومی ضروریات کے لئے "بیت المال" قائم کیا جائے۔ نہایت انسب و احسن ہے اور تجویز اتنی نہایت معقول ہے کہ اس طریق سے قوم کے متوسط الحال حضرات اوسط احباب پر جو مالک اراضی نہیں ہیں کسی قسم کا بوجھ بھی نہیں پڑتا۔ اور "بیت المال" بھی قائم ہو جاتا ہے میری خدمات حاضر ہیں۔ اگر یہ تجویز باتفاق طے پا جائے۔ تو قوم کا ایک حقیر فرد ہونے کی حیثیت سے سبقت کیلئے تیار ہوں۔ کم و بیش پانصد روپیہ سالانہ مالیہ ادا کرتا ہوں۔ اس حساب سے جسقدر رقم میرے ذمے واجب الادا ہوگی اور مجھے ادا کرنے کیلئے کہا جائیگا۔ بلا تامل بخوشی تمام ادا کرنا اپنا فرض سمجھونگا۔ والسلام

۲- حاجی نور احمد صاحب نائب صدر بہار پراونشل قریش کمیٹی تحریر فرماتے ہیں، کہ کئی تحریکیں اور مفید تجویزیں ہوتی ہیں۔

اور رہ جاتی ہیں۔ "رشتہ ناطہ میں دقتیں" ایک تحریک تھی۔ اس کا بہترین حل تلاش ہو جاتا تو قوم ایک بھاری مصیبت سے نجات پا لیتی۔ لیکن وہ ہنوز معلق ہے۔ بہرین قوم کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اب "بیت المال" کی تحریک میاں حسام الدین صاحب کی طرف سے پیش ہوئی ہے۔ میں اسکی ضرورت واہمیت اور معقولیت کا قائل ہوں۔ "بیت المال" ہی ایک چیز ہے جسے "دافع البلیات" کہا جائے۔ تو بجا ہوگا۔ میں اس کا بصدق دل مؤید ہوں اور عمل کرنے کیلئے تیار، صدر صاحب سے تبادلہ خیالات ہوا۔ انہوں نے مجھ سے اتفاق کیا اور تجویز کی تائید کی۔ آپ نے سیکرٹری صاحب کو حکم دیا ہے کہ آئندہ اجلاس میں اوس کی منظوری کیلئے اسے ایجنڈا میں رکھ کر پیش کریں۔

عطیہ

محترم مولانا فیض الحسن صاحب کالوسی تحریر فرماتے ہیں کہ القریش کی بیش قیمت خدمات کے پیش نظر محترم بھائی شیخ امیرالدین صاحب صدیقی کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے دس روپے کی حقیر رقم ارسال خدمت ہے۔ علاوہ ازیں دو حضرات کے نام پتہ ذیل القریش جاری کر دیں۔ "القریش" کو جاری رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ تاکہ قومی مفاد کی شاہراہ مسدود نہ ہونے پائے۔ خدائے عزوجل آپ کا حامی و مددگار ہو۔ آمین

(شکریہ ایڈیٹر)

قابل توجہ ریونیو افسران گوردا سپور

افسوس ہے کہ بعض اضلاع کے ریونیو افسران کیلئے "شیخ قریشی" کا اندراج ابھی تک عقدۂ لاینحل بنا ہوا ہے بحالیکہ اضلاع پنجاب میں بیسیوں مقامات پر "شیخ قریشی" کا اندراج صحیح تسلیم ہو چکا ہے۔ عدالتی فیصلوں میں بھی تسلیم ہو چکا ہے۔ کہ شیخ ایک اعزازی لفظ ہے۔ جو "قریشیں" کیلئے اسی طرح مختص ہے جس طرح ہندی نژاد اقوام کیلئے "ملک" "چوہدری" "سردار" - "راجہ" اور "رانا" وغیرہ فہرست اقوام زراعت پیشہ میں صرف اقوام کا نام درج ہے۔ اعزازی الفاظ درج نہیں اور نہ اصولاً ہونے چاہئیں۔ اس فہرست سے واضح ہوتا ہے۔ کہ جاٹ ایک قوم ہے۔ جو زراعت پیشہ ہے۔ لیکن کاغذات مال میں اکثر جگہ "جاٹ گل" "جاٹ جنجوعہ" - جاٹ مان وغیرہ درج ہے۔ وہاں یہ تشخیص جو "شیخ قریشی" کے اندراج سے کی جاتی ہے سمجھ نہیں لکھی جاتی اسی طرح فہرست اقوام زراعت پیشہ میں صرف "راجپوت" کا لفظ درج ہے مگر بخلاف اس کے اندراج کیا ہوگا، راجپوت بھٹی، راجپوت چوہان، کھوکھر وغیرہ۔ اسی طرح "سید" کے ساتھ ترمذی، شیرازی کے نسبتی الفاظ مرقوم ہونگے۔

پنجاب کے اکثر اضلاع کے کاغذات مال میں "شیخ قریشی" کا اندراج موجود ہے۔ ضلع جالندھر اور فیروزپور میں قریشیوں کے گاؤں ایسے ہیں۔ جہاں اس قسم کے اندراج موجود ہیں۔ اور وہاں کے ریونیو افسران کو ان اعزازی و نسبتی الفاظ سے کوئی مغالطہ نہیں ہوتا۔ امرتسر کے سینئر سب جج بہادر نے ۱۹۲۳ء میں ایک فیصلہ کرتے وقت صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اس بات کی صراحت کر دی تھی کہ شیخ اعزازی لفظ ہے قریشیوں کیلئے صحیح اندراج اگر ہو سکتا ہے تو وہ "شیخ قریشی" ہے۔ ضلع فیروزپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے رجسٹرار کی حیثیت سے ایک دستاویز جو کسی انتقال سے متعلق تھی۔ کا فیصلہ کرتے وقت "شیخ قریشی" کے لفظ کو علی حالہ بحال رکھا اور لکھا کہ "شیخ قریشی" کو کیوں قابل اعتراض خیال کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے فیصلے یا تو ان کی نظر سے نہیں گذرے یا وہ زیادہ تر استغنا سے کام لیتے ہیں۔ محولہ صدر حوالجات جو ہم نے بطور

عیدِ میلاد اور ہمارا فرض

خاور ومد از شبم بہ ایں تیرہ شبی
کوثر چکد از لبم بہ ایں تشنہ لبی
اے دوست ادب کہ در حریمِ دلِ ماست
شاہنشہِ انبیا رسولِ عربی

(گرامیؒ)

بالعموم سال بھر میں مسلمان تین عیدیں مناتے ہیں (۱) عید میلاد (۲) عید الفطر اور (۳) عید الاضحیٰ دوسری اور تیسری عید تو اپنے موقع پر آئے گی۔ آج ہمیں پہلی عید منانے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو یہ مبارک تقریب دنیا کے گوشے گوشے میں منائی جائے گی۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ عید میلاد النبیؐ کا مقصد کیا ہے۔ اور اس یوم سعید پر برادران اسلام کو کیا فرض انجام دینا چاہیئے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے ربع مسکوں کا چپہ چپہ وحشت و بربریت کی جولان گاہ بنا ہوا تھا۔ طغیان و ضلالت کی گھنگھور اور ہولناک گھٹاؤں سے فضائے عالم تیرہ و تار ہو رہی تھی۔ غرض اخلاق سوز و انسانیت کش افعال شنیعہ کی بجلیاں ساکنانِ ارض کے مزرع تہذیب و شرافت اور خرمن حیات کو جلا کر خاکستر کر رہی تھیں کہ یکایک خالق کائنات اور رب العالمین کی رحمت کے بحر بے پایاں میں ایک تلاطم برپا ہو گیا۔ نقاش قدرت نے اس نور کو جسے اس نے تمام مخلوقات سے پہلے پیدا کر کے اپنا محبوب قرار دیتے ہوئے دل بیتاب کی تسکین کیلئے پاس رکھ چھوڑا تھا۔ پیکر انسانی میں منتقل کر کے نگار خانۂ عالم میں اپنے شاہکار کی حیثیت سے پیش کر دیا۔ اور آفتاب رحمت نے مکہ معظمہ کے افق تاباں سے طلوع ہو کر ظلمت کے بادلوں کو کافور کرتے ہوئے مطلع عالم کو مطلع انوار بنا دیا۔ آج ہم اسی ظہور قدسی کی تقریب کو شایان شان طریق پر منانے کیلئے انتہائی ذوق و شوق سے تیاریاں کر رہے ہیں۔ جلسوں کے پروگرام مرتب کئے جا رہے ہیں۔ جلوسوں کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے برادران دینی کو ان کی نیک و مبارک سعی و جہد میں شاندار کامیابی نصیب کرے۔ لیکن ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ نمود و نمائش کے اس بے پناہ جوش میں اصل مقصد سے ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہ رہنا چاہیئے۔ اور اسراف و تبذیر سے بچتے ہوئے اسلامی سادگی کے پیش نظر صحیح معنی میں یہ تہوار منانا چاہیئے۔ لازم ہے ہم اپنی اپنی محفلوں میں حضور رحمۃ للعالمینؐ کی سیرتِ عالیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے بھائیوں کو بتائیں۔ کہ آپ کدھر جا رہے ہیں۔ یہ تو گمراہی کا [illegible] راستہ ہے۔ ہدایت کی اس صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔ جو ہادی برحق خواجہ کونینؐ نے آپ کیلئے تجویز [illegible] کا ارشاد ہے کہ "جب تک کوئی مسلمان مجھے [illegible] محبوب تر نہ سمجھے۔ اس کا ایمان پختہ نہیں ہوتا۔" [illegible] آپ اپنے دلوں کا جائزہ لیتے ہوئے فرمان نبویؐ کی [illegible] کریں۔ اور اس تعمیل کا تفصیلی طریقہ یہ ہے۔ کہ اس آخری [illegible] کتاب پر جسے عرف عام میں قرآن کہا جاتا ہے۔ اور [illegible] تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائی۔ پوری طرح عامل [illegible] پیغمبر عالمؐ کا پیغام کائنات کے گوشے گوشے میں پہنچائیں اور دنیا بھر کی زبانوں میں حضورؐ کی سیرت مقدسہ کا ترجمہ کر کے ہر ساکن ارضی کو اس کے مطالعہ

سے سعادت اندوز کریں۔

الحاد و زندقہ کے موجودہ دور میں غیر مسلم مشاہیر عالم اپنے اپنے مذہب کو نامکمل اور غیر اطمینان بخش سمجھ کر کسی ایسے مذہب کی تلاش میں ہیں۔ جو ان کے مقاصد زندگی کو بہترین طور پر پورا کر کے انہیں انسانیت کی معراج پر پہنچا دے آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں اور ذات باری مخلوقات کو دین اللہ کا گرویدہ بنا کر اس سے ہمیشہ کیلئے وابستہ کرنے کے موقعے خود پیدا کر رہی ہے۔ آپ اس زرّیں موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ اور کائنات ارضی کے ہر مقام پر یدخلون فی دین اللہ افواجا کا دل کشا و روح افروز منظر پیدا کر دیں۔ اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم۔ (حمایت اسلام)

(بقیہ صفحہ ۹) راجپوتوں اور سیدوں کے متعلق سرسری طور پر دیئے ہیں۔ اس حقیقت کے انکشاف کے لئے اپنے اندر بہت اہمیت رکھتے ہیں اور یہ ریکارڈ موجود ہیں۔ ممکن ہے کہ ضلع گورداسپور کے اکثر مقامات سے ہی ایسی بیشتر مثالیں مل جائیں۔ امید ہے کہ افسران مال ان حقیقت افروز حقائق کو نظر انداز نہ فرمائیں گے۔

حیدرآباد کے نظم و نسق کو خراج تحسین

حیدرآباد دکن ۱۰ مارچ مسٹر بی۔ جی کھارے سابق وزیر سی پی اور نائب صدر آل انڈیا ہندو مہاسبھا نے اورینٹ پریس کے ایک نمائندہ سے انٹرویو کے دوران میں حیدرآباد میں مشاورتی کمیٹیوں کے قیام کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ یہ کمیٹیاں اصلاحات کا پیش خیمہ ہیں۔ دوران سے یہ امید ہوتی ہے۔ کہ ریاست میں اصلاحات کا مکمل اجرا ہوگا۔ آپ نے گداگری کے خلاف قانون کو سراہا اور فرمایا کہ اس مسئلہ میں حیدرآباد نے باقی ہندوستان کی رہنمائی کی ہے۔ آپ نے نظم و نسق حکومت کی تعریف کی اور فرمایا کہ رعایا کے ہر طبقہ کی بہبودی اور خوشحالی کا خیال رکھا جاتا ہے۔

عذر تقصیر تاریخ اشاعت سے بہت پہلے کاپی تیار تھی۔ لیکن کاغذ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے چار پانچ دن کی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ ۱۲ صفحہ کا رسالہ اور وہ بھی پانچ دن لیٹ۔ اس کا ہمیں خود افسوس ہے۔ قارئین کرام معذور خیال فرمائیں۔ رونق

وزیر ہند پریس واقعہ لال بازار امرت سر میں محمد علی رونق پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش واقعہ شریف گنج امرت سر سے شائع کیا۔ (ایڈیٹر محمد علی رونق)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۷۶

سادات قریش کا قومی جریدہ

"القریش"

جو امرت سر سے اصلاحی و تبلیغی اور قوم کی تنظیمی ضروریات کے لئے تیس سال سے جاری ہے
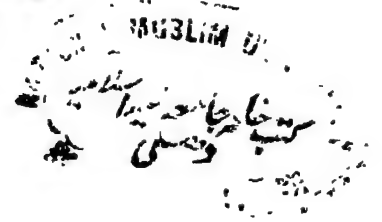
ایڈیٹر

"محسن القوم" محمد علی رونق صدیقی

ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ ــــ مطابق ــــ اپریل سنہ ۱۹۴۳ء

قیمت سالانہ تین روپے، طلبہ سے ۲/۸ نمونہ کا پرچہ چار آنے

سفرنامہ ابن بطوطہ
سے بعض اقتباسات

محمد تغلق کی تواضع اور انصاف

ایک ہندو امیر نے بادشاہ پر دعویٰ کیا۔ کہ بادشاہ نے اس کے بھائی کو بلا سبب مار ڈالا۔ بادشاہ بغیر کسی ہتھیار کے قاضی کے محکمے میں گیا۔ اور وہاں جا کر سلام او تعظیم کی۔ اور قاضی کو پہلے حکم دے دیا تھا کہ جب میں آؤں تو تو میری تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہو۔ اور کسی طرح کی حرکت نہ کرے۔ بادشاہ محکمہ میں گیا۔ اور قاضی کے سامنے کھڑا ہوا۔ قاضی نے حکم دیا۔ کہ بادشاہ مدعی کو راضی کرے۔ ورنہ قصاص کا حکم ہوگا۔ بادشاہ نے اس کو راضی کر لیا۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی مسلمان نے اس پر کچھ مال کا دعویٰ کیا۔ جھگڑا قاضی کے سامنے پیش ہوا۔ قاضی نے حکم دیا۔ کہ بادشاہ اس کا مال دیدے۔ بادشاہ نے دیدیا۔

ایک دفعہ ایک امیر لڑکے نے اس پر دعویٰ کیا۔ کہ بادشاہ نے بلا سبب اس کو مارا ہے۔ قاضی نے حکم دیا۔ کہ یا تو لڑکے کو راضی کرو۔ ورنہ قصاص دو۔ میں نے دیکھا کہ اس نے دربار میں آکر لڑکے کو بلایا اور اس کو چھڑی دے کر کہا۔ کہ اپنا عوض لے لے۔ اور اس کو اپنے سر کی قسم دلائی۔ کہ جیسا میں نے تجھ کو مارا ہے تو بھی مار۔ لڑکے نے ہاتھ میں چھڑی لے کر اکیس چھڑیاں بادشاہ کے لگائیں۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ اس کی کلاہ بھی سر سے گر پڑی۔

نماز کی تاکید

یہ بادشاہ نماز کے معاملے میں بہت تاکید کرتا تھا اور اس کا حکم تھا کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے اس کو سزا دی جائے۔ ایک روز اس نے نو آدمی اس بات پر قتل کر ڈالے۔ ان میں سے ایک آدمی ایک مطرب تھا۔ اس کام پر بہت سے آدمی لگائے ہوئے تھے۔ کہ جماعت کے وقت جو شخص بازار میں مل جائے۔ اس کو پکڑ لاؤ۔ یہاں تک کہ سائیس لوگ جو دیوان خانہ کے دروازے پر گھوڑے لئے رہتے تھے۔ ان کو بھی پکڑنا شروع کیا۔ حکم تھا کہ ہر شخص فرائض نماز و شرائط اسلام کو سیکھے۔ لوگوں سے سوال کئے جاتے تھے۔ اور اگر کوئی اچھی طرح سے جواب نہیں دے سکتا تھا۔ تو اس کو سزا ملتی تھی۔ تمام لوگ بازاروں میں نماز کے مسائل یاد کرتے پھرتے تھے اور کاغذوں پر لکھواتے تھے۔

علماء و صلحاء

علماء زندہ میں شیخ محمود کبیا ہیں۔ یہ بڑے بزرگ ہیں لوگ مشہور کرتے ہیں۔ کہ ان کو دست غیب ہے۔ کیونکہ وہ خرچ بہت کرتے ہیں۔ اور کوئی ظاہر ذریعہ آمدنی کا نہیں معلوم ہوتا۔ ہر مسافر کو روٹی دیتے ہیں۔ اور روپیہ اور اشرفی اور کپڑے تقسیم کرتے ہیں۔ اور ان سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ اور مشہور ہیں میں نے کئی بار ان کی زیارت کی اور فیض حاصل کیا۔ شیخ علاؤ الدین نیلی دوسرے شخص ہیں۔ یہ صاحب شیخ نظام الدین بداؤنی کے خلیفہ ہیں۔ ہر جمعہ کو وعظ کہتے ہیں۔ بہت سامع ان کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں۔ اور سرمنڈ واکر صاحب وجد ہوجاتے ہیں۔ (بقیہ ص۱۰ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القریش امرتسر

اپریل ۱۹۴۳ء
ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

جلد ۳۰ —— نمبر ۴

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب شیرافق صاحب کاظمی، امروہی)

اے کہ ہے آئینۂ انوارِ خلاق تیری ذات — اے کہ تجھ میں جلوہ گر ہیں ذاتِ صانع کے صفات
اے کہ تو ہے باعثِ بربادیٔ لات و منات — اے کہ خلقت ہے تری وجہِ ظہورِ کائنات
تیرے دم سے ہستیٔ ہفت ارض و ہفت افلاک ہے
شک نہیں اس میں کہ تو ہی مظہرِ لولاک ہے

سب سے پہلا نقشِ پاکِ خامۂ قدرت ہے تو — یعنی موجِ اولینِ قلزمِ وحدت ہے تو
باعثِ ایجادِ عالم مبدءِ فطرت ہے تو — صانعِ بیچوں کی اک اعلیٰ تری صنعت ہے تو
آفتابِ حسنِ وحدت را شعاعِ اولیں
ہستیٔ بازارِ فطرت را متاعِ اولیں

تیری خلقت ہے خدا کی خالقیت کا ظہور — تو ہے وہ مخلوق جس سے ہے عیاں خالق کا نور
تجھ سا آیا ہے نہ آئے گا الیٰ یوم النشور — سب کا تو آقا ہے سب خدام ہیں تیرے حضور
ان صفات و ذاتِ حق کا مظہرِ کامل ہے تو
ماحصل یہ، کائناتِ دہر کا حاصل ہے تو

ذاتِ باری کے سوا کب تھا کسی شے کا نشاں — کیا ملک کیا جن و انساں کیا زمین و آسماں
تیری ہستی سے ہوا ہے ہست سب کون و مکاں — ذات ہے تیری ہی شمعِ بزم افروزِ جہاں
تو نہ ہوتا تو کہاں ہوتا کسی شے کا وجود
صد ہزاراں عالمیں از یک وجودت او نمود

اے رسولِ ہاشمی اعلیٰ نسب والا حسب — سیدِ اولادِ آدم سرورِ اُمی لقب

تاجدارِ کن فکاں شاہِ جہاں مہرِ عرب　　تیرے جلوے سے ہویدا ہے جلالِ شانِ رب
تیری صورت کہہ رہی ہے تو خدا کا نور ہے
تیرے پردے میں کوئی پردہ نشیں مستور ہے
عقل تھی غرقاب برپا جہل کا طوفان تھا　　کارفرما آدمی کے بھیس میں شیطان تھا
علم و تہذیب و حیا کا دہر سے فقدان تھا　　اشرف المخلوق انساں بدتر از حیوان تھا
ہو گئی تکمیل انسانیت آتا دہر میں
جب سے تو انسانِ کامل بن کے آیا دہر میں
ایک دنیا تھی جہالت اور وحشت میں اسیر　　باہمی جنگ و جدال و قتل و غارت میں اسیر
تھی اقلیت عتاب اکثریت میں اسیر　　ملک و ملت تھے غلامی کی مصیبت میں اسیر
درس تیرا باعثِ آزادیٔ عالم ہوا
تیرا آنا موجبِ آبادیٔ عالم ہوا
کفر و فسق و شرک و بدعت کو مٹایا دہر سے　　باہمی رنج و عداوت کو مٹایا دہر سے
ہر نجاست ہر خباثت کو مٹایا دہر سے　　ہر جہالت ہر ضلالت کو مٹایا دہر سے
سارے عالم کو پڑھایا اک سبق توحید کا
کر دیا تو نے ادا لاریب حق توحید کا
تو نے عالم کو دیا تقویٰ، طہارت کا سبق　　علم، تہذیب و ترقی و تجارت کا سبق
عشرت باہمِ گر کا مہر و الفت کا سبق　　لطف و ایثار و مساوات و اخوت کا سبق
کر دیا آزاد کامل دی غلامی سے نجات
قوم مردہ کے بدن میں پھونک دی روحِ حیات
اے کہ یثرب کے سراپردے میں تو ہے محوِ خواب　　دیکھ تو اٹھ کر ہوئے ہیں مشرق و مغرب خراب
بدعت و جہل و ضلال و کفر کے امڈے سحاب　　دینِ برحق کا ترے دھندلا ہوا ہے آفتاب
پھیل جائے پرتوِ رخ سے اجالا دہر میں
مذہبِ اسلام کا ہو بول بالا دہر میں
مستقر تھا آج تک اسلام کا ہندوستاں　　اور اب قوم مسلماں کی یہ حالت ہے عیاں
اختلاف و جنگ باہم سے ہے بربادِ زیاں　　وحدت و تنظیم کا اس میں نہیں نام و نشاں
جوشِ ایماں ہی نہیں احساسِ ملت ہی نہیں
اب وہ ہمدردی و ایثار و محبت ہی نہیں

ایک طبقہ اہلِ اشتہار کا ہے مدح خوانِ زر — زر کا بندہ ہے جو وارث ہے دشمنوں کی ہاں میں ہاں
اک فرد ہی مسئلوں کی بحث میں نعرہ زناں — ایک محوِ عشرت و بے فکر از سود و زیاں

خیرِ اُمّت ہند میں اب ہے غلامِ خود مستی
اور مخلوطی، جداگانی، وہابی، بدعتی

شامتِ اعمال سے ایسے ملے ہیں راہبر — رہزنی کا رہبری میں جن کی لاحق ہے خطر
بن رہی ہے گو غریبوں مفلسوں کی جان پر — لیڈری کے نشے میں لیکن نہیں اُن کو خبر

گھول کر دشمن نے کچھ ایسی پلائی ہے انہیں
اپنا دُور اندیش جانی بھی قسائی ہے انہیں

ہاں توجہ کر کہ پھر جرأت مسلمانوں میں ہو — پھر وہ پیدا جوشِ حریت مسلمانوں میں ہو
پھر وہ ذوقِ مذہب و ملت مسلمانوں میں ہو — پھر وہی الفت وہی وحدت مسلمانوں میں ہو

پھر وہی آزادی و آرام دُنیا کو ملے
پھر حقیقی لذتِ اسلام دُنیا کو ملے

کفر کی تاریکیاں ہوں دُور پھیلے نورِ دیں — ذکرِ خلاقِ جہاں سے گونج اُٹھے کُل زمیں
مہدی آخر زماں ہو جائیں آ کر جانشیں — تیرے صدقے میں ہو سب پر فضلِ ربّ العالمیں

ہو اُفق کے حال پر لطفِ خدائے کردگار
تیری شانِ رحمۃ للعالمینی کے نثار

درسِ عمل

کچھ مقصد لے کر آتا ہے اس دنیا میں جو آیا — محروم عمل جو آتا ہے وہ جیتے جی مر جاتا ہے
اس مزرعِ عالم کو سینچو تم جد و جہد کی بارش سے — جو بیج عمل کا بوتا ہے وہ پھل محنت کا کھاتا ہے
رستے کی صعوبت سہہ کر ہی منزل پہ پہنچنا ہوتا ہے — آگاہِ حقیقتِ غم ہے جو وہ لذتِ عیش اُٹھاتا ہے
ہر ایک مصیبت دنیا میں پیغام خوشی کا لاتی ہے — گلشن میں خزاں کا آنا ہی امیدِ بہار دکھاتا ہے

دریا کی طرح جو چلتا ہے وہ پھر چلتا ہی رہتا ہے
کہساروں کو میدانوں کو وہ کب خاطر میں لاتا ہے

تذکرۂ برادری

اظہارِ تشکر

بہی خواہِ قوم، مربی و محسن "القریش" معاون خصوصی نمبر ۲۴۴۶ (اظہارِ نام کی اجازت نہیں) کی طرف سے آج پھر بیس بیس روپے کے دو منی آرڈر وصول ہوئے ہیں۔ القریش کی ہر اشاعت میں آپ کی مالی امداد کا ذکر آتا رہا ہے۔ بنا بریں آپ کی اس ایثارِ نفسی پر قوم کی مختلف جماعتوں نے تبریک و تحسین کے ریزولیوشن پاس کر کے آپ کے حق میں دعائے خیر کی ہے۔ گزشتہ دو ماہ کے اندر اندر القریش کی مالی حمایت و اعانت کیلئے آپ علاوہ ان دو منی آرڈروں کے ساٹھ چار سو روپیہ کی گرانقدر رقم ارسال فرما چکے ہیں۔ آپ کی دلی خواہش ہے کہ سادات قریش کا یہ نمائندہ آرگن اس پریشان کن ماحول میں صعوبات حاضرہ کا مقابلہ کرتے ہوئے زندہ رہ سکے۔ تاکہ قومی مفاد کی یہ کڑی ٹوٹنے نہ پائے اور متواتر خدمات قائم رہ سکے۔ ہم آپ کے اس احساس اور حمیت قومی پر بخلوص دل آپ کی خدمت میں ہدیہ سپاس و تشکر پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ خدائے برتر و اکبر آپ کو قومی و ملی کاموں میں بیش از بیش توفیق ارزانی فرمائے۔ اور جزائے خیر دے۔ آمین!

اصلاحِ رسوم کی طرف ایک قدم

انجمن "فلاح القریش" فیروز پور جھرکہ کے سیکرٹری تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۳ اپریل کو انجمن کا غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ معتمدین برادری تشریف لا کر کارپردازان کی حوصلہ افزائی کا موجب ہوئے حسب معمول تنظیمی کارروائی کے علاوہ سب سے بڑا کام جو اجلاس میں ہوا وہ اصلاح الرسوم کے سلسلہ میں تھا۔ بالاختصار ماحصل یہ ہے کہ معتمدین برادری نے مجمع احباب میں اس بات پر حلف لئے۔ کہ وہ آئندہ شادی و غمی کی تقاریب میں شرعی احکام کے پابند رہیں گے تقسیم جہیز و ورثہ میں شریعت کے فیصلہ کی تعمیل کریں گے۔ اور انجمن کو فروغ دینے کیلئے ہر امکانی کوشش عمل میں لائیں گے۔ (جزاک اللہ احسن الجزا) ... خیرا۔ ایڈیٹر۔

بارہ بنکی میں قومی جماعت کا قیام

قریشی حاکم حسین صاحب بی۔اے۔ بارہ بنکی سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ "القریش" کی مفید اور پرمغز تحریکیں بار آور ہو رہی ہیں۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں سادات قریش کی اصلاحی انجمنوں کا قیام انہی کا اثر ہے۔ بارہ بنکی میں قریشیوں کے متعدد چند خاندان آباد ہیں۔ یہاں کئی بار اصلاحی جماعت کے قیام کی ترغیب دی گئی لیکن احباب نے ہمیشہ قیل و قال میں وقت ٹال دیا۔ پرسوں ایک مختصر سی تقریب تھی۔ پیر احمد شاہ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر نے مسلمانوں کی عام اقتصادی و اجتماعی حالت پر ایک سیر حاصل تبصرہ کیا۔ حاضرین نے آل انڈیا مسلم لیگ۔ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ اور دیگر متعدد اسلامی جماعتوں کی ملی خدمات پر گفتگو فرمائی۔ ایک اچھا خاصا علمی و مجلسی مجمع بن گیا۔ آخر بات سے بات نکلنے کی صورت ہوئی۔ اور کل امرٍ مرہونٌ باوقاتہٖ کے مصداق "ندوۃ القریش" اور "القریش" کی خدمات کا بھی تذکرہ ہوا جس کے نتیجہ میں باتفاق رائے قرار پایا۔ کہ ضلع بارہ بنکی کے سادات قریش کی تنظیمی ضروریات کے پیش نظر یہاں بھی ایک انجمن قائم کی جائے۔ تجویز ہوا کہ کٹائی فصل کے بعد احباب کو مولانا منور حسین صاحب ہاشمی کے مکان پر مدعو کیا جائے۔ اور انجمن کی باقاعدہ تشکیل کی جائے۔ اجرائے دعوت نامجات اور ابتدائی کاموں

کیلئے نیازمند کو عارضی طور پر سکرٹری منتخب کیا گیا۔ اور ہدایت ہوئی کہ اس کارروائی کی مختصر نقل مراد اشاعت دفتر "القریش" میں بھجوائی جائے۔ والسلام (خدائے قادر و توانا توفیق عطا کرے۔ آمین۔ ایڈیٹر)

بیت المال

پیر شمس الدین صاحب قادری علوی کلاتھ مرچنٹ میرٹھ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میاں حسام الدین صاحب کی تحریک "بیت المال" نہایت مستحسن ہے۔ قومی تنظیم و شیرازہ بندی، اور عروج و ارتقا کی یہی مستحکم بنیاد ہے۔ بس قوم، انجمن یا جماعت کے پاس بیت المال نہیں وہ کبھی ارتقائی مدارج طے نہیں کر سکتی۔ "القریش" نے بلاشبہ بہت کام کیا ہے۔ قوم کو ترقی پذیرفتہ اقوام کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا ہے۔ "ندوۃ القریش" کی خدمات سے مجال انکار نہیں لیکن "بیت المال" ہی ایک قوت اور ایسی طاقت ہے جو اس عمارت کو تا دوام قائم رکھنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ میں بدل لبیک کہتا ہوا وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے احباب کو اس اہم ضرورت میں نمایاں حصہ لینے کی امکان بھر ترغیب دونگا۔ قومی جماعتوں کو پوری قوت کے ساتھ ادھر متوجہ ہونا چاہیئے۔

اراکین انجمن نواب شاہ سے اپیل

پیر فخرالدین صاحب نواب شاہ (سندھ) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پچھلے سال یہاں سادات قریش کی اصلاحی انجمن قائم ہوئی تھی۔ دل خوش کن اور حوصلہ افزا دعادی پیش کئے گئے تھے معززین برادری جوق در جوق شامل ہو رہے تھے۔ لیکن گذشتہ ۲ ماہ سے انجمن عالم سکوت میں ہے۔ کارپردازان انجمن سے اس معاملہ میں مخلصانہ استدعا کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی سرگرمیوں کو بدستور جاری رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اُن کی خاموشی سے افراد قوم پر جو اداسی پڑے گی۔ اس کے دور رس نتائج بد اعتمادی و دل شکنی پر منتج ہونگے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جناب صدر و سیکرٹری پیر صاحب کی دردمندانہ اپیل پر توجہ دے کر ممنون قوم مشکور ہوں گے۔

اعتذار

"ندوۃ القریش" سے ملحقہ متعدد ضلع وار شاخوں کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ سیکرٹری صاحبان کارروائی قلمبند کرتے وقت ضرورت سے زیادہ طوالت سے کام لیتے ہیں۔ ادھر کاغذ کی عدم دستیابی پریشانی کا موجب ہو رہی ہے۔ مفصل کارروائیاں شائع نہیں ہو سکتیں۔ بہرکیف کارپردازان انجمن ہائے کی پرعزم جدوجہد قابل صد تبریک و تحسین ہے۔ آمدہ رپورٹیں "ندوۃ القریش" کے اجلاس میں پیش کرنے کیلئے بھیجدی گئی ہیں۔ لیکن "القریش" میں ان کی اشاعت عدم گنجائش کی وجہ سے نہیں ہو سکی۔ معذرت

ایک بار پھر

گذشتہ اشاعت کے صفحہ ۲ پر "خیر اندیشان القریش سے اپیل" کے تحت ان قارئین کرام کو توجہ دلائی گئی تھی۔ جن کا سال خریداری گذشتہ دسمبر کی اشاعت کے ساتھ ختم ہو چکا ہے۔ اور وہ حضرات جن سے موعودہ رقوم واجب الوصول ہیں اوّل الذکر حضرات سے استدعا کی گئی تھی۔ کہ وہ سال رواں کا زر چندہ ارسال کر کے قومی جریدہ کو جاری رکھنے میں اعانت فرمائیں اور ثانی الذکر حضرات سے زر اعانہ کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ صرف قاضی رحیم حسین صاحب (لاہور) اور جمعدار قریشی محمد عبدالحق صاحب دو کرمفرماؤں نے اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے زر چندہ ارسال فرمایا ہے۔ کاغذ کا قحط اگر سوہان روح ہو رہا ہے۔ تو قارئین کرام کی بے حسی و بدذوقی اس پر مزید پریشانی کا موجب ہو رہی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت تک اس طرح ل

میں "القریش" کا زندہ رہنا خدائے تبارک وتعالیٰ کا فضل ، سلطان العلوم ناجدار دولت آصفیہ کا شاہانہ تلطف ، اور معاونین خصوصی جن کی جمعیت قومی کا ذکر خیر ان صفحات پر بار بار آرہا ہے۔ کی مخلصانہ توجہ کا رہین منت ہے۔ ورنہ عام حالت اور اکثر دیشتر ناظرین کی ذہنیت تو یہ ہے کہ رسالہ بلا تاخیر ہر ماہ ان کی خدمت میں پیش ہوتا رہے۔ اور زر بدل کے لئے استفسار تک نہ ہو۔ ورنہ گذشتہ اشاعت میں خیر اندیشان قوم سے جو درد مندانہ اپیل کی گئی تھی۔ اس سے یہ بے اعتنائی نہ کی جاتی۔ ہم دردمندان قوم وبہی خواہان القریش سے ایک بار پھر اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ القریش کی خدمات اور قومی ضروریات کے پیش نظر اپنا اپنا زر چندہ ، در ذمگی رقوم کی بواپسی ترسیل سے کارپردازان "القریش" کو تشکر وامتنان کا موقعہ دے کر عنداللہ وعندالقوم مشکور ہوں۔ وباللہ التوفیق!

واقعات وحوادث

ارشادات جناح

قائد اعظم محمد علی جناح نے صوبۂ سرحد مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کو حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا ہے :۔

" میں آپ کو کیا پیغام دے سکتا ہوں۔ ہماری رہنمائی اور ہدایت کیلئے سب سے بڑا پیغام قرآن حکیم ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ہم مسلمان اپنی خودی کو پہچانیں۔ اور اپنی صلاحیتوں اور جوہر سے آگاہ ہوں۔ اپنے نصب العین کیلئے جد وجہد کرو۔ اپنی خوابیدہ قوتوں سے صحیح کام لو۔ اپنی ذاتی اغراض کو قوم کے مجموعی فائدے کیلئے بھول جاؤ۔ پاکستان کا مقصد یہی ہے۔ اور اگر ہم متحد۔ پُر یقین اور ثابت قدم رہے تو وہ دن دور نہیں جب ہم اس نصب العین کو حاصل کرلیں گے۔ اور اپنے آپ کو اپنے عظیم الشان معجز نما ماضی کے شایان شان ثابت کرینگے؟

حق یہ ہے۔ کہ قرآن حکیم ہم مسلمانوں کے کیلئے ایسی عظیم الشان اور نادر الوجود نعمت ہے۔ کہ ہم اس کے احکام واصول پر عمل کرکے فلاح دارین کی بلند ترین چوٹیوں پر پہنچ سکتے ہیں۔ یہ نرا دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ واقعیت ہے۔ اور ہمارے شاندار درخشاں ماضی کا ایک ایک واقعہ اس پر شاہد عادل ہے۔ قرآن حکیم کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور پیغام یا ہدایت کی ضرورت نہیں۔ اس میں ہماری ہر مشکل کا حل موجود اور ہر قسم کی رشک انگیز ترقی کا راز مضمر ہے۔

آگے چل کر قائد اعظم فرماتے ہیں :۔

" مجھے خوشی ہے۔ کہ آپ کے صوبے کے ذہین لوگ اب اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک پر ملت کی طرف سے کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ان کی بجا آوری ہمارا فرض ہے۔ حالات نے ثابت کردیا ہے۔ کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے۔ مگر لیگ لازمی طور پر عوام کی جماعت ہے۔ اس کی پشت وپناہ اور قوت بازو عوام ہیں۔ پوری مسلمان قوم کی قومی خودی لیگ کی قوت کا راز ہے۔ اب آپ کا صوبہ اپنی نادر پوزیشن کے باعث بہت اہم ہے پاکستان میں اس کی اہمیت اور بڑھ جائے گی۔ مجھے اس سے بڑا حوصلہ ہوا کہ آپ کے صوبے میں بھی ہماری قوم منظم ہورہی ہے۔ اپنے آپ کو مضبوط بناؤ۔ اسی طرح ہمیں آزادی حاصل ہوگی

ہم اسلام کی عزت وقار اور شان وشوکت کا تحفظ کر سکیں گے ہماری ساری لڑائی اسی لئے ہے۔"

یہ اس شخص کے الفاظ ہیں۔ جسے مخالفین لامذہب و بے نماز کہکر بدنام کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

شہزادہ برار کا ورود پشاور

پشاور کی اخباری اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۸ اپریل کی صبح کو ہز ہائنس شہزادہ برار پشاور تشریف لائے۔ میجر سکندر مرزا ڈپٹی کمشنر گورنر کے اے۔ ڈی۔ سی ملک خدا بخش اور مسلم لیگ کے ارکان نے سٹیشن پر آپ کے استقبال کا فخر حاصل کیا۔ آپ گورنمنٹ ہاؤس تشریف لیگئے۔ آپ کے ساتھ نواب احمد یار جنگ میجر جنرل سیکر اور کیپٹن بشیر احمد بھی تھے۔ دوسری صبح ہز ہائنس ممدوح نے قاضی میر احمد ایڈیشنل کمشنر کی معیت میں جامع مسجد مہابت خاں میں نماز جمعہ ادا کی۔ اور ۱۰ اپریل کو حضور والا شان ارکین دولت کے ہمراہ درہ خیبر کا معائنہ فرمانے کیلئے تشریف لے گئے۔ اور سرحد افغانستان کے بالکل پاس جاکر واپس ہوئے واپسی پر جمرود کے قبائلی ملکوں نے آپ کو دعوت طعام دی۔ اور دیسی ساخت کی ایک رائفل، ایک پستول، ایک خنجر، ایک راشن کا تھیلا اور چپل کا ایک جوڑا بطور تحفہ پیش کیا۔ ملکوں نے پرنس برار کا شکریہ ادا کیا۔ کہ وہ اتنی دور سے چلکر ان کا ملک دیکھنے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ پرنس برار نے بھی جواب میں شکریہ ادا کیا۔ اور خاصہ داروں کو ایک ہزار روپیہ دیا جنہوں نے گارڈ آف آنر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ واپسی اپنے قبلہ والد محترم کے ذریعہ ان خدمات کا شکریہ ادا کریں گے۔ جس کا اظہار ملکوں نے ان کی آمد پر کیا ہے۔

حضور چارسدہ اور تنگی بھی تشریف لیگئے۔ جہاں آپ کا شایان شان استقبال کیا گیا۔

۱۲ اپریل کو شہزادہ صاحب ممدوح الشان اسلامیہ کالج پشاور کے ملاحظہ کے لئے تشریف لائے۔ جہاں اسلامیہ کالج کمیٹی اور سٹاف کی طرف سے ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ جس میں اعلیحضرت سلطان العلوم حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے احسانات کا شکریہ ادا کیا۔ شہزادہ برار سپاسنامہ کے جواب میں تقریر فرمائی۔ اور کہا کہ میں آپ کے ان محبت بھرے بہ بات کا شکرگذار ہوں۔ جو آپ نے میرے اور میرے والد محترم کے متعلق ظاہر کئے ہیں۔ میں ایک دفعہ پہلے بھی اس کالج کو دیکھ چکا ہوں۔ اور اب دوبارہ دیکھنے کا فخر حاصل ہوا ہے۔

والئے بہاولپور کا عطیہ

۸ اپریل کو ہز ہائینس نواب بہاولپور نے قصر نور محل میں ان اشخاص کو سندات تقسیم کیں۔ اور تمغہ جات سے سرفراز کیا۔ جنہوں نے بیبر کور کی فراہمی اور سیلاب کے سلسلہ میں خدمات انجام دی تھیں۔ نواب صاحب ممدوح نے لندن میں مسجد کی تعمیر کیلئے ایک ہزار پونڈ چندہ منظور کیا۔

آپ نے چین کے فنڈ کے لئے پانچسو پونڈ منظور فرمایا۔ بعد از جنگ بہاولپوری سپاہیوں کیلئے ایک لاکھ روپیہ اور آٹھ چک مخصوص کئے گئے۔ مسٹر عبد القادر کی تجویز پر پناہ گزین طلبہ کے لئے جو لاہور میں مقیم ہیں پانچسو روپیہ ماہوار منظور کیا گیا۔ سمندر پار جانے والے سپاہیوں کی اولاد کے لئے ایک سکول کی تجویز بھی منظور ہوئی۔

مسٹر عبد القادر نے ہز ہائینس کے شکریہ کا ووٹ پیش کیا۔

جاپانیوں کی مذموم حرکات

جب جاپانیوں نے برہما پر قبضہ کیا۔ تو کچھ جاپانی سپاہی بمعہ جوتیوں کے ایک مسجد کے اندر داخل ہو گئے۔ امام مسجد نے سپاہیوں کو کہا کہ یہ خانۂ خدا ہے۔ جوتیاں باہر اتار کر اندر آؤ۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارا خدا تو ہمارا بادشاہ ہے۔ تم نے ہمارے بادشاہ کے برابر اور کون سا خدا پیدا کر دیا۔ اسی بات پر الٹم جد برنارض ہو کر انہوں نے امام مسجد کو پکڑ کر اپنے افسر کے پیش کر دیا۔ افسر نے معاملہ سنکر حکم دیا۔ کہ اس امام کو اسی مسجد کی جگہ پر جا کر لٹکا دو۔ کہ اس کے پاؤں زمین سے ذرا اوپر رہیں۔ چنانچہ اس امام کو مسجد کے اندر لٹکا دیا گیا۔ جو دو روز کے بعد تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

سننے میں آیا ہے کہ جاپان اور جرمنی میں ایک عہد نامہ ہوا۔ جس میں اٹلی کو شامل نہیں کیا گیا۔ جسمیں طے ہوا ہے کہ جاپان فتح شدہ علاقہ کا حصہ بانٹ لیگا۔ اور اٹلی کی مدد نہیں کریگا۔ اس سمجھوتہ سے مسلم دنیا اور خاص طور پر عرب پر بہت برا اثر پڑیگا۔ بموجب قرار داد اگر یہ علاقہ جاپان یا جرمنی کے قبضہ میں آگیا۔ تو مسلمانوں کے مذہب وغیرہ کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاویگا۔ اور برہما کی طرح ان کا بھی یہی حال ہوگا۔

ملک چین میں جاپانیوں نے مسلمانوں کی ہمدردی کو قابو میں کرنے کیلئے جھوٹے مسلم لیگی دفتر اور دغاباز انتظامی افسر مقرر کئے ہیں۔ چینی مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان مسلم لیگی دغاباز انتظامیوں نے ان کی جائیدادوں کو جاپانیوں کے واسطے لوٹنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس کے جواب پر چینی مسلمانوں نے جنرل شیک کے زیر اثر ہو کر جاپانیوں کو تباہ کرنے کے واسطے اکٹھے ہونے کا وعدہ کیا۔

مقامی

قابل توجہ حاکم ضلع امرت سر

امرتسر میں غربا اور متوسط الحال شہری لوگوں کی خورد و نوش سے متعلقہ تکلیف و پریشانی کو رفع کرنے کیلئے کھانڈ اور آٹے کے ڈپو کھلے ہوئے ہیں۔ مسٹر ای۔ پی۔ موان حاکم ضلع اس سلسلہ میں خود گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ آٹا پیسنے کی مشینوں کو بذات خود معائنہ کرتے ہیں۔ ڈپوؤں پر تقسیم کے انتظام کا خود خیال رکھتے ہیں۔ جس سے شہری غربا کی تکالیف کو بڑی حد تک ازالہ ہو گیا ہے۔ چونکہ بعض ڈپوؤں پر اب مقررہ مقدار سے بہت کم آٹا اور کھانڈ موصول ہوتا ہے۔ اس لئے عوام پھر تکلیف محسوس کرنے لگے ہیں۔ شریف گنج کے ڈپو کیلئے چار پانچ بوری آٹا اور دو تین بوری کھانڈ روزانہ بہت ناکافی ہے۔ اس مقدار میں معتد بہ اضافہ کی ضرورت ہے۔ ہمیں حاکم صاحب کی غربا نوازی اور حسن انتظام سے توقع ہے۔ کہ وہ اس کمی کو پورا کرنے کی جانب خاص اور فوری توجہ مبذول کر کے اہل شریف گنج کو شکریہ کا موقعہ دینگے

افسر انچارج اے ڈویژن

گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے تھانہ اے ڈویژن میں چوہدری امام بخش صاحب انچارج سب انسپکٹر کی حیثیت سے تشریف لائے ہیں۔ اس قلیل عرصہ کے واقعات شاہد ہیں۔ کہ چوہدری صاحب میں انتظامی قابلیت لائق صد تعریف ہے۔ غربا و شرفا آپ کی حق گوئی و حق جوئی سے مسرور ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ اہل علاقہ کو آپ کے تدبر و تجربہ سے دیر تک مستفید ہونے کا موقعہ ملیگا۔

(صہ ۲ سے آگے) ایک دفعہ یہ صاحب وعظ کہتے تھے۔ میں حاضر تھا۔ قاری نے کلام اللہ کی یہ آیت پڑھی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝

شیخ نے اس کو دوبارہ پڑھوایا۔ ایک فقیر نے مسجد کے گوشہ سے چیخ ماری۔ شیخ صاحب نے آیت کو پھر پڑھوایا فقیر نے ایک اور چیخ ماری۔ اور مردہ ہو کر گر پڑا۔ میں نے بھی اس کے جنازے کی نماز پڑھی۔

تیسرے عالم شیخ صدر الدین کہرانی ہیں۔ صائم الدہر اور قائم اللیل ہیں۔ دنیا کو بالکل ترک کیا ہوا ہے۔ لباس انکا فقط ایک کمبل ہے۔ بادشاہ اور امیر ان کی زیارت کو آتے ہیں۔ وہ اکثر ان سے چھپتے پھرتے تھے۔ ایک دفعہ بادشاہ نے درخواست کی کہ لنگر کے خرچ کے واسطے کچھ دیہات قبول کر لیں۔ لیکن شیخ نے انکار کیا۔ ایک دفعہ بادشاہ زیارت کیلئے اور دس ہزار دینار نذر کئے۔ شیخ نے قبول نہ کئے یہ شیخ تین دن سے پہلے روزہ نہیں کھولتے۔ ان سے کسی نے عرض کی کہ اس کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تک مضطر نہیں ہوتا روزہ نہیں کھولتا مضطر کا مردار بھی حلال ہے۔

چوتھے بزرگ امام الصالح یگانۂ عصر فرید الدہر کمال الدین عبداللہ غازی ہیں۔ آپ شیخ نظام الدین بداونی کی خانقاہ کے پاس ایک غار میں رہتے ہیں۔ میں نے تین دفعہ اس غار میں آپ کی زیارت کی۔ ان کی کرامت جو میں نے دیکھی وہ یہ ہے۔ ایک دفعہ میرا ایک غلام بھاگ گیا۔ میں نے اس کو ایک ترک کے پاس پہچانا۔ اور اس کو واپس لینا چاہا۔ شیخ نے منع کیا۔ کہ یہ شخص تیرے لائق نہیں ہے۔ جانے دے اور چونکہ وہ ترک مجھ سے مصالحہ کرنا چاہتا تھا۔ میں نے سو دینار لے کر غلام اس کے پاس چھوڑ دیا۔ چھ مہینے کے بعد میں نے سنا کہ اس نے اپنے آقا کو قتل کر ڈالا۔ اس کو بادشاہ کے پاس پکڑ کر لائے۔ بادشاہ نے اس کے بیٹوں کو حوالہ کر دیا کہ اپنا قصاص لے لیں۔ انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ یہ کرامت دیکھ کر میں شیخ کا معتقد ہو گیا۔ اور دنیا کو ترک کر کے ان کی ملازمت اختیار کی۔ میں نے دیکھا کہ وہ دس دس دن اور بیس بیس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ اور رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارتے تھے۔ اور اس وقت تک ان کے پاس رہا۔ جب تک کہ بادشاہ نے مجھے نہ بلا بھیجا۔ اور میں دنیا کو پھر جا لپٹا خدا خاتمہ بالخیر کرے۔

ایک عجیب جوگی

اس جزیرہ (سندابور یعنی گوا) سے چل کر ہم ایک چھوٹے سے جزیرے میں پہنچے۔ جو خشکی کے بالکل قریب تھا اس میں ایک گرجا گھر ایک باغ اور پانی کا ایک حوض تھا وہاں میری ملاقات ایک جوگی سے ہوئی۔ وہ ایک بت خانہ کی دیوار سے تکیہ لگائے دو بتوں کے بیچ میں بیٹھا اور اس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس نے ریاضت اور مجاہدہ بہت کچھ کیا۔ ہم نے اس کے ساتھ باتیں کیں تو اس نے جواب نہ دیا۔ ہم نے دیکھا کہ اس کے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے یا نہیں تو کچھ نظر نہ آیا۔ اس نے اسی وقت ایک چیخ ماری تو فوراً اس کے سامنے ایک ناریل درخت سے ٹوٹ کر آ پڑا۔ وہ ناریل اس نے ہمیں دیا۔ ہمیں نہایت تعجب ہوا۔ اس کو ہم نے دینار اور درہم دیئے۔ اس نے

نہ لیئے۔ پھر ہم نے اسے کھانے کی چیزیں دیں۔ وہ بھی اس نے نہ لیں۔ اس کے سامنے ایک جبہ اونٹ کی اُون کا پڑا ہوا تھا۔ میں نے اس کو الٹ کر دیکھا۔ تو اس نے مجھے دے دیا۔ میرے ہاتھ میں زیلعہ (عدن کے مقابل افریقہ کے ساحل پر ایک شہر ہے) کی بنی ہوئی ایک تسبیح تھی۔ اس نے اس کے دانے الٹ پلٹ کر دیکھے۔ میں نے وہ تسبیح اس کو دے دی۔ اس نے اس کو ہاتھ میں لے کر سونگھا۔ اور اس کو رکھ لیا۔ اور آسمان کی جانب اشارہ کیا۔ اور پھر قبلہ کی طرف اشارہ کیا۔ میرے ہمراہی کچھ نہ سمجھے۔ کہ کیا کہتا ہے۔ میں سمجھ گیا۔ کہ وہ مسلمان ہے اور جزیرے کے باشندوں کے سبب سے اپنا اسلام مخفی کیا ہوا ہے۔ اور ناریل کھا کر گذارہ کرتا ہے۔ جب ہم اس سے رخصت ہوئے تو میں نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ میرے ہمراہی ناراض ہوئے۔ وہ سمجھ گیا۔ اس نے بھی میرے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور مسکرایا۔ ہمیں اشارہ کیا کہ چلے جاؤ۔ ہم چل پڑے۔ میں سب سے پیچھے تھا اس نے میرا کپڑا کھینچا۔ میں نے منہ موڑ کر دیکھا۔ تو اس نے مجھے دس دینار دیئے۔ جب ہم باہر آئے تو میرے ہمراہیوں نے مجھ سے کہا کہ تیرا کپڑا پکڑ کر اس جوگی نے کیوں کھینچا تھا۔ میں نے کہا اس نے مجھے دس دینار دیئے ہیں۔ ان میں تین دینار تو میں نے ظہیر الدین کو دیئے اور تین سنبل کو اور اس وقت میں نے اس سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہے۔ کیونکہ جب اس نے آسمان کی طرف انگلی کی تھی۔ تو اس کی مراد تھی کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ جب قبلہ کی طرف اشارہ کیا تو مراد تھی کہ پیغمبر پر میرا ایمان ہے۔ اس خیال کی تصدیق کرتا ہے۔ جب میں نے ان سے یہ کہا تو وہ دونو واپس گئے اور اس جوگی کو وہاں نہ پایا۔ اس وقت ہم سوار ہو گئے۔

دہی عجیب فقیر

جب میں چین کلاں میں تھا تو میں نے سنا یہاں ایک بوڑھا شخص رہتا ہے۔ چودہ سو برس کا ہے۔ نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ قضا حاجت کو جاتا ہے۔ نہ عورت کے پاس جاتا ہے حالانکہ اس کی کل طاقتیں برقرار ہیں۔ اور وہ شہر سے باہر ایک غار میں رہتا ہے اور اس میں عبادت کرتا ہے۔ میں غار کی جانب گیا میں نے دیکھا کہ وہ غار کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ دُبلا پتلا تھا رنگ نہائت سرخ تھا اور عبادت کے نشان اس کے چہرے سے ظاہر تھے۔ داڑھی بالکل نہیں تھی۔ میں نے سلام کیا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور سونگھ کر ترجمان سے کہا کہ یہ شخص دنیا کے دوسرے کنارے کا ہے اور ہم اس کنارے کے ہیں پھر مجھ سے کہا تجھے یاد ہے کہ تجھے ایک جزیرے میں ایک شخص ملا تھا جو دو بتوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ اور جس نے تجھے دس دینار دیئے تھے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں دہی ہوں۔ میں نے اس کا ہاتھ چوما۔ اور میں سوچنے لگا کہ وہ فوراً غار میں چلا گیا۔ اور پھر نہ نکلا گویا کہ وہ بات کہکر شرمندہ ہو گیا۔ ہم انتظار کے بعد غار کے اندر گئے تو وہاں بھی نہ ملا۔ اس کا ایک آدمی ملا۔ اس نے ہمیں بالشت دیئے اور کہا کہ یہ تمہاری ضیافت ہے چلے جاؤ۔ ہم نے کہا کہ ہم اس کا انتظار کریں گے۔ اس نے کہا کہ اگر تم بیس سال بھی ٹھہرے رہو گے تو اسکو نہ دیکھ سکو گے۔ کیونکہ اس کا دستور ہے۔ کہ جب کوئی شخص اس کے بھید پر واقف ہو جاتا ہے۔ تو اس کو پھر نظر نہیں آتا۔ اور تو یہ گمان نہ کر وہ تیرے پاس سے غیر حاضر ہے۔ بلکہ وہ تیرے پاس ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا۔ میں نے نہائت تعجب کیا۔ اور میں چلا آیا۔

مدینہ پریس قصبہ اہل بازار امرتسر میں محمد علی زودنق پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش واقع شریف گنج امرتسر سے شائع کیا (ایڈیٹر محمد علی زودنق)

30—5

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۷۴

جو امرت سر سے اصلاحی و تبلیغی اور قوم کی تنظیمی
ضروریات کے لیے تیس سال سے جاری ہے

ایڈیٹر

"محسن القوم" محمد علیؒ رونق صدیقی

جمادی الاول ۱۳۶۲ھ ــــ مطابق ــــ مئی ۱۹۴۳ء

قیمت سالانہ تین روپے۔ طلبہ سے ۲؍ نمونہ کا پرچہ چار آنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مئی ۱۹۴۳ء
جمادی الاوّل ۱۳۶۲ھ
جلد ۳۰ —————— نمبر ۵

نہاں کب جلوۂ حسنِ ازل ہے چشمِ بینا سے

عیاں ہے نفی و اثباتِ حقیقت لا و الا سے
ھُوَ الاوّل، ھُوَ الآخر، ھُوَ الظاھر، ھُوَ الباطن
عیاں ہے روزِ محشر دشمنانِ دیں کا پچھتانا
وہ اَسلَمتُ لِرَبِّ العٰلمین اس شوق سے کہتے
خدا کی جان اے جانِ جہاں تجھ کو نہ کیوں سمجھوں
نہ جب تک صدقِ نیت ہو عمل ہرگز نہیں کرتے
سوادِ زلف میں ہے سرِّ وَالّیلِ اِذَا یَغشٰی
فَذَکِّر اِنَّمَا اَنتَ مُذَکِّر سے کھلا مطلب
وَکاسٍ مِن مَّعِینٍ کے مزے آئینگے مستوں کو

کھلے اسرارِ دریا خود ظہورِ موجِ دریا سے
نہاں کب جلوۂ حسنِ ازل ہے چشمِ بینا سے
یَقُولُ الکَافِرُ یٰلَیتَنِی کُنتُ تُرَابًا سے
نہ سنتے حکمِ اَسلِم جب براہیم اپنے آقا سے
نَفَختُ فِیہِ مِن رُّوحِی سنا یہ آیک گویا سے
شرابِ اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّات کے پیاسے
ہے مَازَاغَ البَصَر کا سر روشن چشمِ مولا سے
وہ خود فرما چکے ہیں نَحنُ اَقرَب اپنے جویا سے
مئے اطہر کے لینگے ساقئ کوثر سے جب کا سے

جسے یَا اَیُّھَا المُزَّمِّلُ حق سے خطاب آیا
ثنا اس کملی والے کی ہو کیونکر تورشید سے

مدنی سپہ سالار میدانِ جنگ میں

آج جبکہ دنیا کے ایک بڑے حصہ میں سیلاب خون موجیں لے رہا ہے۔ آج جبکہ رجال امم کی تعداد کثیر تہذیب و قومیت کے لئے مصروف ہنگامہ خونی ہے۔ آج جبکہ قوتوں کی تعداد باہم متصادم ہے۔ آج جبکہ جنگ کے سامانوں اور مخترعات وایجادات کی گوناگوں ندرتوں پر ہی جنگ کی اہمیت کا انحصار ہے

تو کیا دنیا اک تعمق کی نظر اس سادے اور امی انسان کی شخصیت پر ڈالیگی۔ جو جغرافیائی تغیر ملکی انقلاب کیلئے نہیں بلکہ اعمال و معتقدات میں تہلکہ عظیم پیدا کرنے کے واسطے مبعوث ہوا۔

پھر دیکھئے کہ تنہا ہے اور جماعت قلیل۔ جنگی سامان نام کو نہیں مگر اظہار عبدیت اور عجز انسانی اور امید فضل خدا۔

مشرکین مکہ نے کوئی تکلیف اٹھا نہ رکھی۔ کوئی اہانت چھپا نہ چھوڑی جو رسول خدا اور ان کے صحابیوں پر ختم نہ کردی اور اسلام کا نام مٹانے کی خاطر کوئی کوشش نہ تھی جو چھوڑ دی آخر کہاں تک اتنے سارے مشرکین نے مٹھی بھر دوستداران خدا کو پریشان کر مارا۔ اب جبکہ مسلمان دشمنان اسلام سے تنگ آگئے اور حق اتمام حجت پوری طرح ادا کر دیا تو اپنے لئے نہیں بلکہ جان سے زیادہ اس عزیز شئے کے لئے جو دنیا بھر کے لئے نسخہ سعادت بن کر آیا ہے یعنی اسلام کی حفاظت کیلئے تیار ہوئے۔

ہجرت کا دوسرا سال اور رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ کہ سپہ سالار عرب اک جماعت قلیل کو ساتھ لے کر اپنے بادشاہ کے حکم سے باغیان اسلام مشرکین عرب سے صداقت و تہذیب روحی کا فیصلہ کرنے کے واسطے مدینہ منورہ سے روانہ ہوتا ہے۔

سپاہیوں کو شریک جنگ ہونے میں کیا کیا ارمان ہیں آپس میں حجتیں ہو رہی ہیں۔ ایک پر ایک فوقیت شہادت چاہتا ہے۔ سفارشیں پیش ہو رہی ہیں۔ باہم قرعہ اندازیاں فیصلہ کر رہی ہیں۔

سعیدؓ و خثیمہؓ بیٹے و باپ میں تکرار ہے۔ خثیمہ مصر ہے کہ بیٹا سعید تم گھر رہو اور عورتوں کی حفاظت کرو۔ سعید ملتجی ہے کہ باپ آپ گھر رہیئے۔ مجھے اجازت دیجئے ہمارا بھی تشنہ شہادتؓ کو رخصت کیجئے۔ اچھے باپ آپ کیسے ہیں۔ مجھے اچھی چیز پہلے نہیں دیتے۔ آخر قرعہ پڑا اور سعید کا نام نکلا۔ عمیر بن ابی وقاصؓ ۱۶ سال کی عمر میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اجازت شرکت جہاد چاہتا ہے۔ مگر کم عمری کے باعث اجازت نہیں ملتی۔ چپکے سے ساتھ ہو لیا۔ آخر اس قلیل جماعت میں کب تک روپوش رہتا کھل گیا۔ حضور کے روبرو جانچا لیا گیا۔ اور اس کی زاری اور رونے پر اجازت ملتی ہے۔ اسی طرح اور چند نوخیز لڑکے منت و سماجت سے جہاد میں شرکت کی اجازت حاصل کرتے ہیں۔

میدان میں محاسبہ ہوتا ہے تو اس جماعت حق ان مجاہدین اسلام کی کتنی تعداد معلوم ہوتی ہے۔ کل ۳۱۳ نفوس اور ٹرانسپورٹ میں ۱۷۰ اونٹ اور ۲ گھوڑے کیا سامان ہے؟ اور کیا دھوم دھام؟

مگر اس سپہ سالار عسکر اسلامی نے اقلیم معرفت کے شہنشاہ کے نام بے تار کا پیام ارسال کیا کہ

اے بادشاہ! یہ جماعت قلیل تیرے حکم سے جہاد کرنے جاتی ہے۔ ان کے پاس سواری کا سامان کافی نہیں۔ ان کو سواری دے یہ برہنہ ہیں ان کو لباس دے یہ گرسنہ ہیں ان کو سیر کر۔ یہ محتاج ہیں ان کو اپنے مراحم و عنایات سے غنی کر۔ اور دشمنوں پر غلبہ دے۔

بادشاہ کا نائب جب یہ تازہ دستہ دیکھا تو انتظامات ظاہر نظر کی اور اونٹ چونکہ تھوڑے ہیں یہ تجویز کیا کہ کچھ آدمی سوار ہو جائیں۔ اور کچھ پاپیادہ ساتھ ہولیں۔ اور باری باری سوار و پیادہ ہوتے رہیں۔ خود سپہ سالار بھی اس دستور العمل پر عامل ہوتا اور منزلیں طے کرتا ہوا چاہ بدر پر آپہنچ لیا۔

جماعت تو بیشک قلیل ہے۔ مگر سب خدا اور اس کے نائب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔ پاس کچھ نہیں ہے مگر اتفاق ایثار۔ ہمت۔ صداقت۔ صبر و شکر۔ شجاعت و قناعت کے نشہ میں مست ہیں۔ ان کی اصطلاح میں موت کے معنے حیات ہیں۔ اور رزم کے معنے بزم۔ فاقہ ان کے ہاں روزہ ہے اور سعادت شہادت بھلا اس سے زیادہ جان برکف رکھنے والوں کا اور کوئی خطرہ غنیمت ہو سکتا ہے؟ کفار عرب کا وہ قافلہ جو شام سے واپس آرہا ہے۔ بس ہیں وہ لوگ بہت سے ہیں۔ جو رسول خدا اور ان کے دوستوں کو اذیتیں دیتے ہیں۔ جن کے ہاتھ اسلام سخت صعوبت میں ہے۔ ابھی [illegible] ہی تھا کہ سالار قافلہ ابو سفیان کو اطلاع مل گئی کہ ایک جماعت مسلمانوں کی راستہ میں ان سے مزاحمت کرنے والی ہے۔ اس لئے اس نے ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی پر سوار مکہ بھیجدی تاکہ اہل مکہ جلد انکی امداد و حفاظت کو آجائیں۔ جب وہ شخص مکہ میں پہنچا۔ تو ایک گھبراہٹ پھیل گئی اور عتبہ بن ربیعہ ابوجہل اور دیگر سرداران مکہ ایک ہزار آدمیوں کی جمعیت لیکر جس میں بڑے بڑے نامی گرامی جنگجویان عرب رو پوش شامل تھے۔ ڈبل کوچ کرتے ہوئے چاہ بدر پر پہنچ گئے۔

سپہ سالار اسلام! یا ایہا النبی! شام کے آنیوالے قافلہ کی بجائے فی الحال مکہ کے جنگجو اور با ساز و سامان سرداروں سے مقابلہ پیش آیا ہے کیا رائے ہے؟

جماعت اسلام! اے ہمارے سردار اے رسول برحق دشمنوں کی تعداد اگرچہ زیادہ ہے۔ اور سامان حرب بھی گو ان کے پاس بہت ہے۔ مگر ہماری جانیں حضور پر تصدق اور قربان ہیں ہم کو جو حکم حضور دینگے۔ ہم دل و جان سے بجالائیں گے۔ ہم حضرت موسیٰ کی امت کی طرح نہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہدیا تھا کہ جا تو اور تیرا رب دشمنوں سے مقابلہ کرتے پھرو! بلکہ ہم اللہ کے راستہ میں اپنی جانیں قربان کریں گے۔ اور شہادت کے جام پئیں گے۔

سردار اسلام بہت خوش ہوئے اور اسلامی لشکر کے علمبردار مصعب بن عمیر نامزد کئے گئے۔ ادہر ابوجہل عتبہ نے صفیں درست کیں۔ اور اسلامیوں کی جماعت قلیل کو دیکھ کر بہت ہی شاداں ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ چشم زدن میں ہم غلبہ پالیں گے۔

لشکر مشرکین میں سے عتبہ بن ربیعہ اپنے شیبہ اور بیٹے ولید کو لیکر میدان میں آیا۔ اور مبارز طلب ہوا۔ تینوں سر سے پیر تک آہن پوش ہیں۔ لوہے میں غرق ہیں۔ ادہر سے تین جوان انصار نکلے۔ مگر عتبہ نے للکارا۔ اور قومیت کی تعلی لی کہ ہمارے لئے قریش ہمرتبہ جنگجو آئیں۔ انصار واپس آئے اور عرب مہاجرین میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب۔ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب میدان میں آئے۔ شیر خدا۔ شیر رسول نے حسب و نسب بتائے اور باہم جنگ چھڑ گئی۔

عتبہ نہایت جنگجو اور چالاک ہے۔ مگر مقابلہ میں بھی شیر رسول حضرت حمزہؓ ہیں۔ جن کی تلوار کی سنبھالی مشکل ہے وہ حضرت کی تلوار عتبہ کو معہ زرہ سر سے کاٹتی کمر سے نکل گئی ادہر حضرت علیؓ بھی ولید کو تمام کر چکے۔ مگر آہ شیبہ نے چالاکی کی۔ جناب عبیدہ کی پنڈلی صاف کٹ گئی ہے۔ خون بہہ رہا ہے۔ شکل پر اضمحلال ہے۔ مگر تیور وہی ہیں۔ ہاں ہاں بہت

تو جب وہ جناب حمزہ شیبہ کے مقابل ہو گئے۔ تو وہ آن واحد میں شیبہ کا سر تن پر نہیں ہے۔

مشرکین میں تہلکہ پڑ گیا۔ ادھر نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا جس سے گنبد فلک گونج اٹھا۔ جب ابوجہل نے لشکر کو سہما ہوا دیکھا تو یکبارگی حملہ کا حکم دے دیا۔ کئی بار سخت حملے ہوئے۔ مگر جناب حمزہ اور جناب علی اور دیگر صحابہ کرام کی بہادری و شجاعت نے تمام رد کئے۔ سعید بن خثیمہ شہید ہو گئے۔ اور ادھر ابوجہل زخمی ہو کر گر پڑا۔ اہل مکہ سرداران لشکر کے مارے جانے پر سخت بے دل و بے حوصلہ سے ہو رہے تھے کہ اتنے میں ایک زور شور کی آندھی آئی۔ آندھی کیا تھی غیض خدا تھا اور رہے سہے ہوش مشرکین کے اڑ گئے۔ اور وہ سراسیمہ ہو کے بھاگے۔ اسلامیوں نے تعاقب کیا اور ستر آدمی قید ہوئے۔

تمام لڑائی میں مشرکین ۷۰ قتل ہوئے اور اہل اسلام ۱۴ شہید ہوئے جن میں آٹھ انصار اور چھ مہاجرین۔

کفار کا تمام سامان ہاتھ آیا۔ اب وہ تار جو کمانڈر نے دیا تھا بڑھایا وہ وعدہ جو ایک برگزیدہ انسان نے کی تھی پوری ہوئی وہ وعدہ جو آپ سے خدا نے کیا تھا ایفا ہوا۔ جو پیادہ تھے ان کے پاس سواری اور تین تین اونٹ ہو گئے جو ننگے اور بھوکے تھے انکو لباس اور کھانے مل گئے۔ جو تنگدست تھے وہ خوشحال ہو گئے۔

اور اسلام کی بنیاد ایک مضبوط چٹان پر جم گئی۔

سچ کہنا یہ فتح ارتقائی حیثیت سے قرین عقل و قیاس ہے؟ نہیں یہ تاثر روحانی ہیں۔ یہ تصرفات حقیقت ہیں۔ یہ صداقت کی بلندی ہے۔ یہ روحانیت کا تموج ہے۔ آؤ آؤ ہم تم اسی کا ترانہ گائیں۔ جو ایک وحشی جنگجو قوم پر فتحیاب ہوا۔ آؤ آؤ ہم تم اسی کی تابعداری کریں۔ جو مساوات اور جنگ نفس کی تلقین کرتا ہے۔ آؤ آؤ ہم تم اسی کے ہو جائیں۔ جو جس کا ہو گیا اسی کا بیڑا پار ہو گیا۔

مسلمان کا ترانہ

از صادق نیازی سکا شہوری

میں سوزِ اقتضائے زیست سے معمور رہتا ہوں
وہ دل ہوں ہر گھڑی جو غیرتِ مخمور رہتا ہوں

ملا ہے ساقیٔ کوثر سے جامِ زندگی مجھ کو
میں صہبائے شہادت کے نشے میں چور رہتا ہوں

نکل آتا ہوں جس دم رزمگہ میں حق پرستی کو
قیاس آرائیٔ سود و زیاں سے دور رہتا ہوں

مرے مدِ مقابل تیرہ باطن منہ چھپاتے ہیں
میں عزمِ خاک و خوں سے فیضیابِ نور رہتا ہوں

مجھے تسکین تلواروں کی جھنکاروں میں ملتی ہے
میں اس شورِ قیامت خیز میں مسرور رہتا ہوں

عزائم پر مرے رہتا ہے جب تک ظلِ سبحانی
فنائے بت گری کے عہدہ پر مامور رہتا ہوں

یہ میری قوتِ ایماں کا ادنےٰ سا کرشمہ ہے
کہ میں ہر معرکہ میں فاتح و منصور رہتا ہوں

مری تخلیق کا مقصد جہادِ زندگانی ہے
میں افکارِ تن آسانی سے کوسوں دور رہتا ہوں

نیازی دہر کی مجبوریاں لاحق نہیں مجھ کو
میں اک مختارِ کل کے روبرو مجبور رہتا ہوں

سیرۃ اولیاء

از جناب ظہور احمد صاحب

حضرت ابوحامد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مرو میں ایک دکان پر بیٹھے ہوئے تھے پیاس معلوم ہوئی۔ سیٹھ نے پانی دیا۔ آپ نے چلو میں پانی لے لیا اور پینے میں توقف کیا۔ سیٹھ نے کہا۔ کہ آپ پانی کیوں نہیں پیتے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مکھی پانی پی رہی ہے۔ میں صبر کرتا ہوں کسی کو ستا کر کھانا پینا خدا کے دوستوں کا شیوہ نہیں۔

ایک دن حضرت بایزید بسطامی رح نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا رتبہ بلند ہو تو اسے سات چیزوں پر ترجیح دینی چاہیئے۔ فقر کو غنا پر۔ بھوک کو سیری پر۔ پستی کو بلندی پر ذلت کو عزت پر۔ تواضع کو تکبر پر۔ غم کو خوشی پر۔ موت کو زندگی پر۔

ایک دفعہ حضرت ابراہیم متبنہ رح کو اپنے مرید حضرت ابراہیم رباطی کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا۔ راستہ میں چلتے چلتے حضرت نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ نقد ہے انہوں نے عرض کیا۔ کہ کچھ نہیں کچھ دور جا کر حضرت ابراہیم نے حضرت رباطی سے پھر پوچھا۔ کہ کیا تمہارے پاس کچھ زاد راہ ہے۔ انہوں نے بدستور انکار کیا۔ تھوڑی دور آگے جا کر حضرت بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ رباطی سچ بتاؤ تمہارے پاس کچھ توشہ ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دو تسمے ہیں جب جوتی ٹوٹ جاتی ہے۔ تو ان کو باندھ لیتا ہوں فرمایا کہ کیا جوتی اس وقت ٹوٹی ہوئی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تم اسے پھینک دو۔ اسی وجہ سے آج مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ (کیونکہ شان توکل کیلئے اس قدر بار بھی بہت تھا)

حضرت ابراہیم اطروشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ صوفی کا پیالہ اس کی ہتھیلی ہے۔ تکیہ اس کا ہاتھ ہے اس کا خزانہ "ھو" یعنی حق سبحانہ تعالیٰ ہے۔ جو شخص اس اسباب پر اضافہ کرتا ہے۔ وہ اپنی ذمہ داریوں کو بڑھاتا ہے اور مصیبت میں پڑتا ہے۔ فرمانے لگے کہ ایک صوفی دنیا میں پڑ گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کیونکر۔ فرمایا کہ صرف ایک سوئی کی وجہ سے۔ اس نے ضرورت سے مجبور ہو کر ایک سوئی حاصل کی۔ جب سوئی مل گئی تو اس کے رکھنے کی فکر ہوئی۔ ایک تلمیدانی مہیا کی۔ تلمیدانی ہر وقت ہاتھ میں نہیں رہ سکتی تھی۔ خیال ہوا کہ اسے کسی چیز میں رکھنا چاہیئے۔ ایک صندوق حاصل کیا۔ اب صندوق کو خود اٹھائے چلنا دشوار تھا۔ ایک نوکر کی ضرورت پیش آئی اور پھر رفتہ رفتہ ان سب چیزوں کو مہیا کرنا پڑا۔ جو ایک دنیادار کے لئے ضروری ہیں۔

حضرت محمد جمال قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ ایک جوان میرے پاس بیٹھا ہوا تھا کسی نے درہموں کی ایک تھیلی اسے پیش کی۔ اس جوان نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس سے کہا گیا کہ اچھا آپ اسے مساکین و فقراء میں تقسیم کر دیں۔ چنانچہ جوان نے تھیلی لے لی اور اسے فقیروں میں تقسیم کر دیا۔ شب کو

میں نے دیکھا۔ کہ وہ جنگل میں اپنے لیئے کوئی چیز ڈھونڈ رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تم ان درہموں میں سے اپنے لئے کچھ رکھ لیتے تو بہتر ہوتا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مجھے اس وقت تک زندہ رہنے کی امید نہیں تھی۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ کی مجلس میں ایک دن ایک شخص نے کہا۔ کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ معمولی بات ہے۔ بعض چڑیاں بھی پانی پر چلتی ہیں پھر اس نے کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مکھی اور چیل بھی اڑتی ہے۔ کہا گیا کہ فلاں شخص ایک لحظہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں چلا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ شیطان بھی ایک دم میں مشرق سے مغرب تک چلا جاتا ہے۔ ایسی باتوں کی قدر نہیں مرد وہ ہے جو لوگوں میں بیٹھے میل جول رکھے۔ لین دین کرے۔ نکاح کرے۔ اور ان سب امور کے باوجود ایک لحظہ خدا کی یاد سے غافل نہ رہے

حضرت ابوالخیر حبشی رحمۃ اللہ علیہ نے ساٹھ سال تک حرمین شریفین کی مجاورت کی۔ اور اس طویل زمانہ میں کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ساٹھ سال مکے اور مدینے میں مجاورت کی اور بہت سختیاں اٹھائیں۔ جب میں چاہتا کہ کسی سے سوال کروں تو غیب سے ایک ندا آئی۔ اور دل میں یہ بات پیدا ہوتی کہ تمہیں شرم نہیں آتی جس منہ کو ہمارے سامنے سجدہ میں رکھتے ہو۔ اسے ہمارے غیر کے سامنے خوار کرتے ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ آزاد وہ شخص ہے۔ جو اپنے نفس پر آزادوں کی خدمت لازم کرے۔ جوان وہ ہے کہ کسی پر اپنا احسان نہ رکھے۔ اپنے نفس کو کسی سے غنی نہ سمجھے۔ آزادوں کی تجارت نیکی ہے۔ اور تواضع اس تجارت کا منافع ہے۔

حضرت ابراہیم واہستانی کی خدمت میں ایک بزرگ محمد دامغانی اس نیت سے حاضر ہوئے کہ ان سے مذہب اور اس کے احکام کے متعلق عقلی سوال کریں۔ کیونکہ اس زمانہ میں اہل کلام کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ جب وہ حضرت کی خدمت میں پہنچے تو اس سے پہلے کہ کچھ کہیں انہوں نے فرمایا۔ کہ اے محمد واپس چلا جا۔ "خدا کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد اثناء گفتگو میں امام نے حضرت سے پوچھا کہ آپ نہ تو کوئی پیشہ کرتے ہیں۔ نہ کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آپ کے خورد و نوش کا کام کیونکر چلتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلے میں اپنی نماز قضا کر لوں۔ پھر تم سے باتیں کرونگا۔ کیونکہ جو شخص روزی دینے والے کو نہیں جانتا۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شاگرد علم حاصل کرتا تھا۔ ایک دن اس نے مکان کی مرمت کی اور راستہ سے تھوڑی مٹی لے کر گارے میں شامل کر لی۔ حضرت کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو اسے اپنی شاگردی سے خارج کر دیا۔ اور فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے راستہ میں سے مٹی لے کر آئے وہ اس قابل نہیں کہ اسے علم پڑھائیں۔

تذکرۂ برادری

حمیت قومی کی نادر مثال

بہی خواہِ قوم، کرمفرمائے "القریش" جن کی ایثار نفسی و فیاضی دَورِ حاضر کی ہولناک پریشانیوں سے عہدہ برا ہونے میں مدد و معاون ہوئی - جن کی بیشقدر مالی اعانت و حمایت کا ذکر گذشتہ ۶ ماہ سے علی التسلسل ان صفحات میں آرہا ہے تازہ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"واقعات کا مدّ و جزر کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔ اور قوم کی بے حسی معلوم۔ ان حیران کن حالات میں ایسے جرائد کا جاری رہنا مشکل اور دشوار تر مگر سعی و کوشش اپنا فرض (لیس للانسان اِلّا ما سعٰی) خدائے قادر و توانا ہم سب کو اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق عطا کرے آمین!

القریش کو جاری رکھنا قومی مفاد کیلئے ازبس ضروری ولابدی ہے۔ خدانخواستہ اسوقت یہ صحیفہ قوم بند کر دیا گیا تو قومی آواز بے اثر ہو کے رہ جائیگی۔ اور گذشتہ تیس سالہ خدمات ناتمام رہنے کی وجہ سے شاہراہ مقصود سے دور ہٹ جائیگی۔ امید ہے کہ خیراندیشان قوم سے اپیل کے جواب میں اہل دل حضرات کی طرف سے کافی امدادی رقوم موصول ہوئی ہونگی، انشاءاللہ تعالیٰ کاغذ کے گرانی فنڈ میں میری طرف سے آئندہ چھ ماہ تک علی التواتر پچیس روپے ماہوار بذریعہ منی آرڈر پہنچتے رہینگے۔ قسط اول مئی سے شروع کیگئی ہے۔"

آپ کی حمیت قومی آپ کا احساس قابل صد تبریک اور لائق صد تحسین، حالات کی نزاکت اور واقعات کا ردّ و بدل نہایت پریشان کن ہے۔ یہ دور صحافت حاضرہ کیلئے لاریب مصیبت کبریٰ ہے۔ القریش ایسے مخصوص مقاصد کے جرائد کا زندہ رہنا ازبس دشوار، "القریش" محض سلطان العلوم، ہزاگز الٹڈ ہائی نس تاجدار دکن کے شاہانہ بذل و کرم اور آپ ایسے اہل دل حضرات کی فراخ دلی پر بقیہ حیات موجود ہے۔ ورنہ بیسیوں رسائل دم توڑ چکے۔ حالات مساعد رہے تو انشاءاللہ تعالیٰ قومی خدمات کا یہ سلسلہ جاری رکھنے کی سعی و کوشش سے کام لیا جائیگا۔

قوم میں معززین، متقدرین، متمولین اور صاحب ثروت حضرات کی کمی نہیں۔ بڑے بڑے جاگیردار، عہدیدار اور سرمایہ دار حضرات موجود ہیں۔ قوم کو ایسی ہستیوں پر بجاطور پر فخر ہے اور ہونا چاہیئے لیکن ہماری "اپیل" کا جواب وہی نفی اور "سخن درین است" اِلّا ماشاءَ اللہ۔

مرسلہ پچیس روپے کا منی آرڈر بہ شکریہ موصول ہو گیا ہے۔ آپ اپنے اس وعدہ کیلئے جو آپ نے چھ ماہ تک علی التواتر ۲۵ روپے ماہوار ارسال کرنے کا فرمایا ہے اور جس کی اوّلین قسط موصول ہوگئی ہے ہدیہ تشکر قبول فرمایئے۔ خداتبارک تعالیٰ آپ کے نیک عزائم میں برکت دے، اور اجر عظیم عطا کرے۔ آمین

خیر کثیر

دولت و ثروت خداداد نعمت ہے۔ دولتمندوں اور سرمایہ داروں کی دنیا میں کمی نہیں۔ لیکن ایسے خوش بخت و صاحب نصیب لوگ بہت کم ملیں گے۔ جنہیں خدائے عزّوجل کے فضل و کرم سے زر و دولت کی نعمت کے ساتھ فیاض و حساس دل بھی عطا ہوا ہو اور جو خداداد نعمتوں کا صحیح مصرف جانتے ہوں معاون موصوف کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے یہ

دونوں نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ غربا و مساکین کی امداد آپ اپنا دلین فرض سمجھتے ہیں۔ غیر مستطیع طلباء کی تعلیمی حمایت و اعانت آپ نے اپنا فرض عین قرار دے رکھا ہے۔

آپ اپنے تازہ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں ایسے ہونہار اور مستحق قریشی طلباء کی تعلیمی اعانت کرنے کا متمنی ہوں۔ جنہیں تعلیم جاری رکھنے کیلئے (ماہوار ۲۰-۱۰) مالی امداد کی ضرورت ہو۔ پتے بھیجکر مشکور فرمائیں"

چونکہ یہ غیر مستطیع طلباء کا حق ہے۔ اور ہر وہ طالب علم جو ہونہار ہو اور مالی مشکلات کی وجہ سے تعلیم جاری نہ رکھ سکتا ہو۔ آپ کی فیاضی سے استفادہ کا مستحق ہے۔ اس لئے ان سطور کے ذریعہ مستحق قریشی طلباء کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی درخواستیں معہ مختصر ضروری کوائف ارسال کریں۔ تاکہ قابل امداد طلباء کی سفارش کی جا سکے۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ناظرین کرام ایسے طلباء کی براہ راست بھی سفارش کر سکتے ہیں۔ وَ یَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی ؕ

ایک سوال کا جواب

مالیرکوٹلہ سے قریشی محمد رشید صاحب پرنسپل سٹیٹ کالج دریافت فرماتے ہیں۔ کہ "کیا آپ کی انجمن کی سرگرمیوں میں یہ امر بھی شامل ہے۔ کہ قریشی لڑکے لڑکیوں کے رشتہ ناطہ کرانے میں کچھ امداد یا رہبری کی جائے اور طریق کار کیا ہے؟ جواباً تحریر ہے کہ "ندوۃ القریش" کی مجلس عاملہ نے اس اہم ذمہ داری کو اپنے ذمہ لینے کیلئے اپنے کئی جلسوں میں غور کیا ہے۔ چونکہ وہ کسی صحیح نتیجہ کو اخذ نہیں کر سکے۔ اس لئے مستقل لائحہ عمل تجویز کرنے میں دانستہ احتراز کیا گیا ہے۔ عام ناظرین "القریش" اور "ندوۃ القریش" سے ملحق جماعتوں سے بھی استصواب رائے کیا گیا تھا۔ مگر کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہوئی۔ اس لئے بھی اس معاملہ کو ہاتھ میں نہیں لیا گیا۔ اگر کوئی صاحب پرائیویٹ طور پر مشورہ لینا چاہیں یا القریش میں اعلان کرنا پسند کریں تو مشورہ مناسب دیا جا سکتا ہے۔ اور مناسب اجرت پر اعلان بھی شائع کر دیا جاتا ہے۔ "رشتہ ناطہ میں دقتیں" کے عنوان سے آپ نے "القریش" میں کئی نوٹ ملاحظہ کئے ہونگے۔ جماعت اس مسئلہ پر اپنے کسی آئندہ اجلاس کی سبجکٹ کمیٹی میں غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ایک نظر مجھے دیکھئے

ذیل کی فہرست میں اپنا اسم گرامی ملاحظہ فرمائیں۔ اور دست اعانت بڑھانے میں تاخیر نہ کریں۔ اب جبکہ القریش کو جاری رکھنے کیلئے معاونین کرام کی اکثریت مصر ہے۔ بہی خواہان قوم امدادی قوم ارسال فرما رہے ہیں۔ ایک اہل دل بھائی کثیر قوم کی ترسیل کے علاوہ ۲۵ روپے ماہوار ارسال فرما رہے ہیں۔ آپ بھی توجہ فرمائیں اور اپنا زر چندہ بلا کسی مزید یاددہانی کے انتظار کے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر عند القوم مشکور ہوں۔ (مینجر)

۱۔ حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی ۲۔ پیر سید علی احمد صاحب فریدی چشتی ۳۔ شیخ غلام حسین صاحب شاکر صدیقی ۴۔ قریشی محبوب عالم صاحب آنریری مجسٹریٹ ۵۔ قاضی طالب مہدی صاحب فاروقی انسپکٹر پولیس ۶۔ حکیم عبد الغنی صاحب حکیم حاذق ۷۔ بابو غلام قادر صاحب سب پوسٹماسٹر ۸۔ پیرزادہ محمد سلیم اسلم صاحب وکیل ۹۔ قاضی عبد العزیز صاحب گیلانی پنشنر ۱۰۔ بابو عبد الرشید صاحب صدیقی خلف منشی عبد القادر صاحب۔ ۱۱۔ سید ممتاز حسین شاہ صاحب ڈویژنل کلرک ۱۲۔ منشی نظیر احمد صاحب قریشی مدرس ۱۳۔ سید احمد علی شاہ صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ ۱۴۔ پیر شیر محمد صاحب شوکت صدیقی ۱۵۔ سردار امیر اکبر خانصاحب عباسی سب انسپکٹر ۱۶۔ خانصاحب قریشی جلال الدین صاحب رئیس اعظم بیرسٹر، ۱۷۔ خانصاحب سردار محمد اکرم خانصاحب عباسی پنشنر جج۔ ۱۸۔ شیخ عبد العلوم احمد صاحب فاروقی رئیس اعظم اکبری منڈی ۱۹۔ میاں ولی محمد صاحب بیدولہ رئیس۔ ۲۰۔ ایس۔ ایم۔ اے کشفی صاحب۔ ۲۱۔ ماسٹر محمد حمید اللہ صاحب صدیقی بی۔ اے۔ ۲۲۔ صوبیدار خان بہادر ڈاکٹر غلام حسین صاحب قریشی۔ ۲۳۔ ... حکیم مہرالدین صاحب کلرک دفتر انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹی۔

سلطان العلوم شہریار دکن کی معارف نوازی

پانچ لاکھ کا شاہانہ عطیہ

سلطان العلوم اعلیٰحضرت حضور نظام مالیتعالم خلد اللہ
ملکہٗ و سلطنتہٗ کے ابر کرم سے دنیا و جہان کا ہر اسلامی و غیر اسلامی
ادارہ، ہر اصلاحی انجمن، ہر اخلاقی جماعت اور قومی مجلس اور
علمی جرائد و رسائل سیراب و شاداب ہو رہے ہیں۔ یہی ایک بحر
بے پایاں ہے جو تہذیب و علوم کا معنوی و صوری حیثیت سے
منبع و مرکز کہلانے کا مستحق ہے۔ اسی قلزم علوم و فنون نے
ماضی کے شاندار ادبی کارناموں کو زندگی بخشی ہے اور
کمیاب نسخوں اور مخطوطات کی اشاعت کے لئے لاکھوں روپے
مرحمت فرمائے ہیں۔ ۱۸۸۸ء میں نواب عماد الملک سید حسین
بلگرامی مرحوم اور عبد القیوم صاحب مرحوم نے "دائرۃ المعارف"
کے نام سے ایک علمی ادارہ کی بنیاد رکھی اور ۱۸۹۰ء میں اپنا کام
شروع کیا۔ تو حکومت آصفیہ عالیہ نے "دائرۃ المعارف" کی
اہم ضروریات کیلئے پانچسو روپیہ ماہانہ کی امداد منظور فرمائی۔
یہ امداد علی التواتر عطا ہوتی رہی۔ پھر ۱۹۲۰ء میں ایک لاکھ
عطیہ دیا گیا۔ اس کے بعد ہی ۱۹۲۲ء میں اعلیٰ حضرت بندگان
اقدس نے بکمال مرحمت شاہانہ ادارہ کے لئے مزید چار لاکھ کا
عطیہ منظور فرمایا۔ اس طرح ادارہ کو پانچ لاکھ کی رقم سے
۲۰ ہزار سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ نواب عماد الملک مرحوم
کو دائرۃ المعارف سے عشق سا تھا وہ ہر وقت اس کی فکر
اور نگرانی کرتے رہے۔ ۱۹۲۶ء میں نواب صاحب کی رحلت
کے بعد دائرۃ المعارف کو جامعہ عثمانیہ کی نگرانی میں دے دیا
گیا۔ اب ادارہ کا انتظام ایک مجلس کے سپرد ہے جس کے صدر
نواب مہدی یار جنگ بہادر ہیں۔ محققین کی بھی ایک مجلس ہے
جو انتظامی مجلس کو نسخوں اور مخطوطات کے انتخاب میں مدد دیتی ہے
اور فنی عملہ میں ایک ناظم ایک مددگار ناظم اور چھ محقق
شریک ہیں۔ جو مسودوں کو مرتب کرتے اور پروف دیکھتے ہیں
ادارتی مجلس کی امداد اور مشورہ کیلئے یورپ کے مشہور
مستشرق ڈاکٹر طیف کون کو کی خدمات ادارہ کو حاصل ہیں
جو برٹش میوزیم اور دوسرے مشہور یورپی کتب خانوں سے
کمیاب نسخے حاصل کر کے ان کی اشاعت کا کام انجام دیتے ہیں
دائرۃ المعارف ابھی تک ۱۷۰ سے زیادہ کتابیں شائع کر چکا
ہے۔ جن میں سے بعض کتابیں چار سے (۱۲) جلدوں پر مشتمل
ہیں۔ ہندوستان، مشرق قریب اور مشرق وسطیٰ اور یورپ
میں ادارہ کی کتابوں کی بڑی مانگ ہے۔ اور انہیں ہاتھوں
ہاتھ لیا جاتا ہے۔

اہم عربی کتابوں کی تالیف اور اشاعت کے علاوہ
ادارہ نے مشہور مستشرقین کی مدد سے مختلف موضوعوں
پر (۱۴۴) کمیاب نسخوں کی ایک فہرست بھی اشاعت کیلئے تیار
کر لی ہے۔ یورپ کی کئی جامعات اور اداروں نے اس تجویز کا
خیر مقدم کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ہر قسم کی امداد کا وعدہ
بھی کیا ہے۔ دائرۃ المعارف نے اس عرصہ میں کمیاب نسخوں
اور مسودوں کی اشاعت کر کے کافی شہرت حاصل کر لی ہے۔
اس طرز کے علمی اداروں میں دائرۃ المعارف کا ایک
خاص مقام ہے۔ اور دنیا کے سارے مستشرقین نے
دائرہ کے کام کو سراہا ہے۔

جواب طلب امور کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ ارسال کریں۔

تاریخ اسلام کا ایک ورق

شمالی افریقہ کے حالات پر روشنی

شمالی افریقہ جو آج کل اتحادیوں اور محوریوں کا میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ بہت قدیم اسلامی علاقہ اور اپنی زبان و مذہب اور تہذیب کی وحدت کے لحاظ سے ایک ناقابلِ تقسیم ملک ہے۔ خلافت راشدہ ہی کے دور میں حضرت عثمان رضؓ کے زمانے میں اس کا بڑا حصہ فتح ہو گیا تھا۔ پھر بنی امیہ کے دور میں پورا ملک اسلام کے زیر نگیں ہو گیا۔ اور دوسرے عربی مفتوحات کی طرح اس کی زبان عربی ہو گئی۔ جو اب تک قائم ہے۔ اور محض پہاڑی اور بعض دوسرے دور دراز علاقوں میں بربری رہ گئی ہے۔

البتہ سیاسی وحدت بہت کم دنوں قائم رہی۔ اور بنی عباس کے زوال کے زمانے سے یہاں چھوٹی چھوٹی اسلامی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ گو اس دور میں بعض حکمرانوں نے پورے شمالی افریقہ پر اقتدار قائم کر لیا۔ لیکن وہ عارضی تھا۔ عثمانی دور میں اس کا بڑا حصہ ترکوں کے زیر اقتدار پھر متحد ہو گیا۔ اور یہاں عثمانی حکومت کی جانب سے محمد علی پاشا والی مصر کی حکومت کے طرز پر نیم خود مختار ریاستی نظام قائم ہو گیا۔ اور عثمانی حکومت کے ماتحت تقریباً آزاد ریاستیں قائم ہو گئیں۔ چنانچہ طرابلس میں باب عالی نے اسی قسم کی حکومت قائم کر دی۔ اور ۱۷۱۱ء سے ۱۸۸۲ء تک یہاں کرمنلی خاندان حکمران رہا۔ تونس میں حبیب الباتی کی تقریباً آزاد حکومت قائم ہوئی جس کی اولاد اب تک یہاں کی حکمران ہے الجزائر میں الدائی نے اپنی حکومت قائم کی۔ لیکن ۱۸۳۰ء میں فرانسیسیوں کے قبضے کے بعد وہ جزائر چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ اس زمانے میں شمالی افریقہ تین علاقوں پر مشتمل ہے۔

(۱) بلاد مغرب یہاں فرانس کے ماتحت شریفی حکومت ہے۔ آجکل سلطان محمد بن یوسف یہاں کے حکمران ہیں۔ اس حکومت کا رقبہ فرانس کے برابر ہے۔ اس کے حدود یہ ہیں مغرب میں بحر اطلس شمال میں بحیرہ ابیض متوسط۔ جنوب میں صحرائے افریقہ اس میں بڑے بڑے پہاڑ اور متعدد دریا ہیں۔ اس کا سب سے بڑا اور ترقی یافتہ شہر فاس ہے۔ لیکن پایہ تخت رباط ہے۔ اس حکومت میں ۷۰۰۰۰۰ مسلمان اور تقریباً ۵۰۰۰۰ یورپین آباد ہیں۔ مغرب کے پہاڑی اور ساحلی علاقے کا بڑا حصہ اسپین کے زیر اثر ہے۔ اور یہاں سلطان مغرب کی جانب سے ان کا نائب حکومت کرتا ہے۔ آجکل مولائی حسن بن مہدی اس منصب پر ہیں۔ اس کا رقبہ مغرب کی حکومت کے پانچویں حصے کے برابر ہے۔

(۲) الجزائر یہ علاقہ انتظامی حیثیت سے فرانس کے صوبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں ساڑھے لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ اور متوطن یورپینوں کی تعداد ۸۵۰۰۰ ہے۔ یہ بڑا زرخیز زرعی علاقہ ہے۔ اس میں لوہے کی بڑی بڑی کانیں ہیں۔

(۳) تونس یہاں فرانس کی زیر نگرانی اسلامی حکومت قائم ہے۔ اور آجکل الباؔئی رسیدی محمد المنصف اس کے حکمران ہیں۔ یہاں بیس لاکھ مسلمان اور تقریباً ۱۵۶۰۰۰ یہودی آباد ہیں۔ یہاں فاسفیٹ کی بڑی نفع بخش کانیں ہیں۔ اور اعلیٰ قسم کے زیتون کی بڑی پیداوار ہے۔

(۴) الیبیا اس میں کچھ حصہ طرابلس کا اور کچھ برقہ کا شامل ہے۔ اور اسکا بڑا حصہ صحرائی ہے۔ لیکن ساحلی حصہ سبز و شاداب ہے جبل الاخضر میں عرب آباد تھے لیکن اٹلی کے حملے کے زمانہ سے وہ سب بے خانماں ہو گئے، سنوسیوں اور مشہور مجاہد عمر مختار کا میدان جہاد یہی تھا۔

دربار اموی میں ایک فاطمی لڑکا

ہمارے پاس مسٹر عبد العزیز متعلم جماعت دہم سنٹرل ماڈل سکول لاہور نے یہ واقعہ لکھ کر اشاعت کیلئے بھیجا ہے اسے ہم اس سپرٹ کے ماتحت شائع کرتے ہیں جس کے پیش نظر یہ لکھا گیا ہے۔ ہم خوش ہوں گے اگر نوجوان طلباء اسلامی تاریخ میں سے ایسے واقعات لکھ کر بھیجا کریں (ایڈیٹر)

حضرت عمر رح ابن عبدالعزیز کو جب خلافت ملی۔ تو لوگ دور دور سے مبارک باد دینے کے لئے دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ دربار اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ قائم تھا۔ امیر المومنین تخت خلافت پر متمکن تھے۔ امراء صف در صف اپنے اپنے مرتبوں کے مطابق مرصع کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مختلف قبیلوں کے معمر سردار یکے بعد دیگرے مبارکباد عرض کرنے کیلئے حاضر ہو رہے تھے۔ اتنے میں ایک نوعمر حجازی لڑکا اپنے قبیلے کی طرف سے مبارکباد عرض کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ خلیفہ نے کہا اے لڑکے کسی اپنے سے بڑے عمر والے سردار کو گفتگو کیلئے پیش کر۔

لڑکے نے جواب دیا۔ اے امیر المومنین جب خدا اپنے بندے کو یاد کرنے والا دل اور بولنے والی زبان عطا کرے تو وہ گفتگو کا مستحق ہے اور اے امیر المومنین اگر فضیلت عمر کے لحاظ سے ہوتی تو اس وقت امت میں جو آپ سے بڑی عمر والے ہیں۔ وہ تخت پر بیٹھے ہوتے۔

امیر المومنین لڑکے کی معقول گفتگو سے مرعوب ہو گئے۔ اور کہا اے لڑکے تو کیا چاہتا ہے لڑکے نے ادب سے جواب دیا۔

حضور والا ہم مبارکباد عرض کرنے آئے ہیں۔ خدا نے آپ جیسا عادل خلیفہ مقرر کر کے ہم پر احسان کیا ہے۔

امیر المومنین نے آنکھوں میں بھرے ہوئے آنسو پونچھتے ہوئے کہا اے لڑکے مجھے کچھ نصیحت کر۔ لڑکے نے جرأت کے ساتھ جواب دیا۔ بہت سے ایسے بادشاہ ہوئے جو خدا کے حکم پر مغرور ہو گئے اور نہ سمجھے کہ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی۔ خوشامدی مصاحبوں نے ان کو رعایا کے حالات سے غافل کر کے نفس پروری میں پھنسا دیا۔ بیشک ایسے لوگ جلتی ہوئی آگ کا ایندھن ہیں۔

(حمایت اسلام)

فیروز ہند پریس واقعہ ہال بازار امرتسر میں محمد علی شفق پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش واقعہ شریف گنج امرتسر سے شائع کیا۔ [illegible]

30-6

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۷۴

سادات قریش کا قومی جریدہ

القریش
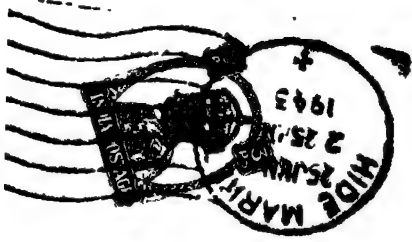
جو امرتسر سے اصلاحی و تبلیغی اور قوم کی تنظیمی ضروریات کیلئے تیس سال سے جاری ہے

ایڈیٹر:-

"محسن القوم" محمد علی رونق صدیقی
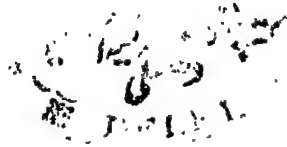
جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ — مطابق — جون سنہ ۱۹۴۳ء

قیمت سالانہ تین روپے - طلبہ سے ۲؍ - نمونہ کا پرچہ چار آنے

تذکرۂ برادری

قحط القرطاس کی وبا

کاغذ نہ ملنے کی وجہ سے ۱۴ تاریخ تک یہ ۱۲ صفحات بھی شائع ہونے کی کوئی امید نہ تھی۔ حکومت ہند نے تو موقت اشیوع جرائد و رسائل کی ضرورتوں کے پیش نظر کچھ نہ کچھ کاغذ مہیا کرنیکی صورت کر ہی دی تھی۔ لیکن کاغذ فروش اسقدر تنگ دل اور بے مروت واقع ہوئے ہیں۔ کہ وہ سٹاک میں کاغذ موجود ہونے کے باوجود دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور کچھ اس قسم کے حیلے بہانے اور حجتیں تراشتے ہیں۔ کہ ناچار خاموش ہونا پڑتا ہے۔ بیس پونڈ کا پرمٹ ہے تو ۱۹ پونڈ کیوںکر دیدیں، ۲۰ × ۳۰ سائز کی بجائے ۱۸ × ۲۲ دینے پر آمادگی کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اور اس پر بھی یہ کہہکر ٹال دیتے ہیں۔ کہ ابھی کاغذ آنے والا ہے۔ فلاں تاریخ تک انتظار کریں۔ امرتسر سے لاہور جاکر بھی اس قسم کی کئی تاریخیں بھگتنی پڑیں۔ جسقدر رقم کاغذ کیلئے درکار تھی۔ اس سے کہیں زیادہ آمد و رفت میں ضائع ہوئی۔ سفر کی تکلیف اور ضیاع وقت علاوہ ازیں۔ بمشکل تمام ۱۴ تاریخ کو کاغذ ملا اور ہم اس قابل ہو سکے کہ جون کا رسالہ جلد تیار کر کے ناظرین کرام تک پہنچا سکیں۔ چار پانچ روز کی تاخیر اسی رد و کد میں ہو گئی۔ قارئین کرام اس کیلئے ہمیں معذور خیال فرمائیں۔

سپاس و تشکر

گذشتہ چھ ماہ سے القریش کشمکش حیات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اپنے دستور اساسی کے مطابق کام کرنے سے قاصر رہا ہے۔ عدم حصول کاغذ کی وجہ سے حجم میں اسقدر کمی واقع ہو گئی ہے۔ کہ وہ خصوصیتیں باقی نہیں رہیں۔ اکثر احباب پیہم مطالبہ و اصرار کے باوجود زر اعانہ کی ترسیل غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ اور چند بہی خواہان قوم اس حالت میں بھی اپنے قومی آرگن کا احیا و بقا ازبس ضروری خیال کرتے ہوئے فراخ دلی کے ساتھ امدادی رقوم ارسال فرما رہے ہیں۔ محترم معاون خصوصی گذشتہ دو ماہ سے ۲۵ روپے ماہانہ کی رقم ارسال فرما رہے ہیں۔ ان کے ماسوا مولانا نجم الدین صاحب علوی نے دس روپے اور مولانا فضل الہی صاحب نے پانچ روپے کی رقم کاغذ فنڈ میں ارسال فرما کر امتنان و تشکر کا موقعہ دیا ہے۔ معاونین کرام جن سے نام بنام مخاطب کرتے ہوئے ترسیل چندہ کی اپیل کی گئی تھی۔ ان میں سے صرف بیرسٹر محمد صاحب شوکت (پوپلہ) صدیقی نے زر چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر حمیت قومی کا ثبوت دیا ہے جس کے ہم دل سے مشکور ہیں۔ دیگر حضرات بھی توجہ فرما کر عند القوم مشکور ہوں، وباللہ التوفیق۔

شادی میں غمی

محترم حکیم عطاء اللہ صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر، رئیس منٹھہ (کیمبلپور) کی دعوت پر ۲۸ مئی کو آپ کے عزیزوں کی تقاریب شادی میں مجھے بھی شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ مہمانوں کے قیام و آرام کیلئے آپ کی وسیع کوٹھی جو پر فضا میدان، صاف و شفاف پانی کی قدرتی ندی کے عین ساحل پر واقع ہے وقف تھی۔ بیرونجات سے تشریف لانے والے حضرات کے علاوہ اہالیان آبادی کو دعوت عام دی گئی۔ اور پرتکلف کھانوں سے حق میزبانی ادا کیا گیا۔ فریضہ نکاح عین شرعی طریق پر سرانجام ہوا لیکن عین اس وقت جبکہ مسرت و شادمانی کے ساتھ دعائے خیر ہو رہی تھی۔ دلہنوں کی والدہ اور دولہوں کی (صفحہ ۱۲ پر دیکھو)

القریش امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جون ۱۹۴۳ء

جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ

جلد ۳۰ — نمبر ۶

ذوقِ عمل

(جناب ریاست علی خاں صاحب آزاد لائپوری)

بے عمل ہے زندگی تو خاک ہے تیرا وجود — اک نمودِ سیمیا ہے تیری ہستی کی نمود

تو جہانِ بے بقا میں کیوں ہے وقفِ اضطراب — تیرے آگے ہے کھلونا یہ طلسمِ ہست و بود

باعمل خود بن کے دے عالم کو پیغامِ حیات — بارگاہِ کبریا میں ہو جا مصروفِ سجود

آج خودداری سے کیوں بیزار ہے اے فاقہ مست — تیرے قول و فعل پر یکسر مسلّط ہے جمود

کس لئے اترا رہا ہے او اسیرِ بندگی! — ننگِ دیں ننگِ وطن ثابت ہوا تیرا وجود

سرنگوں ہے تیرے آگے آسمانِ پیر بھی — ناخنِ شمشیر سے کر اپنی مشکل کی کشود

تیرے دم سے خلق پر روشن ہوں اسرارِ جہاں — عالمِ اسباب میں کر شمعِ عرفاں کی نمود

ظلم کی تخریب پر تعمیر کر قصرِ حیات — تجھ پہ نازل ہر گھڑی ہے رحمتِ ربِّ ودود

کشتیٔ ذوقِ عمل کو کھیتا چل منجدھار سے
ساحلِ مقصود ہاتھ آئیگا بس تلوار سے

معارف القرآن

سورۂ کریمہ ماعون

دولت کے کرشمے بھی عجیب و غریب ہیں۔ ایک مجسمۂ شیطنت اور ملعونیت ایک پیکر فسق و فجور انسان، زرّیں لباس زیب تن کئے ہوئے تمہاری مجلس میں آجاتا ہے۔ اس کا ایک ایک فعل، ایک ایک حرکت، اخلاق انسانی کو توڑنے والی اور نظام عالم کو درہم برہم کرنے والی ہوتی ہے۔ مگر سونے کا چمکدار ملمع، سب کی آنکھیں کو خیرہ کر دیتا ہے۔ اور تمام حاضرین سربسجود ہو کر "اَنْتَ اِلٰھُنَا" پکارنے لگتے ہیں۔ اس کی تمام برائیاں نیکیاں ہو جاتی ہیں۔ اس کے تمام نقائص محاسن و فضائل میں بدل جاتے ہیں۔ اور وہی فساد و شیطنت کا پتلا معبود و مطلوب بوالہوس بن جاتا ہے۔ دولت کے یہ کرشمے ہیں۔ تم ان کو روزمرہ مشاہدہ کرتے ہو۔ مگر تم ان سے نصیحت و عبرت نہیں حاصل کرتے۔ یمرون علیہا وھم عنہا معرضون۔

دولت اپنے ساتھ خوبیاں بھی لے کر آتی ہے۔ اور برائیاں بھی۔ قرآن کریم مال جمع کرنے سے تم کو نہیں روکتا۔ مختلف مقامات پر اس کو "خیر" سے تعبیر کیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کے اندر عیب نہیں۔ قرآن اپنے انداز مخصوص کے لحاظ سے ہر ایک بحث کی تنقیح کرتا ہے۔ اس کے محاسن و فضائل ظاہر کرتا ہے۔ اس کے عیوب و مفاسد کو کھولتا ہے۔ اور پھر بتلا دیتا ہے۔ کہ صراط مستقیم کیا ہے؟

بخل ایک نہایت ہی مذموم اور قبیح شے ہے۔ جس وقت کسی قوم سے مالی و جانی قربانی کا مادہ جاتا رہتا ہے۔ وہ قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ اور زندہ قوموں میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتی۔

— سورۂ صف میں فرمایا۔ ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تومنون باللّٰہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ آؤ تمہیں وہ تجارت نافع بتائیں۔ جس کا یقینی اور قطعی نتیجہ یہ ہو۔ کہ عذاب الیم سے نجات مل جائے۔ وہ تجارت وحید صرف یہ ہے۔ کہ اللہ و رسول پر سچ سچ ایمان لے آؤ۔ اور مال و جان کو حق کی راہ میں قربان کرو حقیقت یہ ہے کہ اگر تمہیں ذرا بھی علم ہوگا۔ تو تم دیکھ لو گے۔ کہ اس میں تمہارے لئے بڑی ہی خیر و برکت ہے۔

پھر اس قربانی کو زیادہ واضح، نتیجہ خیز اور موثر بتلانے کی غرض سے سورۂ توبہ میں فرمایا:۔ قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین۔ مسلمانو! اگر تمہارے باپ۔ بیٹے بھائی۔ عورتیں۔ برادری۔ وہ مال جو تم نے کمایا ہے۔ وہ سوداگری و تجارت جس کی کساد بازاری کا تمہیں ڈر ہے۔ وہ مکانات جو تمہیں بہت ہی مرغوب ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی تم کو زیادہ عزیز ہے۔ اللہ سے اس کے رسول سے اور پھر اسکی راہ میں قربانی کرنے سے تو یقین کرو کہ تمہارے لئے اللہ کی رحمت و محبت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ بس اب تم اللہ کے آخری فیصلہ کا انتظار کرو۔ اور اس بات کا یقین کر لو۔ کہ خدائے حکیم و علیم بد اخلاقیوں کی کبھی رہنمائی نہیں کرتا۔

غور کرو۔ یہ اس جانی و مالی قربانی سے بھاگنے کا نتیجہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ اب ایسی قوم کی ہدایت کا دروازہ مقفل ہو جاتا ہے۔ وہ مغضوب و ملعون ہو جاتی ہے۔ اور خدا کی لعنت کا آہنی طوق اس کی گردن میں پڑ جاتا ہے۔ پھر دنیا میں کون ہے۔ جو اللہ کے ذلیل کئے ہوئے کو عزت دے؟

بخل اگرچہ تم ابتدا میں صرف مال کیلئے کروگے۔ مگر اس کا فساد عظیم جان کے عزیز ہونے تک پہونچ جائیگا۔ اور خدا کے راستہ میں دکھ اٹھانا بھی تمہارے لئے مشکل ترین امر ہو جائیگا۔

قرآن حکیم نے اسی بخل کو لیا۔ اور ایک مستقل سورۃ میں اس کے نتائج کو واضح کیا۔ ارئیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین۔

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا۔ جس کو اتنا بھی یقین نہیں کہ اس کو کسی نہ کسی دن اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہونا پڑے گا اور اگرچہ زبان سے وہ قیامت کا اقرار کرتا ہے۔ مگر اس کے اعمال اس کے اس اقرار کی تکذیب کر رہے ہیں! جو شخص یتیموں کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے۔ بلکہ جب وہ اپنی حاجات اس دولتمند شخص کے پاس لے کر آویں تو ان کو دھکا دے کر نکال دے۔ تو کیا اس عمل قبیح سے یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ اس کو قیامت پر ذرا بھی یقین نہیں؟ اس کے ساتھ تو اس کے اعمال جائینگے نہ کہ مال و دولت مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کو وہم و گمان بھی نہیں۔ کہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا آپ جواب دینا ہے۔ خیر اس کو بھی جانے دو۔ اگر یہ نہ سہی تو کم سے کم اتنا تو ہوتا۔ کہ وہ دوسروں ہی کو نیکی کی ترغیب دیتا۔ مگر اس بدبخت کی حالت عجیب ہے۔ کہ اوروں کو بھی مساکین اور فقرا کی خدمت کرنے پر ترغیب نہیں دیتا۔ اس کے یہ تمام اعمال و افعال صاف صاف اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اس کو قیامت سے قطعی انکار ہے۔ ورنہ کیا اتنی معمولی نیکی سے بھی گریز کرتا ہے؟

یہ وہ جماعت ہے جس کے پاس مال ہے دولت ہے۔

اور وہ اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتی۔ بلکہ اس کو خزانوں اور کوٹھوں میں مقفل کر کے بند رکھتی ہے۔ ان کی بعینہٖ وہی حالت ہے جو یہودیوں کی تھی۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ جو لوگ سونا اور چاندی مال اور دولت جمع کر کے خزانوں میں جمع کرتے ہیں۔ اور غربت و افلاس کے خوف سے اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے۔ تو ان کو عذاب الیم کی خوشخبری سنا دو۔ اس مال کو جہنم کی آتش میں گرم کر کے ان کے ماتھے۔ ان کے پہلوں اور ان کی پشتوں پر داغ دیا جائیگا۔ اس وقت ان سے کہا جائیگا۔ کہ یہی وہ مال و متاع زندگی ہے جو بیحد مرغوب و محبوب ہونے کے باعث تم جمع رکھتے تھے۔ دیکھو یہ اس گاڑنے اور جمع کرنے کا نتیجہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرتبہ جہاد کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی۔ آپ نے مسجد میں جا کر خطبہ دیا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔ کچھ لاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر سے کچھ لے کر دربار نبوت میں حاضر ہوئے۔ یہ اس وقت امیر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے گھر میں کیا چھوڑا اور ہمارے لئے کیا لائے؟

حضرت عمر نے عرض کیا۔ تمام مال جمع کیا۔ نصف حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور نصف اپنے اہل و عیال کے لئے رکھ آیا ہوں۔

اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں۔ یہ اس زمانہ میں غریب تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت ابوبکرؓ سے دریافت فرمایا۔ ہمارے لئے کیا لائے۔ اور گھر میں کیا چھوڑا؟ عرض کیا جو کچھ گھر میں موجود تھا سب کچھ جمع کر کے لے آیا ہوں۔ اور گھر میں اللہ اور اس کا رسولؐ ہے۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ ان قربانیوں نے کیا نتائج پیدا کئے اور جس وقت مسلمانوں میں یہ جذبہ فدویت پیدا ہو جائے گا اس کے نتائج دوبارہ دیکھ لیں گے۔

ان تین آیتوں میں ان ارباب مال و دولت کی تصویر کھینچ دی۔ جو انفاق فی سبیل اللہ سے گریز کریں۔ اس کے ساتھ اب ان لوگوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر در اصل اس کے مقصد حقیقی کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن ویمنعون الماعون

جو لوگ نماز پڑھتے ہیں چاہیئے تھا۔ کہ نماز ان کے اندر تمام وہ خصائص پیدا کر دیتی جو نماز کے اصل مقاصد ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جانی قربانی تو کجا مالی قربانی سے بھی گریز کرتے ہیں۔ معمولی روزمرہ کے استعمال کی چیزیں تک لوگوں کو دینے سے انہیں انکار ہے۔ ایک عالم سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ اپنی کتابیں دوسرے کو پڑھنے کیلئے عاریۃً دیدے۔ ایک طالب علم یہ نہیں کر سکتا۔ کہ اپنے قلم و دوات سے دوسروں کو نفع پہنچا دے۔ ایک عورت میں اتنی فدویت بھی نہیں پیدا ہو سکتی۔ کہ اپنے برتن دوسری پڑوسن کو استعمال کے لئے دیدے۔ جب نماز پڑھتے ہیں اور نہایت خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ہیں۔ تو بڑی لمبی نمازیں ہوتی ہیں۔ پیشانی پر سجدہ کا نشان پڑ جاتا ہے۔ مگر قربانی کا اتنا مادہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ پس افسوس ایسے نمازیوں کے لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔

اس چھوٹی سی سورۃ میں قدوس حق نواز نے بخل کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ اس سے قومیں تباہ ملتیں برباد اور مذاہب ناپید ہو جاتے ہیں۔ اب یہ بخل خواہ ارباب دولت میں پیدا ہو جس کو تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔ خواہ عابدان گوشہ نشین میں پیدا ہو جو کنج عزلت میں بیٹھ کر اعمال زہد و عبادت کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ گریہ سوز۔ سجدے کرتے ہیں مگر لاحاصل دعائیں مانگتے ہیں۔ مگر قبول نہیں ہوتیں۔

حقیقت یہی ہے کہ ابتداء میں قوموں کے اندر مالی قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جب اس میں کامل و مکمل ہو جاتی ہیں۔ تو پھر جانی قربانی کا حکم ہوتا ہے۔ اسی جگہ دیکھو۔ سورۂ ماعون میں بخل کی مذمت بتلائی کہ بخل سے بچیں۔ اور اللہ کے راستہ میں مال خرچ کریں۔ ایک مدت تک جب اس پر عمل ہوتا رہا تو قوم مالی قربانی کے لئے ایک حد تک تیار ہو گئی تو پھر سورۂ کوثر نازل ہوئی۔ جس میں جانی قربانی پر زیادہ زور دیا گیا۔ اور اس کا ایک ہی نتیجہ بھی بتا دیا۔ ان شانئک ھو الابتر۔

(خواجہ عبدالحی سابق پروفیسر)

چند سود مند

فائدہ کیا؟ اگر لکھنا پڑھنا ہی نہیں سیکھا تو

ایک دن محنت سے بیوپاری بھی ہو جاؤ گے

ایک بیوپاری دنیا سے اگر تجارت نہیں

بیوپاری نہ ہو گی اور مصیبت لائے گی

محروم

ایک دینی ادارہ کانگرسیت کی نذر

دارالعلوم دیوبند کی حالت زار

دارالعلوم دیوبند کی حالت زار پر دارالعلوم کے سابق صدر مہتمم مولانا شبیر احمد عثمانی کا ایک طویل بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند جسے گذشتہ قرن کے بعض علماء نے دینی تعلیم کو فروغ دینے کیلئے جاری کیا تھا۔ اب ایک ایسی درسگاہ میں تبدیل ہو چکا ہے جس کا مقصد دین کے نام پر ملک کی ایک غالب غیر مسلم عنصر رکھنے والی سیاسی جماعت یعنی کانگرس کے عزائم کی نشر و تبلیغ کیلئے مبلغین پیدا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانی کے بیان میں اس کشمکش کا حال ذرا توضیح کے ساتھ بتایا گیا ہے جو اس دارالعلوم کے کانگرسیت زدہ ارباب کار و اقتدار اور محض ایک دینی تعلیمات کا ادارہ بنانے والے اشخاص کے درمیان ایک مدت سے چلی آرہی تھی۔ اور جس کا افسوسناک انجام اس صورت میں رونما ہوا۔ کہ صدر مہتمم مولانا شبیر احمد عثمانی اس دارالعلوم سے کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ بلکہ دیوبند سے ہجرت کر گئے ہیں۔ بارہ پندرہ سال سے لیکر تیس تیس سال تک دارالعلوم کی علمی خدمات بجالانے والے متعدد قابل اور تجربہ کار اساتذہ اس مدرسہ سے مستعفی ہو کر جامعہ دینیہ ڈابھیل ضلع سورت میں چلے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ طلبہ کی ایک کافی تعداد بھی اس مدرسہ سے ہجرت کر گئی ہے اور جو طالب علم کانگرسی سیاست کے عقیدہ کی ہم نوائی نہیں کر سکتے انہیں مختلف حیلوں سے مجبور کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ بھی اس دارالعلوم سے نکل جائیں۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی تعلیمی حالت نئے اساتذہ کے ہاتھ میں اتنی ناقص ہو گئی ہے۔ کہ محض طلب علم کا شوق رکھنے والے طلبہ بھی بددل ہو کر دوسرے مدرسوں کی راہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔

متذکرہ صدر حالات کی تصدیق ایسے غیر جانبدار لوگوں کے بیانات سے بھی ہوتی ہے۔ جو صحیح حالات کی جستجو میں دیوبند گئے۔ اور اس افسوسناک کیفیت کو بچشم خود دیکھ آئے ہیں جو کانگرسی ذہنیت رکھنے والے طلبہ اور اساتذہ کی ہنگامہ آرائیوں نے وہاں پیدا کر رکھی ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کے بیان کا لب لباب یہ ہے :-

دارالعلوم کی متفقہ، مسلمہ اور اعلان کردہ عام پالیسی یہ رہی ہے۔ کہ اس کی تمام تر توجہات علوم دینیہ اور اس کے مبادی کے نقطہ پر مرتکز رہیں۔ اور سیاسیات عصریہ کی الجھنوں میں پڑنے سے اسے تابحد امکان بچایا جائے۔ اسی پالیسی کی حفاظت کا فرض اعظم (صدر مہتمم) کے سپرد کیا گیا تھا۔ دوسری طرف مدرسہ کی سب سے بڑی اخلاقی طاقت یعنی صدر مدرس کو جس پر سولہ سترہ سال سے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی فائز ہیں۔ مذکورہ بالا مسلک کی پابندی سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ گویا مجلس شوریٰ نے دو قوتوں کو آزاد چھوڑ دیا۔ کہ وہ خالص دینی تعلیم اور ادھوری قسم کی وطنی سیاست کی آویزش کے سلسلہ میں باہم زور آزمائی کرتی رہیں۔

مولانا عثمانی اس آویزش کے ارتقاء کا اجمالی حال بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

سال گزشتہ جون ۱۹۴۲ء میں جب کہ حضرت مولانا مدنی اپنی بعض سیاسی تقریروں کی بنا پر گرفتار کرلئے گئے۔ اور زمانہ جنگ کا تھا جن حالات و واقعات سے ہم کو دوچار ہونا پڑا۔ انہوں نے ایک غیر معمولی خطرناک صورت اختیار کر لی۔ اور دارالعلوم میں ایک عجیب قسم کی لاقانونی فضا پیدا کر دی گئی۔ ازاں بعد اوائل اگست ۱۹۴۲ء میں کانگرسی نیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ اور ملک میں تخریبی تحریکات کا زور بڑھ گیا۔ اس سے طلباء میں جوش کی پھر ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ انگریزی اسکول کے ہندو لڑکوں کو ساتھ لے کر پھر میدان میں نکل آئے۔ ہڑتالیں کرائیں۔ جلوس نکالے۔ جلسے کئے۔ نعرے لگائے۔ تقریریں کیں۔ اور یہ سب کچھ ایسے انداز میں ہوا۔ کہ حکومت کی دست اندازی یا اس سے تصادم کے آثار صاف طور پر نمایاں تھے

حالات کے مزید ارتقا کا ذکر کرتے ہوئے مولانا عثمانی لکھتے ہیں کہ مدرسہ کا ضبط قائم رکھنے کیلئے چند طلبہ کو خارج کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اہتمام کے خلاف ایک عام محاذ قائم کر لیا گیا اور۔

مجلس شوریٰ میں جو ارکان بکثرت شریک ہوتے ہیں۔ ان کی اکثریت اپنے سیاسی اور جماعتی رجحانات کے پیش نظر ان طلبا کی حامی بن گئی۔ اور اجلاس شوریٰ کے موقعہ پر انہوں نے مجھ پر انتہائی زور ڈالا۔ کہ تمام خارج شدہ طلبا کو بلا استثنا بلا تاخیر داخل کرلیا جائے۔

مجلس شوریٰ کے اس اصرار پر مولانا عثمانی نے بعض طلبہ کو داخل بھی کر لیا۔ لیکن دو ماہ بعد مجلس شوریٰ کے ارکان نے ایک اور ہنگامی اجلاس بلاکر صدر مہتمم کے اختیارات و فرائض کو سلب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور خارج شدہ طلبہ کے داخلہ کا اعلان اس طریق سے کیا گیا۔ جس کا مقصد صدر مہتمم کو نیچا دکھانے اور ہنگامہ پسند عنصر کی حوصلہ افزائی کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ مولانا عثمانی لکھتے ہیں:-

اس کے بعد بجز عملاً یکسوئی اختیار کر لینے کے میرے لئے چارۂ کار ہی کیا تھا۔ لیکن صدارت اہتمام کا کانٹا چونکہ برائے نام باقی تھا۔ اس لئے شورش پسندوں نے اخلاق سے گری ہوئی حرکات شروع کیں۔ کہ میں خانہ نشین ہوکر بھی اپنے وطن میں نہ ٹھہر سکوں۔ میرے اور ان طلبہ یا مدرسین کے متعلق جو مجھ سے کسی درجہ میں تعلق خاطر رکھتے تھے۔ ایسے کارٹون۔ اشتہارات نعرے لگائے گئے۔ جو ان اساتذہ کیلئے ناقابل برداشت تھے یہ چیزیں اہتمام کے علم میں آتی رہیں۔ مگر اس پر کسی طرح کی فہمائش و تنبیہ نہیں کی گئی۔ آخر وہ قابل ترین اساتذہ بھی مجموعی صورت حال سے متاثر ہو کر استعفا دینے پر مجبور ہوگئے اور ان طلبہ نے بھی دارالعلوم سے رخت سفر باندھ لیا۔ جو ایسے دلخراش مناظر کا تحمل نہیں سکتے تھے۔

حالات کی رفتار اپنی صداقت پر آپ گواہی دے رہی ہے۔ اور ظاہر کر رہی ہے کہ خرابی کی جڑ مجلس شوریٰ کے بعض ارکان کی کانگرسیت نوازی میں ہے۔ جو محض اپنے سیاسی عزائم کے پیش نظر ایک دینی دارالعلوم کو "مہاتما گاندھی کا آشرم بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کیفیت دارالعلوم دیوبند کی اخلاقی موت بلکہ ہر گونہ تباہی پر منتج ہوگی۔ اگر اس دارالعلوم کو بچانا مقصود ہے۔ تو مسلم اکابر کا فرض ہے کہ کانگرس نواز عنصر سے دینی دارالعلوم پاک کردیں۔ اور ایسا انتظام کریں جو دارالعلوم کے مقاصد عظمیٰ بوجہ احسن انجام دینے کی اہلیت رکھتا ہو۔

"القریش" کی امداد کرنا آپ کا قومی و اخلاقی فرض ہے۔

حیدر آباد فرخندہ بنیاد

ترقی و خوشحالی کا دور

سلطان ابن سلطان، خاقان زمان، والا دودمان سلطان العلوم، ہز اگزالٹیڈ ہائی نس اعلحضرت حضور میر عثمان علی خاں ادام اللہ سلطنتہ وحشمتہ کے فیض بے پایاں سے قلمرو دکن خوشحالی و فارغ البالی اور عروج و ارتقا کی منازل بطریق احسن طے کر رہی ہے۔ رعایا برایا حوادث روزگار سے محفوظ و مامون امن وچین کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور اس کی ضروریات زندگی بہمہ وجوہ پوری ہو رہی ہیں۔ اب نئی اصلاحات کا مبارک دور شروع ہے۔ تعلیمی، زرعی، صنعتی اور اقتصادی وسائل و ذرائع وسیع تر ہو رہے ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے میدان ترقی میں اس خوش اسلوبی کے ساتھ قدم بڑھایا جا رہا ہے۔ جس پر بجا طور پر سر فخر د مباہات بلند کیا جا سکتا ہے۔ عدل و انصاف کے حصول اور انسداد رشوت ستانی کے لئے ایک کمیٹی معرض وجود میں لائی گئی ہے۔ جو اعلیٰ عدالتی عہدہ داروں، وکلا اور پبلک کے نمائندگان پر مشتمل ہے یہ کمیٹی ایسی موثر تدابیر عمل میں لائیگی جس سے طالبان حق و انصاف کی حق رسی کے بہترین مواقع حاصل ہوسکیں گے اس کمیٹی کی ایک رپورٹ شائع ہوگئی ہے۔ جو ۱۰ صفحات پر مشتمل ہے حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔ رپورٹ کے پہلے حصہ میں سررشتہ عدالت کے موجودہ انتظامات کا ذکر ہے۔ اور بددیانتی کو روکنے کیلئے حکومت نے تحریری طور پر جو تدابیر اختیار کی ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً جو گشتیات جاری کی ہیں ان کو بصراحت بیان کیا گیا ہے۔

شعبہ تعلیم میں دولت آصفیہ نے جو قابل صد ستائش ترقی کی ہے۔ وہ کسی تفصیل و تشریح کی محتاج نہیں۔ تاہم حکومت کی مساعی جاری و ساری ہیں۔ اور وہ بیش از پیش وسعت نظری کے ساتھ زرعی و فنی تعلیم کی جانب اپنی توجہ معطوف کرنے والی ہے۔ چنانچہ آنریبل مولوی غلام محمد صاحب صدر المہام بہادر فینانس نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا۔ کہ ضرورت ہے کہ جنگ کے بعد کے تعمیری کاموں میں جو حکومت کے پیش نظر ہیں۔ تعلیم کی تنظیم جدید کو خاص اہمیت دی جائے مدرسوں کی تنخواہوں میں معتدبہ اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ استادوں کا پیشہ ہماری جماعتی زندگی کی تعمیر کے سلسلہ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم استادوں کے لئے صحت بخش اور باعزت زندگی مہیا نہ کرسکیں۔ تو گویا ہم ابھی آنے والی نسلوں کیلئے برتر ماحول پیدا نہیں کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ اس سلسلہ میں جو بھی تجاویز پیش کی جائینگی۔ حکومت ان پر ہمدردانہ غور کرے گی۔ ان حالات سے عیاں ہے۔ کہ مستقبل میں حیدر آباد دولت آصفیہ میں تعلیمی معیار کس قدر بلند ہوگا۔ اور رعایا کو ارتقائی منازل طے کرنے میں کسقدر سہولتیں میسر آئینگی

غربا اور مزدور پیشہ رعایا کے مفاد کیلئے سرکار عالی وقار نے جو مخصوص ذرائع اختیار فرما رکھے ہیں۔ وہ بھی عدیم النظیر ہیں۔ صنعتی ادارے وسیع پیمانہ پر قائم ہیں۔ اگرچہ ان کی حوصلہ افزائی بکمال فیاضی کی جاری ہے تاہم کوشش ہے کہ الطافات شاہانہ سے مزید نوازا جائے۔ اس ضمن میں خسرو جہاں پناہ نے اپنی ایک تقریر دلپذیر میں صنعت و تجارت کو ملک کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیا۔ اور اس امر

زور دیا۔ کہ دولت کمانے کے لالچ میں روپیہ کو غلط اور غیر مناسب جگہ نہ لگایا جائے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ ناکامی و مایوسی ہوگا۔ اور اس کا اثر ملک کی مالیات پر بھی پڑےگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ملک کو خوشحال بنانا سب کا فرض ہے۔ لیکن مزدوروں کا تعاون اور ان کی حمایت بے حد ضروری ہے۔ ہمیں ان کی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے خاص کوشش کرنی چاہیئے۔ کس قدر ہمدردانہ اور مربیانہ الفاظ ہیں۔ جو ایک حکمران کی زبان سے اپنی غریب رعایا کی فلاح و بہتری کیلئے سنے جا رہے ہیں۔ جہاں راعی کے استقدر پاکیزہ خیالات ہیں۔ وہاں رعایا کی خوشحالی و فارغ البالی میں کوئی کلام ہو سکتا ہے؟

حضور نے تقریر جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ جنگ میں اتحادیوں کی فتح اب صاف نظر آ رہی ہے۔ آپ نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اور "یارِ وفادار" کی حیثیت سے جنگی سرگرمیوں میں ہر ممکن امداد دی ہے۔

کاشتکاروں کی سہولتیں بہم پہنچانے کیلئے قلمروِ آصفیہ میں خاص مراعات و تلطفات کا سلسلہ قائم ہے۔ جہاں سماوی و فلکی حوادث کی وجہ سے کاشتکاروں کو کسی تکلیف کا سامنا ہو جاتا ہے۔ حکومت فوراً اپنا فرض ادا کرنے کے لئے دستِ امداد بڑھا دیتی ہے۔ ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ بارش کی کمی کی وجہ سے اضلاع گلبرگہ اور رائچور کے آٹھ تعلقوں کے کاشتکاروں کے محاصل پیداوار استقدر نہ تھے۔ وہ مالگذاری ادا کر سکیں۔ حکومت نے اس تکلیف کا احساس کرتے ہوئے ۲۲ لاکھ مالگذاری کے التوا کے علاوہ صرف مندرجہ تعلقات میں پانچ لاکھ چالیس ہزار تین سو تینتالیس روپے دو آنے آٹھ پائی کی کثیر رقم معرضِ التوا میں ڈال دی۔ اس التوا سے کاشتکاروں کو استقدر آسائش و سہولت ہوئی۔ کہ وہ آرام و اطمینان کے ساتھ اپنا کاروبار جاری رکھنے کے قابل ہو گئے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ۱۶ لاکھ روپے مزید صرف کئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے (۷) ہزار غریب برسرِ روزگار ہو گئے ہیں۔ امدادی کیمپوں کی سستی دکانوں میں جوار کے ۵۰ ہزار تھیلے بھیجے گئے ہیں۔ چارے کی کمی کو پورا کرنے کیلئے ۵۰ ہزار روپے منظور کئے گئے۔ مزدوروں کی جھونپڑیوں کیلئے دس ہزار ان کی طبی امداد کیلئے دس ہزار۔ ان کے بچوں میں دودھ کی مفت تقسیم کے لئے، تین ہزار اور معذوروں کی امداد کیلئے ۵ ہزار روپوں کی منظوری دی گئی۔ تقاوی کی تقسیم کے لئے ایک لاکھ ۷۵ ہزار اور باؤلیوں کی درستی کیلئے ۵۴ ہزار روپے منظور کئے گئے ہیں۔ ۲ لاکھ ۴۲ ہزار کے صرفہ سے کھیتوں کی حدبندی کا کام شروع کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک طرف بہت سے غریبوں کو روزگار مل گیا ہے۔ تو دوسری طرف کھیتوں کی زرخیزی بھی محفوظ ہوتی جا رہی ہے۔ باؤلیوں کے زیرِ کاشت رقبہ میں دو ایکڑ کی حد تک چارے کی مفت کاشت کے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ سررشتۂ جنگلات کو بھی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ متاثرہ علاقوں میں مفت چرائی کی اجازت دے دی جائے۔ کسی دوسرے ضلع میں قحط نہیں ہے۔ مگر فصلوں کی خرابی کی وجہ سے ضلع محبوب نگر میں تعلقہ جات کلواکرتی اور محبوب نگر اور ضلع نلگنڈہ میں تعلقہ جات دیورکنڈہ اور حضورنگر کے مزدور طبقہ میں پریشانی کے آثار پائے جا رہے ہیں۔ اس پریشانی کو روکنے کی پہلے ہی سے تدبیریں اختیار کر لی گئیں ہیں۔ اضلاع محبوب نگر اور نلگنڈہ میں تقاوی کی تقسیم کے لئے ۴ ہزار روپے منظور کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ نلگنڈہ میں کل براری کیلئے ۲۵ ہزار کی منظوری دی گئی ہے۔ تجویز کی گئی ہے کہ ڈنڈی پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد محبوب نگر اور نلگنڈہ کے مزدوروں کو کھیتوں

کی حد تک حدبندی اور نہروں کے کام پر لگا دیا جائے۔ اس کام کیلئے ۳ لاکھ ۱۲ ہزار روپے منظور کئے گئے ہیں۔

کاشتکاروں کے مفاد کیلئے سررشتہ مارکٹنگ بھی دس سال سے حیدرآباد میں قائم ہے جس کی سرگرمیاں ہر سال بڑھتی جارہی ہیں۔ اور کاشتکار کی بہتری کی ضمانت بن گئی ہیں۔

فراہمی اغذیہ کیلئے ایک خاص محکمہ قائم ہے۔ جو جہاں سامان خورد و نوش کی کمی محسوس کرتا ہے۔ رسد رسانی کے فرائض انجام دیتا ہے۔ اور اپنی ذمہ داری کو بطریق احسن نباہنے میں معروف رہتا ہے۔

بہبودی اطفال و زچگی کی خدمات پر انجمن صلیب احمر حیدرآباد مامور ہے۔ انجمن کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انجمن نے زچگی کے سلسلہ میں گھر گھر پھر کر مفت خدمات انجام دی ہیں۔ غیر تربیت یافتہ دایائیں جو غیر طبی اصولوں پر زچگی کا کام کرتی ہیں۔ اور اس وجہ سے زچہ و بچہ دونوں کی زندگی خطرہ میں رہتی ہے اور کئی موتیں واقعہ ہوجاتی ہیں۔ ان کی تربیت و اصلاح کے لئے انجمن نے اپنے آٹھ مراکز میں دس تربیت یافتہ دایائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ انجمن کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ ۸۰ فیصدی نادار بچوں کی پیدائش تربیت یافتہ دایاؤں کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اور انجمن کے باہر ۱۷ فیصدی بچوں کی پیدائش تربیت یافتہ داؤں نے انجام دیا۔ انجمن نے پانچ مدرسے انجمن کی تربیت یافتہ استانیوں کی زیر نگرانی بچوں کی تربیت و پرورش کیلئے جاری کر رکھے ہیں گویا حیدرآباد کی خوش بخت رعایا کی آرام و آسائش و سہولت کیلئے حکومت کی طرف زندگی کے ہر شعبہ کا بہترین انتظام ہے۔ اور ضرورت وقت کے مطابق انتظامات کا ایک وسیع باب کھول دیا جاتا ہے۔ جہاں حکومت کو رعایا کی بہتری و برتری و فلاح و بہبودی کا اسقدر فکر ہو وہاں رعیت کی وفاداری میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ قلمرو دکن و برار کی رعایا اپنے خیراندیش حکمران اور عمال حکومت کے اس حسن سلوک کی مداح ہے۔ اور راعی و رعایا کے تعلقات نہائت خوشگوار ہیں۔ زندہ باد حضور نظام پائندہ باد دولت آصفیہ۔

کانگرسی مسلمانوں کی حمائت گناہ کبیرہ ہے

مولانا محمد شعیب صاحب کا فتویٰ

مردان ۔ ۱۳ر جون ۔ مولانا شعیب صاحب وائس پریذیڈنٹ جمعیت العلمائے سرحد نے ایک اعلان میں کانگریس اور کانگرسی مسلمانوں کی حمائت کو گناہ قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو اس فعل بد سے محترز رہنے کی ہدائت کی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ وہ صوبہ میں مسلم لیگ کے نظام کو مضبوط کریں اور اسکے اقتدار کو بڑھائیں۔

جرمنی کا انجام

امریکہ کے دفتر اطلاعات جنگی کے ڈائرکٹر نے پیشگوئی کی ہے کہ جرمنی کسی دن آناً فاناً دھڑام سے زمین پر گر پڑیگا۔ جرمن ہٹلر کو اقتدار سے معزول کرکے اتحادیوں کے سامنے صلح کا ہاتھ پھیلا دینگے

اس میں شک نہیں کہ جرمن قوم اٹھتی تو بڑے زور سے ہے لیکن جنگ کو طویل مدت تک جاری نہیں رکھ سکتی اور جب گرنے پر آتی ہے تو یکایک گر جایا کرتی ہے۔ جنگ کی رفتار سے یہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ اس دفعہ بھی جرمنی کا انجام وہی ہوگا۔ جو گذشتہ جنگ عظیم میں ہوا تھا۔ آثار کہہ رہے ہیں کہ اتحادیوں اور محوریوں کے درمیان قوت آزمائی کا آخری معرکہ بے نظیر شدت کے ساتھ شروع ہونے والا ہے۔ اور [illegible] کی تباہی کے دن بہت قریب آگئے ہیں۔

(صفحہ ۲ سے آگے)

بچی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس حادثہ الیمہ کی خبر سے ساری مسرتیں مبتدل بہ رنج ہو گئیں۔ ہر شخص غم و الم کے آنسو بہانے پر مجبور ہوا۔ مرحومہ ہفتہ عشرہ سے درد گردہ کے شدید ترین دوروں میں مبتلا ہو کر استقدر نحیف و کمزور ہو گئی تھیں کہ ہزار علاج و معالجہ کے باوصف جانبر نہ ہو سکیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون دعا ہے کہ خدائے غفور و رحیم مرحومہ کو جنت الفردوس عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

ندوۃ القریش

سیکرٹری صاحب "ندوۃ القریش" اطلاع دیتے ہیں۔ کہ فتح ٹونیشیہ کی تقریب پر ۲۱ رمئی کو سادات قریش کی مرکزی جماعت "ندوۃ القریش" کا اجلاس منعقد ہوا۔ اور مبارکبادی کا ریزولیوشن پاس ہونے کے بعد بخلوص دل حکومت برطانیہ کی فتح و نصرت کیلئے دعا کی گئی۔ دوسرے ریزولیوشن میں سردار شوکت حیات خاں کو الیکشن میں غالب اکثریت کے ساتھ کامیاب ہونے پر مبارکباد دی گئی۔

ترک رسوم کا عملی نمونہ

سکرٹری صاحب انجمن فلاح القریش "فیض باغ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مولانا رکن الدین صاحب عباسی رئیس التجار کے فرزند مولوی کبیر الدین صاحب بی۔ اے کی شادی ۸ رجون کو سرانجام ہوئی۔ مولانا ایک کامیاب تاجر ہونے کی وجہ سے سرمایہ داروں کی اولین صف میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن آپ نے اپنے اکلوتے قابل فرزند کی شادی کی تقریب نہایت سادگی کے ساتھ غیر شرعی مراسم کو ترک کرتے ہوئے انجام دی ہے۔ امیرانہ ٹھاٹھ طمطراق اور کروفر کو بالکل روا نہیں رکھا۔ خوردونوش کا بہت وسیع پیمانہ پر انتظام تھا۔ اور غربا و مساکین کی کثیر جماعت اکرہ درجہ شریک طعام ہوگئی جنہوں نے شکم سیری کے بعد دعائیہ نعرے لگائے۔ محتاجوں اور مفلس لوگوں میں کپڑے اور روپے تقسیم کئے۔ قومی انجمن کو اصلاحی و تنظیمی ضروریات کیلئے ایک سو ایک روپیہ کی رقم اور کارکنان انجمن کیلئے کافی مقدار میں شیرینی ارسال فرمائی۔ تقریب کے اختتام پر دعوت ولیمہ سے فراغت پا کر مولانا ممدوح نے ایک سیر حاصل تقریر میں فرمایا کہ میں ترک رسوم قبیحہ میں سبقت کر کے اپنی برادری کے لئے ایک مثال قائم کر دی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میری برادری کے دیگر حضرات بھی کفائت و میانہ روی سے کام لیتے ہوئے برادری کیلئے عملی نمونہ بننے کی کوشش کر کے عنداللہ ماجور ہونگے۔ حاضرین آپ کی تقریر سے متاثر ہوئے۔ اور مرحبا و جزاک اللہ کی صداؤں میں جملہ حضرات نے تقلید کا وعدہ کیا۔ قریشی عبد الرحیم صاحب عباسی (ایم۔اے) نے جوابی تقریر میں آپ کے اس اقدام پر تحسین و آفرین کے پھول چڑھائے۔ اور اراکین انجمن کو مبارک دی۔ جن کی سعی و کوشش سے انسداد رسوم قبیحہ کا سلسلہ ایک ایسے گھر سے شروع ہوا ہے۔ جو برادری کیلئے دلیل راہ کا کام دیتا ہے۔ سکرٹری صاحب توقع کرتے ہیں کہ دیگر مقامات کی سادات قریش برادری بھی اس تحریک کے عملی اعتراف سے قوم میں ایسی روح پیدا کر دے گی۔ جو اسراف بیجا کا کما ینبغی سدباب کر دے۔ (اراکین انجمن فلاح القریش کی اس کامیابی پر ہم انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ ایڈیٹر)

حساب دوستاں در دل

بعض حضرات کے ذمہ کچھ رقوم واجب الادا ہیں۔ اگر وہ یکمشت ادا نہ کر سکیں۔ تو بالاقساط امداد کا وقت ہے۔ اس کا حق غصب کرنے کا خیال مستحسن نہیں۔

منیجر

[illegible] پریس میں باہتمام [illegible] پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش [illegible] سے شائع کیا۔ ایڈیٹر محمد علی [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۴۷۴

جولائی سنہ ۱۹۴۳ء
رجب المرجب سنہ ۱۳۶۲ھ

سادات قریش کا قومی جریدہ

"القریش"

امرتسر

جلد (۲۶) ——— نمبر (۷)

ایڈیٹر:-

محسن القوم محمد علی رونق صدیقی

مسلمانوں کی زندگی کا بلند ترین نصب العین

اعمال صالح

عدم دستیابی کاغذ کی وجہ سے "القریش" بشکل ۱۲ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ چونکہ اتنی سی قلیل ضخامت میں مختلف انواع کا مواد مجتمع ہونا محال و ناممکن ہے۔ اس لئے تجویز کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ "تذکرہ برادری" کی مختصر کوائف کے علاوہ رسالہ ایک ایسے جامع مضمون کا حامل ہو۔ جو دینی و دنیوی ہر لحاظ سے کار آمد و مفید ہو اور نتائج کے لحاظ سے اس کمی کو پورا کر دے۔ جو قلت ضخامت کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ اس اشاعت سے "اعمال صالح" پر بروئے قرآن کریم روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ نیک اعمال کس قدر خیر و برکات کا موجب ہو سکتے ہیں۔ یہ مضمون بچوں، بوڑھوں اور عورتوں سب کیلئے یکساں مفید قابل غور و فکر اصلاحی عمل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس قسم کے بہترین مضامین کا تواتر جاری رکھنے کی کامیاب کوشش کی جائیگی۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس سلسلہ کے نتائج پر نظر رکھیں گے۔ ۱۲۶

خود ہی امانت کرنے کی توفیق پا کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں گے۔

قرآن حکیم نے مسلمانوں کی زندگی کا جو بلند ترین نصب العین اور ان کی حیات کا جو عظیم الشان فلسفہ پیش کیا۔ دنیا کے بے شمار مذاہب اور ادیان میں سے کسی نے بھی اپنے پیروکاروں کیلئے اس کا ادنیٰ سا نمونہ بھی پیش نہیں کیا۔ یہ اسلام ہی کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اس کی قوم خیر الامم کہلائی اور اس کو ایک ایسا کامل اور جامع لائحہ عمل عطا کیا گیا کہ جس سے سابقہ ادیان محروم ہیں اور گذشتہ اور موجودہ اقوام اس سے یکسر خالی اور عاری ہیں۔ آئندہ سطور میں آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ مسلمانوں کی زندگی کا کتنا بلند ترین نصب العین قرآن نے پیش کیا۔

اگر کسی جماعت انسانی یا ایک ملک کے باشندوں کی جسمانی دماغی اور اخلاقی حالتیں مناسب طور پر ترقی یافتہ ہیں۔ اور وہ اپنی جماعت کے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنا ہی اپنا مقصد آفرینش یا خدا کی فرمانبرداری سمجھتے ہیں۔ تو قانون فطرت یا منشاء الٰہی کے مطابق وہی جماعت انسانی یا قوم عزت اور حکومت کے ساتھ دنیا میں قائم رہے گی ۔ جس قوم کے اکثر افراد کا عمل اس کے خلاف ہے وہ قوم یا تو اہل الذکر قوم کی غلامی کرے گی۔ یا فنا ہو جائے گی۔ یورپین اقوام کے اکثر افراد کا اس کلیہ پر عمل ہے اور ان کی جسمانی، دماغی اور اخلاقی حالتیں مناسب طور پر ترقی یافتہ ہیں اور وہ بنی نوع انسان کے فائدے کے واسطے رات دن نئی نئی قسم کی ایجادوں، تجربوں اور تحقیقاتوں میں اپنی جانیں قربان کرنا آفرینش اور خدا کی عبادت تصور کرتے ہیں۔ تو قانون فطرت یا منشاء الٰہی کے مطابق وہی قومیں آج عزت کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ دنیا پر حکومت کر رہی ہیں۔ چنانچہ کلام مجید میں یہ بات نہایت واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

کوئی انسانی جماعت خواہ وہ یہودی ہو، نصاریٰ ہو یا صابی ہو۔ اگر اس کا خدا اور روز جزا پر ایمان ہے۔ اور اس کے اعمال صالح ہیں۔ تو اس کو اس کے رب کی طرف سے بہترین اجر دیا جائیگا اور اس کے واسطے نہ کوئی خوف ہے اور نہ رنج ہے۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہو گیا۔ کہ اجر صرف عمل صالح کا ملتا ہے۔ اور عمل صالح کی تعریف سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ انسان اپنی جسمانی، دماغی اور اخلاقی قوتوں کا معیار تعلیم کے مطابق مکمل بناوے اور اپنے قرب وجوار کی ذی حیات اور غیر ذی حیات مخلوق کے ساتھ اثر آفرینی اور اثر پذیری کا عمل صحیح طور پر جاری رکھے یا بالفاظ دیگر زیادہ سے زیادہ مخلوق کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔

بعض لوگ اس جگہ یہ اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ اس آیت میں جو خدا تعالیٰ نے اجر دینے اور خوف و رنج سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔ بلکہ آخرت سے ہے۔ تو ایسے معترضین کی تشفی کیلئے ہم کلام مجید کی دوسری آیتیں پیش کرتے ہیں۔ جن میں اسی دنیا میں اجر دینے کا وعدہ فرمایا گیا ہے یُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ۔ یعنی اللہ اپنے پکے قول کے ساتھ ایمانداروں کو حفظ و امن کے ساتھ اس دنیا میں قائم رکھتا ہے۔ اور آخرت میں بھی قائم رکھیگا۔ لیکن جو ظالم ہیں ان کو خدا گمراہ رکھتا ہے۔ اس آیت میں تو صاف الفاظ میں اسی دنیا میں حفظ و امن کے ساتھ قائم رکھنے کا وعدہ ہے۔ اور اگر اس آیت سے تسلی نہ ہو تو ایک دوسری آیت میں یہ بات بالکل صاف کر دی گئی ہے۔ کہ جس قوم کے عمل صالح ہوں گے۔ وہی قوم

درمے اعانت کرنے کی توفیق پاکر عنداللہ ماجور و عنداالناس مشکور ہوں گے ۔

قرآن حکیم نے مسلمانوں کی زندگی کا جو بلند ترین نصب العین اور ان کی حیات کا جو عظیم الشان فلسفہ پیش کیا۔ دنیا کے بے شمار مذاہب اور ادیان میں سے کسی نے بھی اپنے پیروکاروں کیلئے اس کا ادنیٰ سا نمونہ بھی پیش نہیں کیا۔ یہ اسلام ہی کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اس کی قوم خیر الامم کہلائی اور اس کو ایک ایسا کامل اور جامع لائحہ عمل عطا کیا گیا کہ جس سے سابقہ ادیان محروم ہیں اور گذشتہ اور موجودہ اقوام اس سے یکسر خالی اور عاری ہیں یہ گذشتہ و معلوم ہیں آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی زندگی کا کتنا بلند ترین نصب العین قرآن نے پیش کیا۔

اگر کسی جماعت انسانی یا ایک ملک کے باشندوں کی جسمانی دماغی اور اخلاقی حالتیں مناسب طور پر ترقی یافتہ ہیں ۔ اور وہ اپنی جماعت کے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو زیادہ سے زیادہ فائدے پہنچانے کی کوشش کرنا ہی اپنا مقصد آفرینش یا خدا کی فرمانبرداری سمجھتے ہیں۔ تو قانون فطرت یا منشاء الہی کے مطابق وہی جماعت انسانی یا قوم عزت اور حکومت کے ساتھ دنیا میں قائم رہے گی اور جس قوم کے اکثر افراد کا عمل اس کے خلاف ہے وہ قوم یا تو اعلیٰ الذکر قوم کی غلامی کرے گی ۔ یا فنا ہو جائے گی ۔ یورپین اقوام کے اکثر افراد کا اس کلیہ پر عمل ہے اور ان کی جسمانی ، دماغی اور اخلاقی حالتیں مناسب طور پر ترقی یافتہ ہیں اور وہ بنی نوع انسان کے فائدے کے واسطے رات دن نئی نئی قسم کی ایجادوں، تجربوں اور تحقیقاتوں میں اپنی جانیں قربان کرنا آفرینش اور خدا کی عبادت تصور کرتے ہیں۔ تو قانون فطرت یا منشاء الہی کے مطابق وہی قومیں آج عزت کی زندگی بسر کر رہی ہیں ۔ دنیا پر حکومت کر رہی ہیں۔ چنانچہ کلام مجید میں یہ بات نہایت واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

کوئی انسانی جماعت خواہ وہ یہود ہو یا نصاریٰ ہو یا صابی ہو۔ اگر اس کا خدا اور روز جزا پر ایمان ہے ۔ اور اس کے اعمال صالح ہیں۔ تو اس کو اس کے رب کی طرف سے بڑے بڑے اجر دیئے جائینگے اور اس کے واسطے نہ کوئی خوف ہے۔ اور نہ رنج ہے۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہو گیا۔ کہ اجر صرف عمل صالح کا ملتا ہے۔ اور عمل صالح کی تعریف سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے۔ کہ انسان اپنی جسمانی، دماغی اور اخلاقی قوتوں کا معیار زمانہ کے مطابق مکمل بنادے اور اپنے قرب وجوار کی ذی حیات اور غیر ذی حیات مخلوق کے ساتھ اثر آفرینی اور اثر پذیری کا عمل صحیح طور پر جاری رکھے یا بالفاظ دیگر زیادہ سے زیادہ مخلوق کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔

بعض لوگ اس جگہ یہ اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ اس آیت میں جو خداوند تعالیٰ نے اجر دینے اور خوف و رنج سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔ بلکہ آخرت سے ہے۔ تو ایسے معترضین کی تشفی کیلئے ہم کلام مجید کی دوسری آیتیں پیش کرتے ہیں۔ جن میں اسی دنیا میں اجر دینے کا وعدہ فرمایا گیا ہے یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ۔ یعنی اللہ اپنے پختہ قول کے ساتھ ایمانداروں کو حفظ و امن کے ساتھ اس دنیا میں قائم رکھتا ہے۔ اور آخرت میں بھی قائم رکھیگا۔ لیکن جو ظالم ہیں انکو ان کو خدا گمراہ رکھتا ہے ۔ اس آیت میں تو صاف الفاظ میں اسی دنیا میں حفظ و امن کے ساتھ قائم رکھنے کا وعدہ ہے۔ اور اگر اس آیت سے بھی تسلی نہ ہو تو ایک دوسری آیت میں یہ بات بالکل صاف کر دی گئی ہے۔ کہ جس قوم کے عمل صالح ہوں گے۔ وہی قوم

اس دنیا میں حکومت کرے گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔ یعنی تم میں سے جو لوگ خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور عمل صالح کرتے ہیں ان کے ساتھ اس کا یہ وعدہ ہے۔ کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ (بادشاہ) بنائیگا۔ جیسا کہ ان سے قبل خلیفہ بنایا۔ اس آیت سے تو اس بات کے یقین کر لینے میں کسی قسم کی شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہی کہ عمل صالح کا اجر اسی دنیا میں ملتا ہے۔ اور وہ حکومت کی شکل میں دیا جاتا ہے اور حکومت ہی کی شکل میں دیا گیا ہے۔ اور پھر دوسری آیتوں میں کلام مجید نے یہ بھی جتلا دیا ہے کہ جو قوم عمل صالح نہیں کرے گی۔ وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گی۔ اور اس کی جگہ دوسری قوم لے لیگی۔ جیسا کہ ارشاد ہوا۔ ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِھِمْ لِنَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ یعنی پھر ہم نے ان کی تباہی کے بعد تم کو زمین پر خلیفہ بنایا۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ اور پھر اس کے بعد دوسری آیت میں بتلا دیا کہ اگر تم بھی عمل صالح نہ کروگے تو ہلاک ہو جاؤگے الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا یعنی اس نے موت و حیات کے قانون کو اس لئے جاری کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ تم میں سے کون عمل صالح کرتا ہے۔ کیونکہ وہی قوم ہلاک ہوگی جو عمل صالح نہیں کرے گی۔ جیسا کہ فرمایا۔ فَھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ یعنی کیا سوائے فاسق قوم کے کوئی اور قوم بھی ہلاک ہو سکتی ہے؟ ایسی صاف اور بیّن آیات کی موجودگی میں کوئی سمجھدار مسلمان جو کلام مجید کو الہامی کتاب مانتا ہے۔ اور اس کو اپنی رہنمائی کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ کلام مجید میں انسان کی پیدائش کے مقصد کو جو "لیعبدون" کے لفظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے معنی رسمی عبادات نہیں بلکہ عمل صالح ہے۔ لہٰذا جب کلام مجید سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ انسانی زندگی کا مقصد عمل صالح ہے۔ اور جن لوگوں نے عمل صالح کئے۔ خدا نے ان کو اس دنیا میں حکومت دولت اور عزت بخشی، اور آخرت میں اجر دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور جو عمل صالح کرینگے خدا ان کو حکومت اور عزت بخشے گا۔ اور آخرت میں بھی اجر دیگا اور جو اس کے خلاف کرینگے وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ تو پھر ہمیں اس بات کے یقین کر لینے میں کونسی وجہ مانع ہو سکتی ہے۔ کہ مذہب ہماری اسی دنیا میں رہنمائی کے لئے آیا ہے۔ اور ہم کو وہ اصول بتلاتا ہے۔ جو جماعت انسانی کی اجتماعی ترقی اور بہبود کے واسطے فطرتاً لازمی ہیں۔ اور جن کو مذہب کی اصلاح میں نیکی، عبادت، احسان، اتقا یا عمل صالح کہتے ہیں۔ اور جن کی خلاف ورزی سے ہلاکت لازم آجاتی ہے۔

ہم اس مقام پر انسان کی اجتماعی ترقی اور بہبود کے صرف چند ابتدائی اور بنیادی اصولوں پر بحث کریں گے۔ سب سے پہلا اصول انسانی ترقی کا یکجہتی یعنی مل کر کام کرنا ہے۔ اگر کسی جماعت انسانی کے اندر افتراق و انشقاق ہے۔ تو وہ جماعت زیادہ عرصہ تک اپنی ہستی قائم نہیں رکھ سکتی۔ قانون قدرت یا احکام الٰہی کے مطابق اس کو نیست و نابود ہونا چاہیئے۔ چنانچہ کلام مجید میں اس اصول کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ یعنی خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو۔ اور تفرقہ مت ڈالو۔ لیکن کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا خدا کے اس حکم پر عمل ہے۔ جو عمل صالح یا مقصد آفرینش کی محض ابتدائی کڑی ہے۔ آج وہ قوم جس کا شیرازہ ہمیشہ بکھرا رہا۔ اور جس کی بدولت وہ ہمیشہ بیرونی اقوام کی محکوم رہی۔ اپنے تفرقات مٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور ایک مرکز پر مجتمع ہو رہی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے مسلمانوں کی جماعت میں روز نئے نئے فرقے پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کی تکفیر و تکذیب کرنا ہی عمل صالح اور فرض عبدیت سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح سے اپنے مرکز سے دور ہو کر اپنی قوت

کو کمزور کرتے ہیں۔ اور برابر خدا سے اجر کے متوقع بھی ہوتے ہیں۔ حالانکہ کلام مجید نے صاف الفاظ میں یہ فرما دیا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ یعنی اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ انصاف اور احسان کرو۔ اور ہم اس کے خلاف دوسروں کے ساتھ محض ناانصافی ہی نہیں بلکہ ظلم کرتے ہیں

عمل صالح کی دوسری کڑی علم حاصل کرنا ہے۔ اور چونکہ علم ہر زمانہ میں ترقی کر رہا ہے اس لئے کوئی انسانی جماعت جب تک وہ اپنے زمانہ کے تمام علوم حاصل نہ کرے گی اور ان سے فائدہ نہ اٹھائے گی۔ اس وقت تک وہ اپنی ہستی کو عزت کے ساتھ قائم نہیں رکھ سکتی۔ مگر کشتیٔ اسلام کے ناخدا علم کو محض منقولات یا ان معقولات کے اندر محدود سمجھتے ہیں۔ جو چوتھی یا پانچویں صدی ہجری تک دیگر زبانوں سے عربی زبان میں منتقل کر چکے تھے۔ گویا توپ بندوق کے زمانہ میں وہ اپنے پرانے تیر ڈھلوار سے کام چلانا چاہتے ہیں۔ اور موٹر کار اور ہوائی جہاز کا مقابلہ چھکڑے اور اونٹ گاڑی سے کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان فرسودہ اور زنگ آلودہ آلات سے وہ دورِ حاضرہ کی کشمکشِ حیات میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ کلام مجید میں علم کو نیکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا یعنی جس کو حکمت دی گئی اسکو بڑی نیکی دی گئی۔ اور پھر سورۃ آل عمران میں فرمایا۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ یعنی بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں۔ عقلمندوں کے لئے جو ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے اور غور کرتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار یہ جو کچھ تو نے پیدا کیا ہے بے فائدہ نہیں ہے۔ اس وقت تک جسقدر علوم انسان نے حاصل کئے ہیں وہ سب ثوابت و سیارہ کی اشکال و حرکات کے مشاہدہ کرنے اور ان پر غور و فکر کرنے اور جسقدر کرۂ ارض پر مظاہرِ قدرت ہیں۔ ان سب کے مطالعے اور تجربات کے ذریعہ سے حاصل کئے ہیں۔ اور آیت مذکورہ بالا میں یہی راز ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ مظاہرِ قدرت پر ہر وقت غور و فکر کرو۔ اس سے تم کو خدا کی عظمت و شان کا بھی یقین حاصل ہوگا اور فائدے بھی حاصل ہوں گے۔ اور یہ خیال نہ کرو۔ کہ یہ سب چیزیں بیکار ہیں۔ تم جسقدر ان پر غور و فکر کرو گے۔ اور جسقدر ان کے متعلق تحقیق و تفتیش کرو گے اسی قدر تمہیں ان کے نئے نئے خواص اور نئے نئے استعمال معلوم ہوں گے۔ اور اسی قدر تم ان سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ گے۔ کیونکہ تمام چیزیں تمہارے ہی فائدہ کے لئے بنائی گئی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ یعنی جو کچھ دنیا میں ہے خدا نے تمہارے واسطے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خلافت بنی امیہ اور بنی عباسیہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے اس ارشادِ الٰہی کی پوری تعمیل کی اور اس کے ذریعہ سے جو کچھ ترقی انہوں نے کی۔ وہ آج کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مگر خلفائے بنی عباسیہ کے آخر زمانہ میں مسلمانوں میں مذہب اور عبادت کا مفہوم محض چند مقررہ رسموں میں تبدیل ہو گیا۔ اور علوم کا حاصل کرنا کفر و الحاد سمجھا جانے لگا اسی زمانہ سے ان کی پستی کا آغاز ہو گیا۔

عمل صالح کی تیسری کڑی تنظیم ہے۔ تنظیم سے مراد یہ ہے کہ کسی جماعت انسانی میں جو شخص اپنی جماعت کی صحیح رہبری کی اہلیت رکھتا ہو اسکو اپنا رہبر بنا کر باقی تمام جماعت اس کے احکام کی متفقہ طور پر پیروی کرے۔ تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ دنیا میں انہی قوموں نے ترقی کی ہے۔ جنہوں نے ایک قابل رہبر کے

ماتحت اپنے اندر ایک مکمل تنظیم قائم کر لی ہے۔ انسان کے علاوہ ہم بعض ان جانوروں میں بھی ایسی تنظیم پاتے ہیں۔ جو انسان کی طرح ایک اجتماعی زندگی بسر کرتے ہیں۔ شہد کی مکھی کو دیکھئے کہ وہ اپنے ایک سردار کے ماتحت کس قدر منظم زندگی بسر کرتی ہے۔ جس سے اسکی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ کہ دوسرے جانوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے بعض اوقات اشرف المخلوقات انسان بھی اس کی تنظیم سے ایسا عاجز آجاتا ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اخبارات میں اس قسم کی خبریں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں مقام پر فلاں شخص کو شہد کی مکھیوں نے ہلاک کر دیا۔ یہ تنظیم ایسی ہی چیز ہے۔ کہ کمزور تریں ہستی کو بڑی سے بڑی طاقت رکھنے والی ہستی پر غالب کر دیتی ہے برخلاف اس کے کوئی جماعت تعداد میں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ ایک چھوٹی سی منظم جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور یہ وہ واقعات ہیں جو روزمرہ ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ [illegible] تنظیم ایک جماعت یا قوم کی بقا کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ یکجہتی اور علم۔ کلام مجید میں تنظیم کے متعلق یہ حکم نازل ہوا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکُم اَن تُؤدُّوا الاَمانَاتِ اِلٰی اَھلِہَا وَاِذَا حَکَمتُم بَینَ النَّاسِ اَن تَحکُمُوا بِالعَدلِ یعنی تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے۔ کہ امانت ان کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں اور لوگوں کے درمیان انصاف کریں۔ اس آیت کا صاف الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ قوم کی رہبری اور سرداری جو ایک قسم کی امانت ہے ایسے لوگوں کے سپرد کرنی چاہیئے۔ جو اس کی اہلیت رکھتے ہیں۔

یہ ہیں وہ زبردست اصول جو اسلام نے مسلمانوں کی قومی زندگی کے استحکام اور ترقی کے واسطے پیش کئے۔ یعنی یکجہتی علم اور تنظیم اور یہ تینوں اصول گویا لیعبدون کی اجمالی تفسیر ہے۔ اور وہی شخص مومن کہلانے کا مستحق ہے جو علوم حاصل کر کے اپنی جسمانی دماغی اور اخلاقی حالت کو مکمل بنا کر ایک تنظیم کے ماتحت یکجہتی کے ساتھ جماعت انسانی کے زیادہ سے زیادہ افراد کو زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم یعنی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل عزت وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ نیکی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ ان اصول کے علاوہ اور جو کچھ کلام مجید میں اوامر و نواہی کے طور پر احکام صادر ہوئے ہیں وہ سب مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل کے تفصیلی ذرائع ہیں۔ بہرحال جو انسانی جماعت کے اکثر افراد ان مذکورہ بالا اصول کو اپنی زندگی کا مقصد یا نصب العین بناتے ہیں۔ وہ ہی صالح ہیں۔ اور لیعبدون کی صحیح طور پر پیروی کرتے ہیں۔ اور وہی قانون فطرت یا حکم الٰہی کے مطابق اس دنیا میں امن و خوشی عزت اور حکومت کی شکل میں اجر پانے کے مستحق ہیں۔ اور آخرت میں بھی اجر پائیں گے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے کوئی انصاف پسند انسان انکار نہیں کر سکتا اور جس کی تصدیق کلام مجید ان الفاظ میں کرتا ہے۔ وَاَنتُمُ الاَعلَونَ اِن کُنتُم مُؤمِنِینَ۔ یعنی اگر تم حقیقت میں مومن ہو تو تم سب پر غالب آؤ گے۔ پس معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی کا مقصد عمل صالح کرنا ہے۔ اور عمل صالح کے ذریعہ سے ہی نہیں کہ انسان اس دنیا میں سرخرو ہوتا ہے۔ اور امن و خوشی و عزت و حکومت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تو عمل صالح کا محض مادی معلول ہے۔ روحانی خوشی جو انسان کو اس سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ خدا کا دیدار ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَمَن کَانَ یَرجُو لِقَاءَ رَبِّہ فَلیَعمَل عَمَلاً صَالِحاً۔

ایک نکتہ

خوف حق، الفت احمد کو نہ چھوڑے اکبر
منحصر ہے انہیں دو لفظوں پہ سارا اسلام

قم باذن اللہ

علامہ سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظم پر تضمین

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب شاکر صدیقی)

تو لاکھ غرقہ جیحوں ہے قم باذن اللہ　　　ہزار کشتۂ شبخوں ہے قم باذن اللہ
تہ زمیں بھی گو مدفوں ہے قم باذن اللہ　　　"جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قم باذن اللہ
وہی زمیں وہی گردوں ہے قم باذن اللہ"

تو غم نصیب کہ مخزوں ہے قم باذن اللہ　　　حدِ نشاط سے بیروں ہے قم باذن اللہ
نویدِ یاس گو افزوں ہے قم باذن اللہ　　　"جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قم باذن اللہ
وہی زمیں وہی گردوں ہے قم باذن اللہ"

دلایا تجھ کو کبھی عزم آہنیں جس نے　　　دکھایا چشم فلک کو فروغِ دیں جس نے
بنایا نعرۂ تکبیر دل نشیں جس نے　　　"کہا نوائے انا الحق آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے قم باذن اللہ"

غلط خیال ہے بے برق اب ہے طور ترا　　　حریفِ عالمِ ظلمت نہیں ہے نور ترا
اسیرِ وہم ہوا کیوں دلِ جسور ترا　　　"غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شعور ترا
فرنگیوں کا یہ افسوں ہے قم باذن اللہ"

فرخندہ بنیاد حیدرآباد

رعایا کی اصلاح و ترقی کے شاندار اقدامات

آصف جاہ عالم پناہ، حضور نظام کی توجہات شاہانہ سے قلمرو حیدرآباد ارتقائی منازل بطریق احسن طے کر رہی ہے۔ ممالک محروسہ سرکار عالی کے نظم و نسق کے متعلق گذشتہ سال کی جو رپورٹ شائع ہوئی اس کے اقتباسات ذیل سے ظاہر ہے کہ سلطنت آصفیہ نے ایک سال کے اندر کسقدر شاندار ترقی کی ہے۔ اور حکومت کی طرف سے رعایا کی خوشحالی و فارغ البالی کے اسباب کس خوش اسلوبی کے ساتھ بہم پہنچائے جا رہے ہیں۔ اللّٰہم زد فزد،

۱۔ رقبہ زیر کاشت میں (۳۰۹،۳۴۸) ایکڑ کا اضافہ

۲۔ مرہٹواڑہ میں بقدر سات لاکھ ساٹھ ہزار اور تلنگانہ میں بقدر ترپن لاکھ ستر ہزار روپوں کی مالگذاری کی معافی۔

۳۔ سررشتہ زراعت کی طرف سے بیج اور کھاد کی ترقی یافتہ قسموں (مالیاتی دو لاکھ پچھتر ہزار روپوں) کی تقسیم۔

۴۔ شراب سیندھی افیون اور گانجہ کی دکانوں کی تعداد میں کمی

۵۔ صحرائی سڑکوں کے طول میں پچاس میل کا اضافہ۔

۶۔ مجالس وضع قوانین میں ۱۲ قانون منظور ہوئے جن میں سے تین معاشرتی نوعیت کے تھے۔

۷۔ دیوانی اور فوجداری کے شدید جرائم میں دو سو اٹھاون تعداد کی کمی

۸۔ مرغیوں کے امراض کی تحقیقات کیلئے حکومت کی جانب سے ایک سکیم کی منظوری۔

۹۔ عمارتوں اور رسل و رسائل پر ایک کروڑ روپے کے مصارف۔

۱۰۔ محکمہ تعمیرات عامہ کے زیر نگرانی جو سڑکیں ہیں۔ ان کے طول میں (۲۹۔۵ میل) سے (۵،۳۳۳) میل تک اضافہ۔

۱۱۔ معمولی محاصل کی گنجائش سے کارہائے آبپاشی پر ۲۵،۲۲،۴۰۲ روپوں کا صرفہ۔

۱۲۔ ۳۳ کارہائے آبپاشی کی تکمیل جس کی لاگت دس ہزار روپوں سے زائد ہوئی۔

۱۳۔ حالات قلت کا مقابلہ کرنے کیلئے غیر معمولی تقاوی کے طور پر چار لاکھ روپے کی منظوری۔

۱۵۔ چار لاکھ بیالیس ہزار ایک سو چھیانوے روپے کی لاگت سے آب نوشیدنی کی فراہمی کیلئے دو سو ننانوے باولیوں کی کھدائی۔

۱۶۔ ایک سو باون مستقل شفاخانوں اور دواخانوں میں ۱۷،۱۴،۱۲۰ نئے مریضوں کا علاج اور ۲،۰۸،۲۱۷ اشخاص پر عملی جراحی

۱۷۔ یونانی شفاخانوں میں ۵،۸۶،۳۲۲،۲۳ مریضوں کا علاج۔

۱۸۔ کارہائے آب کی گیارہ اسکیموں کی تکمیل جس میں ۱۱،۰۳،۰۹۸ روپوں کا صرفہ ہوا۔

۱۹۔ بلدہ حیدرآباد سے متعلقہ کارہائے آب کی اسکیم اصلاح اور ازسرنو تشکیل میں ۲،۴۲،۰۹۰،۷ روپوں کا صرفہ۔

۲۰۔ بلدہ حیدرآباد کے ڈرینج کی اصلاح میں ۲،۴۷،۶۲،۳۰ روپوں کا صرفہ۔

۲۱۔ بلدہ میں گندی گلیوں کی صفائی اور کم کرایہ مکانوں کی تعمیر پر ۱۰۹،۴۷،۱۹ روپیوں کے مصارف۔

۲۲۔ [illegible] آباد کی شہری تشکیل سے متعلقہ اسکیم کے لئے دو لاکھ آٹھ ہزار روپوں کی منظوری۔

۲۳۔ مدارس اور زیر تعلیم طلبہ کی تعداد میں ترتیب وار (۱۶۰) اور

تذکرہ برادری

تین اہم امور

مولانا پیر نجم الدین صاحب رئیس اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"انجمن قریشیان صوبہ بہار" اس وقت جن امور پر غور کر رہی ہے۔ ان میں اہم مسائل (۱) انسداد رسوم قبیحہ، (۲) تقسیم ترکہ (وراثت) اور (۳) رشتہ و ناطہ میں دقتوں کا حل، اپنے اہم ہیں۔ کہ گذشتہ ۶ ماہ کے غور و فکر کے بعد بھی مجلس کسی نتیجہ پر نہیں پہنچی۔ ان مسائل کو بوجہ احسن طے کرنے کیلئے متعدد اجلاس منعقد کئے گئے ہیں۔ چونکہ یہ باتیں تمام قوم سے بلکہ عام مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہیں اس لیئے مرکزی جماعت کے سامنے بھی پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے دنوں معلوم ہوا تھا۔ کہ بنگلور اور فیض آباد کی جماعتیں بھی ان امور پر غور کر رہی ہیں۔ لیکن نتیجہ معلوم نہیں ہو سکا۔ متذکرہ جماعتوں نے اگر کوئی رائے قائم کی ہو تو بذریعہ القریش مطلع فرمائیں اور "ندوۃ القریش" کے آئندہ اجلاس عام میں پیش ہونے والے امور میں انہیں بھی درج کریں۔ اگر ممکن ہو تو امور زیر بحث کی اہمیت کے لحاظ سے فہیم و زیرک اور تجربہ کار و سن رسیدہ اصحاب کی ایک سب کمیٹی جن میں دو تین علماء بھی شامل ہوں۔ معرض وجود میں لائی جائے اور انہیں اختیار دیا جائے۔ کہ وہ ایک قابل عمل لائحہ عمل تجویز کر کے پیش کریں۔ میرا اور میرے ہمخیال حضرات کا خیال ہے۔ کہ ان مسائل کو جسقدر جلد ممکن ہو طے کر دیا جائے"۔ والسلام۔

(مسائل جسقدر اہم ہیں اسی قدر پیچیدہ بھی ہیں۔ قرآن و اسلام کی روشنی میں اگر ان مسائل پر غور کیا جائیگا۔ تو "قابل عمل لائحہ عمل" تجویز کرنے کی کوئی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی۔ قانون موجود ہے ضرورت عمل کی ہے سو دقت اس وقت پیش آتی ہے۔ جب تعلیمات اسلام کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مطلب کیلئے دنیوی مفاد کے پیش نظر نیا آئین وضع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بنگلور اور فیض آباد کی جماعتیں ہی نہیں۔ فیروزپور جھرکا۔ شاہ آباد۔ نوشہرہ وغیرہ کی شاخیں بھی ان امور پر غور کر رہی ہیں۔ لیکن وہ دماغ جنہیں نئی روشنی کی تہذیب اور پابندیٔ رواج نے ماؤف کر رکھا ہے۔ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچنے دیتے۔ مرکزی جماعت کے اجلاس عام کا انعقاد بہت دور کی بات ہے۔ معلوم نہیں حالات کب مساعد ہوں۔ البتہ مجلس انتظامیہ کے اجلاس میں سب کمیٹی کی ترتیب کا مسئلہ پیش کر دیا جائیگا۔ آپ اور آپ کی جماعت کا فکر و تدبر قابل صد تبریک ہے۔ کاوش و کوشش جاری رکھیں ممکن ہے کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ وباللہ التوفیق!

سپاس و تشکر

معاون خصوصی کی ۲۵ روپے ماہانہ کی تیسری قسط وصول ہونے کے علاوہ حسب ذیل احباب کا زر چندہ بذریعہ منی آرڈر وصول ہوا ہے۔ خدائے تبارک تعالیٰ انہیں حمیت و حمایت کی بیش از بیش توفیق عطا کرے۔ مگر احباب بھی توجہ فرمائیں۔ ناظرین کرام وی پی کا انتظار نہ فرمائیں۔

۱۔ مولانا نجم الدین صاحب رئیس (صوبہ بہار) دس روپے
۲۔ شیخ عبد العلام احمد صاحب فاروقی آنریری مجسٹریٹ تین روپے
۳۔ قریشی فقیر محمد صاحب پنشنر سیکنڈ ہولمیس تین روپے
۴۔ قاضی عبد العزیز صاحب گیلانی گورنمنٹ پنشنر تین روپے
۵۔ پیر غلام فرید صاحب عباسی زمیندار تین روپے

عدم رسی رسالہ کی شکایات

بعض احباب بر وقت خاموش رہتے ہیں۔ لیکن ۔۔۔ باقی

کے بعد عدم رسی رسالہ کی شکائیت رنجیدہ الفاظ میں کرتے ہوئے گذشتہ اشاعتوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ چند روز ہوئے القریش کے ایک معاون اور کل ایک ورنیکلر مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کا شکائتی گرامی نامہ موصول ہوا ہے۔ جس میں ۱۹۴۲ء کی آخری سہ ماہی کے پرچوں کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ چونکہ کاغذ کی عدم دستیابی کی وجہ سے رسالہ کی اتنی زائد کاپیاں نہیں چھاپی جاتیں کہ ان کا ذخیرہ موجود رہے۔ اس لئے دفتر ایسے خطوط کی تعمیل سے معذور ہے۔ اگر کوئی رسالہ کسی وجہ سے مکتوب الیہ تک نہ پہنچے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اسی مہینہ کی آخری تاریخوں تک دفتر سے مطالبہ کرے۔ رسالہ کا حجم گو کاغذ کی وجہ سے گھٹ گیا ہے لیکن اشاعت میں کوئی ناغہ نہیں ہوا۔ جب مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کسی خاص خریدار کو ارسال نہ کیا جائے شکائت کے الفاظ محبت آمیز اور شستہ و شائستہ الفاظ میں ہونے چاہئیں۔ نہ کہ طعن و تشنیع آمیز۔ امید ہے کہ پرانے رسائل کی ترسیل کیلئے ہمیں مجبور نہ کیا جائیگا۔

جوابات

۱۔ بابو محمد عثمان صاحب ٹیلیگراف کلرک خرید ار نمبر ۲۱ کے سوال کے جواب میں التماس ہے۔ کہ نسب کی ایسی بہت سی کتب موجود ہیں۔ جن میں حضرت آدم ؑ سے لیکر حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت نظام الدین اولیا رح خواجہ اجمیری رح بزرگان کرام تک کی صحیح کوائف موجود ہیں۔ ایسی کتابیں لاہور دہلی اور لکھنو وغیرہ کی کتب خانوں سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔

۲۔ پیر محمد کرام صاحب علوی کی خدمت میں جواباً التماس ہے۔ کہ ... دفتر میں موجود نہیں۔ صرف وہ ... وقف ہیں۔

... سے گذارش ہے۔ کہ ...

سادات قریش کی مرکزی جماعت ہے۔ صدر دفتر امرت سر میں ہے کم و بیش چالیس ضلع وار، صوبہ وار، اور سنٹرل جماعتیں اس سے ملحق ہیں۔ نام بنام فہرست بخوف طوالت درج نہیں ہو سکتی آپ اپنا مقصد غیر مبہم الفاظ میں واضح کریں۔ تا کہ مفصل جواب دیا جا سکے۔

۴۔ شیخ کرم الٰہی صاحب کے مراسلہ کا جواب تحریر ہے۔ کہ "بیت المال" کے متعلق ہنوز عملی کارروائی شروع نہیں ہوئی ملحق جماعتوں سے استصواب کیا گیا تھا۔ جواب کا انتظار ہے۔

۵۔ پیرزادہ انور حسین صاحب (ضلع حصار) اپنے ضلع کی انجمن کی طرف رجوع کریں۔ وہ جماعتی طور پر حسب ہدائیت مقامی ریونیو افسران سے انتقالات اراضی سے متعلقہ امور کا تصفیہ کر رہی ہے۔

نامۂ شاکر

مکرمی شیخ غلام حسین صاحب شاکر صدیقی تحریر فرماتے ہیں:۔

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بُری بلا ہے
مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

میں اپنے متعلق کیا عرض کروں، مختصر یہ کہ حوادث نے شاکر بنا دیا ہے۔ عزیز عبدالکریم کی جوانا مرگی کا داغ دل پر ایسے ہی تازہ تھا۔ کہ گذشتہ ایام میں اسکی عزیزہ ہمشیرہ عین عالم شباب میں داغ مفارقت دیگئی۔ اس سے زیادہ کہنا دل گوارا نہیں کرتا۔ انہی حوادث کے تحت میں نے شعر کہنا قریباً چھوڑ دیا ہے۔ اور یہی وجہ میری خاموشی کی ہے۔

میں نے شاہ پور میں ایام فرصت میں ناول "ارمغان الفت" مکمل کر لیا تھا۔ احباب نے قلمی نسخہ دیکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی چھپوانے کا ارادہ تھا۔ کہ کاغذ کی نایابی سد راہ ہوئی۔ ارادہ ہے کہ بے ترتیب مسودات کو بیاض کی صورت میں جمع کر لوں۔ یہ بھی بجائے خود بڑا کام ہے۔ "قم باذن اللہ" کے عنوان سے تضمین بھیج رہا ہوں۔ یہ علامہ اقبال رح کی ایک نظم

بصائر و عبر

حضرت ابو سعید رض سے روائت ہے۔ کہ ایکدن حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحدت و محبت کی خوبیاں بیان فرمائیں اور نہائت موثر انداز میں ارشاد فرمایا کہ:-

المومن للمومن کالبنیان یُشدُّ بعضہ بعضاً و قال لا یؤمنُ احدکم حتّٰی یحبَّ لاخیہ یحبُّ لنفسہٖ (صحیح بخاری)

ایک مومن دوسرے مومن کیلئے ایسا ہے۔ جیسے بنیاد کی اینٹیں کہ ایک سے دوسرے کو قوت ملتی ہے اور تم میں سے کوئی شخص مومن کامل نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے بھی وہی بات پسند نہ کرے۔ جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔ کہ وحدت و محبت ایک افضل ترین نعمت ہے مسلمان جب تک اس نعمت کی قدر کرتے رہے۔ فائز المرام رہے۔ لیکن جب سے انہوں نے اس نعمت کو ٹھکرا یا ہے۔ وہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہیں۔ کیسا پُر کیف تھا وہ زمانہ جبکہ مسلمان آپس میں متفق و متحد تھے۔ اور آفتاب اخوت کی شعاعیں مشرق سے مغرب تک حکومت کر رہی تھیں۔ اسلامی شان و شوکت اور اسلامی سطوت و عظمت کے سامنے ساری دنیا کی قومیں ہیچ اور تمام عالم کی طاقتیں سرنگوں تھیں۔ لیکن آہ آج مسلمان باہمی جنگ و پیکار میں مشغول ہیں۔ اور جھوٹے وقار کے حصول میں درس اخوت کو بھول گئے ہیں۔ آج مسلمانوں کا ہر گروہ اور ہر طبقہ نفس پرستی میں مصروف ہے۔ اور ہر شخص اپنے اندر یہ ناجائز خواہش رکھتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل کر کے خود عزت دار بن جائے۔ اور اپنے ذاتی فائدے کیلئے اپنے بھائی کو نقصان پہنچا دے۔ اب مسلمانوں کا امتیازی شعار وحدت و محبت نہیں بلکہ عداوت و دشمنی ہے۔ اسی چیز نے ان کو تباہ کیا ہے۔ اور اسی نے اسلامی عمارت کو گرایا ہے۔ کوئی نیک سے نیک تر اور مفید سے مفید ترین کام شروع کر دیکھو۔ تم میں سے ہی تمہارے خلاف آوازے کسنے والے اور بلا وجہ دشمنی کرنے والے پیدا ہو جائیں گے۔ اور بجائے اس کے وہ اس نیک کام کی تکمیل میں تمہارا ہاتھ بٹا کر نیکی کے حصہ دار ہوں۔ وہ جائز و ناجائز طریق پر تمہارے کام میں روڑے اٹکا کر اس کام کو روک دینے پر تمہیں مجبور کر دیں گے۔ اس گندی ذہنیت کی اصلاح کی اس آزادی کے دور میں کوئی صورت نہیں۔ خدا تمہیں سمجھنے سوچنے اور نیک عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور تم اپنی قوتیں تخریبی کاموں پر صرف کرنے کی بجائے تعمیری کاموں پر لگانے کے قابل ہو سکو۔ ایک مسلمان کی بدنامی۔ اسکی رسوائی و ذلت اپنی بدنامی و ذلت خیال کرنے کے اہل ہو سکو جس دن مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو جائے گا۔ اسی روز دنیا دیکھ لیگی کہ اسلام کی اصلی صورت کیا ہے۔ اور مسلم قوم کسقدر باعزت قوم ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(صفحہ ۱۰ سے آگے) پر لکھی گئی تھی شائع کر دیں۔"

(عزیز ڈاکٹر عبدالکریم کی جوانا مرگی اور اسپر جوان عزیزہ کی موت ایسے زہرہ گداز صدمات انسان کی زندگی کو تلخ تر کر دیتے ہیں۔ شاکر صاحب بہترین اہل قلم ناظم و ناثر اور علم دوست شخص ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ آپکو ان صدمات نے خاموش زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا ہے خدائے بزرگ و اکبر آپ کو صبر و تسکین عطا کرے۔ آمین!

مسودات کو بیاض کی صورت میں جمع کرنے کا اچھا شغل ہے۔ غم غلط ہوتا رہیگا۔ اور کام بھی ہو جائیگا۔ ممکن ہے مستقبل قریب میں حالات مساعد ہو جانے سے کاغذ کی قیمت اعتدال پر آجائے تو "آپ" "ارمغان الفت" کی طباعت... واشاعت کے فرض سے عہدہ برآ ہو جائیں۔ خدا آپ کا حامی و معاون ہو آمین۔ ایڈیٹر)

اقوالِ فاروقی رضؓ

مرد باید کہ گیرد اندر گوش در نبشت است پند بر دیوار

میں خود والے سے بات کرنے سے ڈرتا ہوں۔ پس جو اپنے آپ کو عالم کہے جاہل ہے اور جنتی کہے دوزخی ہے۔

جو شخص تہمتوں کی جگہ بیٹھے اسے بدگمانی کرنے والوں کو برا نہ کہنا چاہیئے۔ جو اپنا بھید چھپاتا ہے۔ اس کا اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے بھائی کے متعلق نیک گمان کرو حتیٰ کہ تمہیں بھی خبر معلوم ہو جائے۔ جو تمہارے گمان پر غالب آ جائے۔ مسلمان کی بات جب تک نیکی پر محمول کر سکتے ہو برائی پر محمول نہ کرو۔ سچے دوست اختیار کرو حتی الامکان عقلمندوں سے زیادہ دوستی کرو۔ کیونکہ یہ خوشی میں زینت اور مصیبت میں مددگار رہتے ہیں۔

لوگوں کو ذلیل نہ کرو ورنہ خدا تمہیں ذلیل کر دے گا جس بات سے تمہیں سروکار نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو۔ اپنے دشمن سے الگ رہو۔ دوستوں سے ہوشیار رہو۔ بد کے ساتھ نہ رہو ورنہ وہ اپنی بدی تمہیں سکھا دے گا۔ اس سے اپنا بھید ظاہر نہ کرو۔

اپنے معاملات میں پرہیزگاروں سے مشورہ لو۔ یہ بڑا عیب ہے کہ دوسروں کی برائی تمہیں نظر آئے۔ اور اپنی برائی نظر نہ آئے اور اپنے ہم نشین کو اس بات کا عیب لگا کے تکلیف دو۔ جس کے تم خود مرتکب ہو۔

دنیاداروں اور حاکموں کے پاس زیادہ نہ جایا کرو۔ اس سے ضمیر مردہ ہوتی ہے۔ اور خدا ناخوش ہوتا ہے۔

طمع محتاجی ہے۔ ناامیدی تونگری ہے کیونکہ جو کسی شئے سے ناامید ہو جاتا ہے۔ اس کی پروا نہیں کرتا۔ آخرت کے کاموں کے سوا ہر چیز میں تاخیر بہتر ہے۔

آدمیوں کیلئے حدود مراتب ہیں۔ ہر شخص کو اس کے مرتبہ میں رکھو۔ اور ہر آدمی کو اس کی حد پر قائم کرو۔ اور ہر ایک کو اس کی کارگذاری کے مطابق بلند کرو۔ اپنی ہمتوں کو پست نہ کرو۔ کیونکہ میں نے پست ہمتی سے زیادہ کوئی چیز بزرگی سے روکنے والی نہیں دیکھی۔

بڑا سخی وہ ہے۔ جو ایسے شخص کو دے جس سے فائدہ کی امید نہ ہو۔ بڑا حلیم وہ ہے جو قابو پا کے معاف کر دے بڑا بخیل وہ ہے۔ جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز ہو۔

ایمان تین خوبیوں کے بغیر بیکار ہے۔ ایک علم جس سے جاہل کی جہالت دور کی جائے۔ دوسرے پرہیزگاری جو حرام سے روکے۔ تیسرے خلق جس سے لوگوں کی خاطر مدارات کرے۔

ایمان والے مسلمان کی نشانی یہ ہے۔ وہ اپنی بدی سے رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور نیکی سے خوش ہوتا ہے۔ اور منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بدی سے رنجیدہ نہیں ہوتا۔ اور اگر برائی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کرتا۔

یاد رکھو کہ اسلام بے جماعت کے قائم نہیں رہ سکتا۔ اور نہ جماعت بے حکومت کے اور حکومت بے طاقت کے پس قوم نے جس نے علم و فقہ کی وجہ سے سردار کیا۔ تو وہ شخص بھی زندہ رہتا ہے۔ اور قوم بھی زندہ رہتی ہے۔ اور جس بے علم و فقہ والے کو قوم اپنا سردار بنا لیتی ہے۔ وہ سردار و قوم دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴ ۷ ۱

سادات قریش کا قومی جریدہ ۷۸۶ اگست ۱۹۴۳ء

شعبان المعظم ۱۳۶۲ھ

القریش

ماہنامہ

جلد ۳۰ — نمبر ۸

ایڈیٹر:۔

محسن القوم محمد علیؒ رونق صدیقی

ماہِ مبارک

(جناب نذیر محمد خاں صاحب صبا جالندھری)

خیر مقدم کیجئے ماہِ مبارک آگیا
ابر رحمت ہر طرف سے آسماں پر چھا گیا

رحمتِ کونین ہے وہ ہادیٔ دنیا و دیں
جو پیام و حکم یزدانی ہمیں پہنچا گیا

ہے حصولِ طاعت و تقویٰ کا پیغامِ ازل
جو امام المرسلینؐ تعمیل سے بتلا گیا

منحصر روزوں پہ رکھ کر باطنی اخلاق کو
کیا جمالِ معنوی اسلام کا دکھلا گیا

ماہِ رمضاں سر بسر پابندیٔ اوقات ہے
یہ سبق بھی تو معلّم آخرش سکھلا گیا

رونقِ اسلام قرآں کی تلاوت دیکھئے
شانِ ایماں کی جو دیکھی کفر بھی شرما گیا

روزہ رکھنا ہے مجسّم رحمتِ رحماں صبا
یہ حقیقت وہ نہ جانے گا جو اسکو کھا گیا

تذکرہ برادری

اظہار تشکر

۱۔ "القریش" کے معاون خصوصی کی طرف سے ۲۵ روپیہ امداد کی چوتھی قسط بہ شکریہ وصول ہو چکی ہے جزاک اللہ احسن الجزاء

۲۔ قاضی شاہ ولی صاحب صدیقی وکیل کا زر چندہ بذریعہ منی آرڈر بہ شکریہ موصول ہو گیا ہے۔ دیگر حضرات از خود توجہ فرمائیں وی پی کا انتظار بے سود ہے۔

نمونہ کا پرچہ

۳۔ قحط القرطاس کی وجہ سے زائد پرچے شائع نہیں کئے جاتے اس لئے نمونہ جات کا اجراء ملتوی ہو چکا ہے۔ جو حضرات بہ قیمت قومی القریش جاری کرانا چاہیں وہ زر چندہ مبلغ تین روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔ اگر نمونہ کا ملاحظہ ضروری ہو۔ تو چار آنے کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھجوایا جا سکتا ہے۔ لیکن آجکل صرف ایک پرچہ کے معائنہ سے کوئی صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

ندوۃ القریش کا اجلاس

۴۔ ۸ راگست کو ندوۃ القریش کی مجلس منتظمہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے منظور ہوئے۔

۱۔ یہ اجلاس حکومت پنجاب سے بزور التماس کرتا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کی اشاعت و فروخت کے متعلق ایسا قانون نافذ کرے۔ جس کی رو سے غیر مسلم مطابع اور ناشرین کیلئے قرآن کریم کی طباعت و فروخت ممنوع قرار دی جائے۔ تاکہ کتاب مبین کی بے ادبی کی موجودہ صورت کالعدم ہو جائے۔ اس مفہوم کی ایک قرارداد پہلے بھی منظور کر کے ارکان حکومت کو ولائی جا چکی ہے۔ اور اب پھر گذارش کی جاتی ہے۔ کہ وہ عامۃ المسلمین کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اس اہم مطالبہ کی جانب فوری توجہ مبذول کر دیں

۲۔ یہ اجلاس "ستیارتھ پرکاش" کے ان ابواب و حصص کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ جنہیں مسلمان، سکھ، سناتنی جین وغیرہم مذاہب اور ان کے رہنماؤں اور مذہبی کتابوں کی نسبت دل آزار اور توہین آمیز رویہ اختیار کیا گیا ہے اور حکومت ہند سے گذارش کرتا ہے۔ کہ وہ اس شر انگیز کتاب کے ان حصص کو ضبط کر کے اپنی حق پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے اس فتنہ کا کما حقہٗ سدباب کر دے۔ جس کا مستقبل قریب میں پیدا ہونے کا امکان ہے۔

۳۔ یہ اجلاس اس شقی القلب شخص کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔ جس نے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ پر قاتلانہ حملہ کرنے سے اپنی کمینگی اور فرمایگی کا ثبوت دیا ہے۔ یہ اجلاس حکومت سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ اس شرمناک سازش کا پورا پورا پتہ چلا کر اس قسم کے ننگ انسانیت لوگوں کو عبرتناک سزا دے۔

قومی جلسے

۵۔ فیروزپور جھرکا۔ فیض باغ، بارہ بنکی، نوشہرہ نواب شاہ (سندھ) پیلی بھیت اور غازی آباد کی قومی جماعتوں کے جلسوں کی کارروائیاں موصول ہوئیں۔ ذمہ دار ارکان شغف و انہماک سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ رفتار کار میں وہ سرگرمی نہیں سستی کے آثار نمایاں ہیں۔ بلاشبہ ذاتی مصروفیات مجبور کر دیتی ہیں۔ اور حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہا کرتے۔ لیکن قومی کام جرأت و ہمت اور استقلال و ثبات قدمی کے محتاج ہوتے ہیں۔ جلسوں کا انعقاد رپورٹوں کا انطباع اور کارروائیوں کی اشاعت بجائے خود بہت بڑا کام ہے

روزہ کے شرعی احکام اور مسائل

ماہ رمضان آمدہ اے ترک سخن بر
برخیز و بیا سجدہ و سجادہ بیادہ

وہ مبارک ساعتیں جن کو خالق کائنات نے سات آسمانوں کے اوپر سے "شہر نزول قرآن" اور وہ مسرت اور شادمانیوں سے لبریز گھڑیاں جن کو حضرت ختمی مرتبت امام الانبیا و سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے "سید الشہور" کے جلیل القدر لقب سے یاد فرمایا ہے۔ بہت جلد ہمارے سروں پر سایہ فگن ہونے والی ہیں سب سعادتوں اور رحمتوں کے بیشمار خزانے لٹائے جائینگے رحمت اور مغفرت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالے کے افضال و اکرام رحمت کے بادل بنکر ہم مسلمانوں پر خوب جھوم جھوم کر برسینگے۔ اور اس کے نیک بندے اس بارش سے اپنے دلوں کی سیاہی کو کافور اور تقویٰ و پرہیزگاری کی نعمتوں سے معمور کرینگے غرضیکہ ہر چہار جانب اللہ کی یاد ہوگی۔ اور اسکی عظیم المرتبت کتاب کا دور دورہ ہوگا۔ رسول امی پر صلوٰۃ و سلام ہوں گے۔ اور خشیت و انابت کا عجیب روح پرور نظارہ ہوگا۔ کوئی تسبیح و تہلیل میں مشغول، کوئی اپنے مالک کے ذکر میں مصروف، کوئی بادۂ ایمان سے مخمور اور کوئی نشۂ دینی سے سرشار۔ ادھر کمال عبودیت اور بندگی کا اظہار، ادھر پوری شان رحیمیت اور رحمانیت کا ظہور اور مغفرت و برکت کا اعلان۔ بس مبارک ہیں وہ لوگ جو ان مقدس گھڑیوں کو پائیں اور باعث صد ہزار آفرین ہیں وہ ہستیاں جو اعمال صالح کر کے اپنے رب کے خزانے سے رحمت و برکت حاصل کریں۔

فضائل رمضان

رمضان کے روزے مثل اور فرائض کے فرض ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ پاک نے انتہائے شدومد کے ساتھ ان الفاظ میں انکی فرضیت کو بیان فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ (سورہ بقرہ)

اے ایمان والو تم پر چند دنوں کے لئے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے اگلوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

اس آیت پاک میں اللہ مجدہٗ نے روزے کی فرضیت کی وجہ بھی بیان فرما دی۔ کہ تم تقوے اور پرہیزگاری کی انمول دولتوں سے مالا مال ہوجاؤ گے۔ اسی بابرکت اور مقدس مہینے میں قرآن جیسے متبرک اور باعظمت صحیفہ کا نزول ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ (سورہ بقرہ)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کیلئے ہادی ہے اور اس میں ہدایت اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی نشانیاں ہیں۔ انہیں مبارک ایام میں ایک رات ہے۔ جو ہزار راتوں سے زیادہ افضل و اشرف ہے۔ اور اس میں ملائکہ اور روح کا نزول ہوا کرتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا۔ الآیہ (سورہ قدر)

بیشک ہم نے اس کو (قرآن شریف) قدر کی رات میں اتارا اور تم کیا جانتے ہو کہ قدر کی رات کا کیا مرتبہ ہے؟ قدر کی

رات ہزار مرتبہ ہزار راتوں سے بھی زیادہ ہے۔ اس میں ملائکہ اور روح کا نزول ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے (اور ایک روایت میں ہے جنت کے) کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم و بیہقی و دارمی وغیرہ)

اسی طرح بخاری شریف کی روایت ہے جس میں بھی رمضان کی منت اور جلالت کو ظاہر کیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ ایک معمولی دیہاتی نماز اور روزہ وغیرہ عبادات سے کس طرح جنتی بن جاتا ہے۔

عن ابی هریرۃ ان اعرابیا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دلنی علی عمل اذا عملتہ دخلت الجنۃ قال تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئاً وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ فلما ولی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ کوئی ایسا کام بتا دیجئے کہ جس کے کرنے سے میں جنت کا حقدار بن جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کر۔ اس میں کسی کو شریک نہ بنا۔ فرض نمازیں پڑھ۔ اور فرض زکوٰۃ ادا کر۔ اور روزے رمضان کے رکھا کر۔ اس نے قسم کھا کر کہا۔ کہ میں اس سے زیادہ نہ کرونگا اور نہ کم جب وہ چلا تو حضور اکرم نے فرمایا۔ کہ جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے (بخاری شریف جلد اول باب الصیام)

مسلمان اس حدیث کو غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ کس چیز نے اس اعرابی کو جنتی بنا دیا۔ کیا مسلمان اس پاکیزہ خوشخبری کی تعمیل کے لئے کوشش کریں گے۔

روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود اپنے ہاتھ سے عطا فرماتا ہے صحیح روایت سے ثابت ہے جس کو حضرت امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں اور حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند شریف میں روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام جُنَّۃٌ فلا یرفث ولا یجھل فان امرء قاتلہ او شاتمہ فلیقل انی صائم مرتین والذی نفسی بیدہ الخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک یترک طعامہ وشرابہ من اجلی الصیام لی وانا اجزی بہ والحسنۃ بعشر امثالھا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ روزہ ڈھال ہے۔ (بری باتوں سے) پس فحش نہ کرے اور نہ کسی سے جھگڑا کرے اگر کوئی اس سے لڑے یا گالی دے تو دو مرتبہ کہہ دے۔ کہ میں روزے سے ہوں۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب تر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار محض میرے لئے اپنا کھانا پینا ترک کرتا ہے پس روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکا بدلہ دونگا۔ اور دوسری نیکیوں کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔ بخاری شریف جلد اول ابواب الصیام اور مسند امام احمد بن حنبل و ابن ماجہ)

اللہ اللہ جس عبادت کا خود باری تعالیٰ اپنے ہاتھ سے عوض اور ثواب عطا فرمانے کا وعدہ فرمائے کیا کوئی

بدبخت سے بدبخت مسلمان اس میں ایک لمحہ کیلئے بھی تساہل اور تغافل سے کام لے سکتا ہے۔

روزہ کے ضروری احکام

چاند کی باتیں۔ چاند رویت ہلال سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر چاند نظر آسکتا ہو۔ تو پھر شعبان کے ۳۰ یوم گذرنے سے ابر وغبار کی صورت میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ مستور یا عادل شخص سے بھی ہو جاتا ہے۔ (عادل سے مراد یہ ہے کہ کم از کم گناہ کبیرہ سے بچتا ہو) خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام (الجواہر النیرہ)

روزہ کی تعریف:۔ روزہ نام ہے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے بہ نیت روزہ کے رُکے رہنے کا (عالمگیری وفتاویٰ قاضی خاں)

روزہ کی نیت:۔ روزہ میں نیت ضروری ہے۔ اس کے بغیر روزہ نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے دل میں روزے کی نیت کرلی تب بھی کافی ہے۔ مگر زبان سے یہ کہنا افضل ہے۔ نَوَیْتُ الیَوْمَ غَدًا مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ یعنی میں نے کل کے روزے کی نیت کی (بحر الرائق) رمضان شریف کے روزے کی نیت رات سے کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر رات کو نیت نہیں کی تو دوپہر کے ڈھلنے سے پیشتر ضرور کرلے۔ ورنہ اس روز کا روزہ نہ ہوگا۔ (مرقاۃ فلاح) اگر کسی نے سحری روزہ کی نیت سے کھالی۔ تو یہ سحری نیت کے قائم مقام ہوگی۔ اور پھر جدید نیت کی ضرورت نہیں۔ البتہ زبان سے کہنا افضل ہے۔ (بحر الرائق)

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھول کر کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا یاد آنے پر فوراً رک جانا چاہیئے۔ اگر جان کر یہ یا ان میں سے کچھ کیا جائیگا۔ تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور قضا وکفارہ دونو لازم آئیں گے۔ قضا یہ ہے کہ روزہ کے بدلے روزہ رکھے۔ اور کفارہ یہ ہے۔ کہ غلام آزاد کرے۔ اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے۔ اور کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر ۶۰ مسکینوں کو دو وقت یا ایک کو ۶۰ دن دو وقت کھانا کھلائے۔ اس میں اوسط کھانے والے کا شمار ہوگا۔ روزوں کے کفارہ میں بقدر صدقہ فطر ساٹھ مسکینوں کو غلہ بھی دیا جاسکتا ہے۔ لیعنی ہر مسکین کو (ایک سو چھتّر روپیہ اور اٹھنی بھر وزن) کے برابر گیہوں یا اسکی قیمت (فتاویٰ بزازیہ) تیل اور سرمہ لگانے سے یا مسواک کرنے سے فصد کھلوانے یا بغیر دھوئیں کے خوشبو سونگھنے، کلی کرنے، ناک میں پانی ڈالنے (بشرطیکہ حلق میں نہ جائے۔) اور غسل کرنے سے روزہ نہیں جاتا۔ نیز اگر بلاقصد اور ارادے منہ میں گرد وغبار یا دھواں۔ یا کلی کی تری وغیرہ چلی گئی تو بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (ہدایہ اور طحطاوی شریف)

جن چیزوں سے قضا لازم آتی ہے

ہر غیر فطری چیز کو قصداً کھانے سے صرف قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ لازم نہ ہوگا۔ مثلاً کسی نے کنکر یا کچا لیں یا بہت سا نمک کھا لیا۔ یا روئی، دوا، کاغذ وغیرہ نگل گیا۔ تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ واجب نہ ہوگا۔ یا غروب کے وقت دھوکے میں روزہ کھول دیا۔ رات کے شبہ میں کھاتا پیتا رہا۔ اور بعد میں معلوم ہوا۔ کہ صبح صادق ہو چکی تھی۔ تو ان صورتوں میں بھی قضا ہی لازم ہوگی۔ خود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مگر قصداً کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے (ہدایہ)

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے

کسی چیز کو بلا عذر چکھنا مکروہ ہے۔ اگر ضعف کا احتمال ہو تو فصد کھلوانے یا پچھنے لگوانے سے بھی کراہت آجاتی ہے

جھوٹ بولنا چغلی کھانا۔ غیبت کرنا۔ فضول اور بیکار باتیں کرنا۔ بات بات پر قسم کھانا۔ یہ چیزیں بھی روزہ مکروہ کر دیتی ہیں۔ اور ثواب کم ہو جاتا ہے (عالمگیری و فتاویٰ قاضی خان)

رخصت مریض کا مرض اگر ایسا ہے کہ روزے سے اسکو تکلیف ہوتی ہے تو اس وقت روزہ نہ رکھے۔ شفا پانے کے بعد اس کی قضا کرے۔ اسی طرح اگر حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو یقین ہو کہ روزے سے بچہ کو تکلیف ہو گی تو وہ بھی روزہ قضا کر سکتی ہے۔ مسافر کو اگر روزے سے تکلیف ہوتی ہو تو اس کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر اسکو تکلیف نہیں ہوتی تو بہتر ہے کہ روزہ رکھے (عالمگیری)

وہ بوڑھا جو اپنے سن کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ اور اس کے عوض فدیہ دے۔ یعنی ایک مسکین کو روزانہ دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دے۔ (منہاج الطریق)

افطار و سحر

کھجور سے روزہ کھولنا باعث برکت و ثواب ہے۔ اگر یہ نہ مل سکیں تو پانی سے کھولنا چاہیئے۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ ترجمہ:۔ اے اللہ میں نے تیرے ہی روزہ رکھا۔ اور تجھی پر ایمان لایا۔ اور تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا۔ اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔ سحر کھانا سنت اور باعث ثواب ہے۔ اگر بھوک نہ ہو تو تھوڑا ہی کھا لے سحر میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔ لیکن اتنی تاخیر نہیں کہ طلوع صبح صادق کا گمان ہونے لگے۔ اور افطار میں جلدی کرنا ثواب ہے مگر جبکہ غروب آفتاب کا یقین ہو جائے۔ اور مشرق کی طرف سیاہی بلند ہو جائے۔

نماز تراویح

تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ عورتوں اور مردوں دونوں کیلئے حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ایماندار رہ کر بہ نیت ثواب رمضان میں قیام کرتا ہے۔ اس کے تمام گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ تراویح کا وقت عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد اور وتر سے پہلے ہے۔ ۲۰ رکعت تراویح اس طرح پڑھے کہ دو دو کر کے پڑھیں۔ اور چار رکعتوں کے بعد کچھ دیر آرام کریں۔ اور یہ دعا پڑھیں۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ؁

تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر کسی مسجد میں تراویح باجماعت نہ ہوئی تو سارے محلہ والوں کے ذمہ ترک سنت کی ذمہ داری رہے گی۔ (کنز الدقائق)

تمام رمضان میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ اور اس میں بڑا ہی ثواب لکھا ہے۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ تراویح میں اسقدر تیز قرآن پڑھنا کہ مقتدیوں کے سمجھ میں نہ آئے یا اسقدر لمبی لمبی رکعتیں کرنا کہ مقتدی پریشان ہو جائے سخت مکروہ ہے جس نے عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھی ہو وہ تراویح باجماعت پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح طحطاوی شریف کی روایت کے مطابق اگر کسی شخص نے فرض عشاء باجماعت نہ پائی ہو تو وہ وتر باجماعت پڑھ سکتا۔

تراویح میں امام کے سلام کے بعد اکثر لوگ بیٹھے رہ جاتے ہیں۔ اور جب وہ رکوع جانے لگتا ہے تو اٹھکر شریک ہو جاتے ہیں

ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ ان کو شروع ہی سے شریک ہونا چاہیئے ورنہ ختم قرآن شریف کے ثواب سے محروم رہیں گے۔ اکثر فقہا نے تین دن سے کم میں ختم قرآن کو تراویح میں مکروہ لکھا ہے۔

اعتکاف

اعتکاف آخری عشرہ رمضان کا سنت موکدہ کفایہ ہے یعنی اگر بستی والوں میں سے کسی نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب کے ذمہ سے سنت ساقط ہو جائے گی۔ ورنہ جس بستی کی مسجد میں اعتکاف نہ ہوگا تو سارے بستی والے ترک سنت کے ذمہ دار ہونگے۔ سنت یہ ہے کہ بیسویں رمضان کو قبل غروب آفتاب محلہ کی مسجد میں بقصد اعتکاف داخل ہو۔ اور بلا ضرورت شدید تا رویت ہلال شوال وہاں سے نہ نکلے۔ پاخانہ پیشاب وغیرہ کیلئے بقدر ضرورت باہر نکل سکتا ہے۔ اور فارغ ہونے کے بعد فوراً مسجد میں لوٹ آئے معتکف کو بلا ضرورت بات چیت کرنا اور فضول بکواس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ بلکہ عبادت الہٰی میں بصدق دل معروف رہنا چاہیئے۔ عورتوں کو شوہر کی اجازت سے گھر کے کسی پاک وصاف جگہ میں اعتکاف کرنا چاہیئے مسجد میں ان کا اعتکاف کرنا جائز نہیں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر نفلی اعتکاف مسجد میں نیت کے ساتھ تھوڑی دیر کیلئے بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں بہت ثواب ہے۔ لہٰذا جب نماز کے لئے مسجد میں آنے لگے تو اس نفلی اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیئے۔ یعنی نیت کرتا ہوں میں نفل اعتکاف کی جب تک کہ میں مسجد میں رہوں۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر کی قرآن پاک اور حدیث شریف میں بڑی ہی فضیلت آئی ہے۔ قرآن پاک میں اسکو ہزار راتوں سے بھی بڑھکر افضل بتایا ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ یعنی جو شخص شب قدر میں ایماندار رہکر بہ نیت ثواب عبادت کریگا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مسند ابوداؤد طیالسی)

شب قدر کو رمضان کی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیئے۔ یعنی ۲۱- ۲۳- ۲۵- ۲۷- اور ۲۹ کی۔ راتوں میں شب قدر میں جو چیز دیکھ لے اسے کسی سے بیان نہ کرنا چاہیئے۔ اس سے ثواب میں کمی ہوتی ہے۔ جب قدر پاوے تو یہ دعا نہایت ہی خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنی چاہیئے۔

یوں تو اس بارے میں اور دعائیں بھی منقول ہیں۔ لیکن اس دعا کے متعلق خاص طور پر احادیث میں بہت سی فضیلتیں مروی ہیں۔ اکثر احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شب قدر زیادہ تر ستائیسویں رات کو ہوتی ہے۔ لیکن اسی پر بھروسہ نہ کر لینا چاہیئے۔ بلکہ آخری عشرہ کی ہر رات کو اسے تلاش کرنا اور عبادت و ریاضت کرنا موجب برکت وثواب اور باعث رحمت و مغفرت ہے۔

زکوٰۃ اور اس کے ضروری مسائل

رمضان میں زکوٰۃ اور خیرات دینا بہت ہی زیادہ ثواب ہے ہر قسم کی نقدی چاندی سونا تجارت کی تمام اشیاء پر زکوٰۃ دینا فرض ہے جس شخص کے پاس ½ ۵۲ تولہ چاندی یا ½ ۷ تولہ سونا یا اس سے زیادہ موجود ہو اور اس پر پورا ایک سال گذر جائے۔ اور مال اس کی ضروریات اصلیہ اور قرض سے بھی بچا ہوا ہو۔ تو اس پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ ضروریات اصلیہ سے یہ مطلب ہے۔ کہ اپنے ذاتی استعمال کی تمام ضروری چیزیں خواہ وہ رہنے کا مکان ہو یا پہننے کے کپڑے یا روزمرہ کے استعمال کی دوسری چیزیں اس میں نقدی، سونا چاندی اور تجارت کی تمام اشیاء شامل نہیں ہیں۔ سونے چاندی کے زیورات نقدی میں شامل ہیں۔ لہٰذا ان کی زکوٰۃ بھی دینی فرض ہے۔

زکوٰۃ کے مقدار

زکوٰۃ کے حقدار فقیر، مسکین، مسافر، یتامیٰ، بیوہ عاملین زکوٰۃ کی تنخواہ، نومسلموں کی امداد و اعانت وغیرہ ہیں۔ فی زمانہ مسلمانوں کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دین کی اشاعت اور مسلمانوں میں علم دین کو رواج دینے پر بھی زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جا سکتا ہے۔ مسجد یا مسجد کے تمام کاموں میں اور کسی مالدار آدمی اور سید کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر ہر مسلمان صاحب نصاب پر اپنی اور اپنی اولاد نابالغہ کی طرف سے دینا واجب ہے۔ صدقہ فطر ہر شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ زکوٰۃ ہر سال گذرنا لازمی ہے۔ اور صدقہ فطر میں سال گذرنا ضروری نہیں۔ صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔ رمضان میں یا بعد نماز عید بھی ادا کر سکتے ہیں۔ صدقہ فطر کے حقدار بھی وہی ہیں۔ جو زکوٰۃ کے مگر عاملوں کا اس میں حق نہیں۔ ہر شخص کی طرف سے ایک سو چھتر روپے اور اٹھنی بھر وزن کے برابر گیہوں یا اسکی قیمت ادا کرنی چاہیئے۔ صدقہ اور زکوٰۃ میں جو چیز دی جائے وہ اوسط درجہ کی ہو خراب دینا درست نہیں۔

مسائل عیدالفطر

عید کی نماز دو رکعتیں واجب ہیں۔ ان کو عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ایک بار کے اور کبھی عیدگاہ کے علاوہ اس نماز کو نہیں پڑھا۔ حالانکہ مسجد نبوی میں عبادت کا جو ثواب ہے وہ ظاہر ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی آپ نے اس نماز کو عیدگاہ ہی میں پڑھنا پسند فرمایا۔ پس یہ چیز زیادہ قابل غور و فکر ہے۔

عید کی صبح کو غسل کرنا۔

حسب حیثیت عمدہ کپڑے پہننا۔

خوشبو لگانا۔

بعدہٗ طاق خرمہ کھا کر، اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد، آہستہ آہستہ کہتے ہوئے عیدگاہ جانا طریقہ مسنون اور باعث ثواب ہے۔

عید کی نماز کی ترکیب

یہ ہے کہ ۲ رکعت نماز واجب عیدالفطر چھ تکبیروں کے ساتھ ادا کرنے کی نیت سے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ لے۔ اور سبحانک اللہم آخیر تک پڑھے۔ اور پھر امام کے ساتھ تین بار اللہ اکبر کہے۔ اور ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔ اور چھوڑ دے۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے۔ اور حسب دستور نماز پڑھے۔ دوسری رکعت میں جب امام قرأت سے فارغ ہولے تو اسی طرح تین بار تکبیر کہے۔ اور چوتھی میں امام کے ساتھ رکوع کرے اور حسب دستور نماز پوری کرے بعد نماز متوجہ ہو کر خطبہ سنے۔ اگر دوسری وجہ سے آواز نہ آتی ہو تب بھی خاموش اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔

اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں اسوقت آکر ملا جبکہ امام تکبیرات عید ادا کر چکا ہو تو اکیلا نیت باندھ کر ہاتھ اٹھا کر ۳ تکبیریں کہے۔ اور امام کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں تھیں۔ کہ امام رکوع میں چلا گیا۔ تو خود بھی رکوع میں چلا جائے۔ اور رکوع ہی میں بلا ہاتھ اٹھائے تکبیریں کہہ لے اور اگر خدانخواستہ کسی شخص کی پہلی رکعت فوت ہو جائے۔ تو دوسری میں شریک ہو جائے۔ اور جب امام سلام پھیر دے۔ تو اپنی فوت شدہ رکعت اس طرح ادا کرے۔ جس طرح امام دوسری رکعت ادا کرتا ہے۔ یعنی پہلے قرأت پڑھے۔ پھر تین تکبیریں کہے اور چوتھی کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے۔ اور سجدہ و التحیات وغیرہ پڑھ کر اپنی نماز پوری کرے۔

عیدگاہ میں اگر کسی کا وضو ٹوٹ جائے۔ اور وضو کرنیکا موقع نہ ہو۔ تو بحالت مجبوری تیمم کر کے نماز میں شریک ہو سکتا ہے

امام خطبہ ختم کر کے دعا مانگے۔ جو مسلمانوں کی دینی و دنیاوی فلاح اور نجات پر مشتمل ہو۔

امام کے ساتھ مقتدیوں کو بھی دعا میں شریک رہنا چاہیئے

خطبہ کے دوران میں بات چیت کرنا قطعاً ممنوع ہے۔

نیز اس وقت خیرات کا مانگنا اور کسی چیز کے متعلق سوال کرنا بھی ممنوع ہے۔ (الجواہر النیرہ و بحرالرائق)

واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت اور برکت اور توفیق سے ہم لوگوں کو ایمان خالص اور اعمال صالح کی توفیق عنائت فرمائے۔ آمین۔

واٰخر دعوٰنا عن الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

حیدرآباد فرخندہ بنیاد

حیدرآباد دکن میں زراعت کی ترقی

سنہ ۱۹۱۳ء میں سررشتۂ زراعت قائم کیا گیا۔ آلیرا کاما ریڈی سنگاریڈی، محبوب نگر، پربھنی، رائچور، ورنگل، حمایت ساگر، رودرور اور ہمن چرد میں تجرباتی مزرعوں کا قیام عمل میں آیا۔ اور ان کے ساتھ متعدد شاخہاے اتی شعبے بھی قائم کئے گئے۔

زرعی تحقیقات کی غرض سے شعبہ کیمیا، شعبہ نباتیات، شعبہ ماضیلی، شعبۂ حشریات اور شعبہ نگہداشت حیوانات کا قیام عمل میں آیا۔

سنہ ۱۹۳۱ء میں سررشتہ زراعت کے مصارف ۳۶۰۰۰ روپے تھے۔ جو سنہ ۱۹۳۲ء میں اضافہ ہو کر ۳۱ء۱۰ لاکھ روپے ہو گئے۔

سررشتہ زراعت نے کپاس، جوار، گیہوں اور دھان کے متعلق تحقیقی تجربے کئے اور ممالک محروسہ میں مختلف اقسام کے نئے تخموں کی کاشت کو رواج دیا۔ اور اس طرح مزارعین کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

آبپاشی

پرانے تالابوں کی مرمت اور نگہداشت پر ۳۵ء۷ کروڑ روپے صرف کرنے کے علاوہ مندرجہ ذیل نئے پروجیکٹ بھی مکمل ہوچکے ہیں۔

(۱) نظام ساگر پروجیکٹ۔ بڑی نہر ۷۲½ میل طویل ہے۔ اور (۲۷۵۰۰۰) ایکڑ اراضی سیراب کرنے کیلئے بنائی گئی ہے۔ نہروں کو شامل کر کے اس پروجکٹ کی تعمیر پر (۴ء۵۷) کروڑ روپے صرف ہوئے۔

(۲) پالیر پروجیکٹ۔ یہ تعلقہ کھمم ضلع ورنگل میں تعمیر ہوا ہے ذخیرہ آب کی تعمیر پر (۲۴ء۶۱) لاکھ روپے صرف ہوئے۔ اور اس سے (۱۹۶۵۰) ایکڑ اراضی سیراب ہوسکتی ہے۔

(۳) ویرا پروجکٹ:۔ یہ پروجکٹ بھی کھمم ضلع ورنگل میں تعمیر ہوا ہے۔ پشتے کی تعمیر پر (۲۳ء۱۶) لاکھ روپے صرف ہوئے اور اس سے (۱۷۳۹۰) ایکڑ اراضی سیراب ہوسکتی ہے

(۴) پوچارم پروجکٹ:۔ یہ پشتہ دریائے مانجرا کے ایک معاون الیر پر باندھا گیا ہے۔ اور اس کے تعمیر پر (۳۱ء۶۲) لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں۔ اس ذخیرہ سے (۱۳۰۶۹) ایکڑ اراضی سیراب ہوسکیگی۔

(۵) محبوب نگر اور فتح نہر پروجکٹ۔ محبوب نگر پروجکٹ

سے (۸۵۰۰۴) ایکڑ اور فتح نہر سے (۲۵۰۰) ایکڑ اراضی سیراب ہوتی ہے۔ اس اسکیم کی تکمیل پر (۲۲٫۱۵) لاکھ روپے صرف ہوئے

ڈنڈی پروجکٹ:۔ اس کی تعمیر پر (۳۵٫۳۰) لاکھ روپے صرف ہوئے۔ اور اس سے (۴۵۰۰۰) ایکڑ اراضی سیراب ہو سکتی ہے۔

ان کے علاوہ (رین پلی، بویل مرجلہ) پنڈی پاکلا، روٹی اور لکشمن چندرا جیسے متعدد چھوٹے ذخائر اب بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ جن پر علی الترتیب ۷۵، ۱٫۰۳، ۴٫۸۴، ۳٫۹۵، ۲٫۶، ۶٫۴۲، ۴ اور ۷۵، ۳ لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں۔

دیہی تنظیم اور اصلاح

سنہ ۱۹۱۳ء میں سررشتہ امداد باہمی کی تنظیم ہوئی۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں امداد باہمی کے اصول پر مرتب کردہ تنظیم کی ایک اسکیم منظور کی گئی۔ ممالک محروسہ میں تمام اقسام کی مجالس امداد باہمی کی مجموعی تعداد (۴۵۰۰) ہے۔

امداد باہمی کے صدر بینکوں کی تعداد (۴۰) سے زیادہ ہے۔

تنظیم دیہی کا مرکزی بورڈ قائم کیا گیا۔

مجالس تنظیم دیہی کی تعداد (۱۲۰) ہے۔

سنہ ۱۹۴۲ء میں تین لاکھ روپے کے سرمایہ سے دیہی تنظیم کے لئے ایک غیر استردادی سرمایہ محفوظ قائم کیا گیا۔

کاشتکاروں کی امداد

سنہ ۱۹۳۷ء میں معاشی تحقیقات ہوئی۔

کاشتکاروں کی امداد کے لئے جون سنہ ۱۹۳۸ء سے دستور العمل قرض دہندگان اور دستور العمل مصالحت قرضہ کا نفاذ ہوا۔

سنہ ۱۹۴۱ء میں قانون گروی بینک منظور ہوا۔

سنہ ۱۹۴۲ء میں سرمایہ محفوظ برائے قحط کا قیام عمل میں آیا جس میں حکومت ہر سال پندرہ لاکھ روپے کا اضافہ کرتی ہے۔

فصل خراب ہونے کے باعث مسلسل عام معافیوں کے علاوہ، جو کہ محکمہ مالگزاری کی نمایاں خصوصیت ہیں۔ اعلیحضرت بندگان عالی کے عہد حکومت کی سلور جوبلی کے موقعہ پر (۴۰) لاکھ روپے کی خصوصی معافی عطا کی گئی۔

سنہ ۱۹۲۷ء میں بیگار کا طریقہ مسدود کر دیا گیا۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں غیر محصورہ جنگلات میں مویشی چرانے کا محصول معاف کر دیا گیا۔

سنہ ۱۹۳۵ء میں قانون معاہدات بھگیلا کا نفاذ ہوا تاکہ مزدوری کے بعض طریقے منسوخ کر دیئے جائیں۔

سنہ ۱۹۳۶ء میں ریکارڈ آف رائٹس ایکٹ منظور ہوا۔

سنہ ۱۹۴۲ء میں قولداروں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا۔

زرعی تحقیقات اور تعین مالگذاری کے سررشتہ کی جدید اصول کے مطابق از سر نو تنظیم ہوئی۔

ریاست حیدر آباد میں تعلیمی ترقی

حیدر آباد دکن حضور نظام سنہ ۱۹۱۱ع میں تخت نشین ہوئے اور اس وقت تعلیمات کے سالانہ مصارف صرف (۹٫۶۹) لاکھ روپیہ تھے۔ لیکن اب یہ مصارف (۱۲۰٫۷۵) لاکھ روپے ہوگئے ہیں۔

گذشتہ ۲۵ سال کے عرصہ میں تعلیمی اداروں اور تعلیم پانے والوں کی تعداد میں پانچ گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں مدرسہ جانے کے قابل عمر والی آبادی کا ۵ فیصد سے بھی کم حصہ زیر تعلیم تھا۔ لیکن اب یہ تعداد تقریباً ۱۸ فیصد ہوگئی ہے جو لڑکے مدارس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ سکول جانے کے قابل عمر والی آبادی اناث کا تقریباً ۵ فی صد ہیں۔ اس کے برعکس پہلے یہ تعداد (۰٫۷) فی صد تھی۔ گویا کہ اب تعلیم پانے والے لڑکوں کی تعداد پانچ گنی اور لڑکیوں کی تعداد سات گنی ہوگئی ہے۔

ممالک محروسہ کے تمام حصوں میں مدارس کا ایک جال سا پھیلا ہوا ہے اور ہر موضع کیلئے مدرسہ قائم کرنا مقصود ہے

اگر جنگ شروع نہ ہو گئی ہوتی تو لازمی ابتدائی تعلیم اب تک نافذ کر دی جاتی۔ لیکن یہ تجویز اس لئے ملتوی کر دی گئی ہے کہ اس کے لئے کافی مصارف کی ضرورت ہے۔ فی الحال (۵۰۰۰) سے زیادہ تحتانی مدارس موجود ہے۔ اور ابتدائی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ غرض کہ اس طرح حیدر آباد کی وفادار رعایا ترقی کر رہی ہے۔ اور بہترین طریقے پر ملک و مال کی خدمت کرنا ہی اس کا مقصد حیات ہے۔

حضور نظام کے یوم پیدائش پر خطابات

حیدر آباد، ۴ر اگست۔ حضور نظام اپنے یوم پیدائش پر مندرجہ ذیل امرا اور افسران کو خطابات سے نوازا ہے۔

مولوی قطب الدین خاں "قطب یار جنگ" سید عباس "عباس یار جنگ" سید محمد عسکری حسن "عسکر نواز جنگ"، سید کاظم الدین "کاظم نواز جنگ"، میر عالم علی خاں چیف جسٹس "عالم یار جنگ" غلام محمد قریشی سیکرٹری تعمیرات "محمود نواز جنگ" محمود یار جنگ، خواجہ معین الدین انصاری پولیٹیکل سیکرٹری "معین نواز جنگ" سید خیر الحسن ہوش بگرامی "ہوشیار جنگ" حکیم مقصود علی خاں سابق ناظم یونانی میڈیکل ڈیپارٹمنٹ "مقصود جنگ" اور خان بہادر احمد محمد الدین سوداگر سکندر آباد "احمد نواز جنگ" (اد-پی)

(تذکرہ برادری صلا سے آگے)

لیکن تساہل و تکاہل اور جلسوں کے انعقاد میں طویل تاخیر متحرک قوائے کو ساکت کر دینے کا سبب ہو جاتی ہے۔ فلہذا ہم محترم کارپردازان انجمن لہٰذا کو مخلصانہ مشورہ دیں گے۔ کہ وہ قومی امور کو ذاتی معاملات پر قربان نہ ہونے دیں۔ قومی و ملی کام ایسے نازک ہوتے ہیں کہ ان کا تواتر و تسلسل ایک بار ٹوٹ جائے۔ تو پھر اس کا جاری و ساری ہونا مشکلات و محالات سے ہو جایا کرتا ہے۔ قلت حجم کے سبب سے جلسوں کی کاروائیاں بالاختصار بھی شائع نہیں ہو سکتیں۔ امید ہے کہ اس فروگذاشت کے لئے جو دراصل فروگذاشت نہیں ہے۔ ہمیں معذور خیال کیا جائیگا۔ بہرحال ہم کارکنان انجمن کی خدمات کو قابل تبریک سمجھتے ہیں۔ خدا انہیں بیش از بیش توفیق اور جزائے خیر دے۔ آمین

مختصر جوابات

۱- بجواب استفسار مکرمی پیر محمد افضل صاحب تحریر ہے۔ کہ القریش کی صحیح تاریخ اشاعت ہر انگریزی مہینہ کی ۱ مقرر ہے اگر بروقت کاغذ مل جائے تو مقررہ تاریخ پر شائع ہو جاتا ہے ورنہ چند روز کی تاخیر سے۔ اگر آخیر ماہ تک پرچہ موصول نہ ہو۔ تو آپ دفتر کو مطلع کر کے دوبارہ طلب فرما سکتے ہیں۔

۲- قریشی محمد اسحاق صاحب خریدار نمبر ۶۹۱، جواباً التماس ہے کہ "جمعیۃ القریش" کے نام سے اگر کوئی جماعت قائم ہے یا کبھی تھی۔ تو وہ مراسیوں یا قصابوں کی خیال فرمائیے۔ سادات قریش برادری نے ابھی تک اپنی کسی جماعت کا نام "جمعیۃ القریش" تجویز نہیں کیا۔ آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔

۳- مولوی عبد الرزاق صاحب ہاشمی خریدار ۲۰۳ سے گذارش ہے۔ کہ شیخ المشائخ حضرت بہاؤ الحق صاحب ذکریا ملتانی رحؒ کی سوانح حیات مجھے ایک دفعہ مخدوم حسن بخش صاحب (مرحوم) سجادہ نشین آنریری مجسٹریٹ، رئیس اعظم ملتان سے دستیاب ہوئی تھی۔ آپ اُن کے صاحبزادہ صاحب جو موجودہ سجادہ نشین ہیں۔ سے خط و کتابت کریں۔ ممکن ہے۔ کوئی نسخہ مل جائے۔

۴- مولوی فضل الرحمٰن صاحب صدیقی خریدار نمبر ۱۸۲، "ندوۃ القریش" کے مقاصد و قواعد اور فاضلکا کے قومی اجلاس کی مفصل مطبوعہ رپورٹ ارسال ہو رہی ہے۔ ابتدائی کاغذ نیو ل

کی رپورٹ کبھی شائع نہیں ہوئی مختلف جلسوں اور کارروائیوں کی رپورٹیں القریش میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ اس لئے ان کے بھجوانے میں تامل ہے۔ حصول حقوق زراعت سے متعلقہ کارروائی "دلیل صداقت" کے نام سے کتابی شکل میں علیحدہ شائع کی گئی تھی۔ اس کے حصول کیلئے سیکرٹری صاحب ندوۃ القریش سے خط و کتابت کریں۔

مبارکباد

مکرمی قریشی مظفر الدین صاحب متین سپرنٹنڈنٹ ڈی۔ سی آفس بہاولپور گذشتہ سال چشتیاں شریف میں نائب تحصیلداری کے عہدہ پر مامور ہوئے تھے۔ مقام مسرت ہے کہ اب آپ حسن کارگذاری کی وجہ سے ترقی کر کے وہیں تحصیلداری کے عہدہ پر فائز ہوئے ہیں۔ گویا اب پوری تحصیل کی زمام انتظام آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس غیر معمولی ترقی کیلئے ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہوئے بارگاہ رب العزت سے ترقیٔ مدارج کے لئے بخلوص قلب داعی ہیں۔

یاددہانی

جن حضرات کا سال خریداری اس اشاعت کیساتھ ختم ہوتا ہے۔ وہ بجمیت قومی سال آئندہ کا زرچندہ بصیغہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں
"منیجر"

مقامی

تبادلہ

آغا غلام رضا خاں تحصیلدار پورے سوا تین سال بعد امرتسر سے تبدیل ہوئے ہیں۔ اس اثناء میں جس خوش اسلوبی، رواداری اور مصلحت اندیشی سے آپ نے اپنے فرائض مفوضہ انجام دیئے ہیں۔ وہ بہر نوع قابل ستائش ہیں۔ ادنیٰ ماتحت سے اعلیٰ حیثیت کے اہلکاروں تک آپ کے حسن سلوک، انسانی حمیت و مروت کے مداح اور زمینداروں اور اہل مقدمہ آپ کے رویہ سے ہمیشہ شادکام رہے ہیں۔ یار و اغیار سے اخلاق و آداب سے ملنا آپ کا طرز عمل رہا ہے۔ ۱۰ اگست کو وداعی جلسہ میں اہلکاران تحصیل اور عملہ پٹوار کی طرف سے آپ کی خدمت میں شاندار ایڈریس دیا گیا۔ ہمیں آغا صاحب ایسے مخلص و ہمدرد دوست اور نیک طینت افسر کے تبادلہ کا افسوس ہے۔ دعا ہے کہ خدائے قادر و توانا کا فضل ان کے شامل حال رہے۔

قابل توجہ پوسٹماسٹر امرتسر

شریف گنج و ملحقہ نوآبادیات کی آبادی زائد از ۲۵ ہزار شمار کی جاتی ہے۔ یہ علاقہ کم و بیش بارہ چھوٹی بڑی آبادیوں پر مشتمل ہے۔ جس میں کئی دفاتر موجود ہیں۔ اور ڈاک بڑی بھاری تعداد میں آتی ہے۔ لیکن یہ بڑی مصیبت ہے کہ جب پوسٹمین علاقہ سے واقف ہوتے ہیں تو انہیں تبدیل کر کے اَن ٹرینڈ، نوآموز اور ناواقف آدمی لگا دئے جاتے ہیں۔ جس سے پبلک کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ چونکہ ڈاکیوں کے بار بار تبادلوں سے پبلک کئی دفعہ تکلیف اور نقصان برداشت کر چکی ہے۔ اس لئے خواہش عامہ یہ ہے کہ موجودہ ڈاکیوں کو تبدیل نہ کیا جائے۔ امید ہے کہ پوسٹماسٹر صاحب امرتسر اہالیان نوآبادیات کی اس جائز خواہش پر ہمدردانہ غور کر کے تشکر و امتنان کا موقعہ دیں گے۔

وزیر ہند پریس واقعہ ہال بازار امرتسر میں محمد علی رونق پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش واقعہ شریف گنج امرتسر سے شائع کیا (ایڈیٹر محمد علی رونق)

31-9

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۷۴

۴۹۶

صاحب رجسٹر ... رسالہ جامعہ
دہلی Delhi

سادات قریش کا قومی جریدہ

اَلقُریش

امرتسر

اکتوبر ۱۹۴۳ء
شوال المکرم ۱۳۶۲ھ

جلد ۱۳ —— نمبر ۹

حوادث حاضرہ پر لمحہ فکریہ

پاداش عمل

عصیان و طغیان جب حد سے گذر جائے۔ حق اللہ و حق العباد سے چشم پوشی ہونے لگے۔ خورد و بزرگ میں تمیز نہ رہے۔ رعیت و رعایا کے روابط و ضوابط میں کشیدگی کے آثار پائے جائیں۔ اخلاق و آداب کا فقدان ہو، حق و باطل میں امتیاز نہ رہے۔ اور انسان خود بینی کے نشہ میں چور صراط مستقیم سے بھٹک جائیں۔ تو غیرت خداوندی جوش زن ہو کر اس بے شعوری و بد تمیزی کو عقل و خرد کے احاطہ میں محیط کرنے کیلئے آئین فطرت بروئے کار لانے پر مجبور ہوتی ہے۔ اقوام و ملل کے تصادم، اور باہمی بد اعتمادی کی شکل میں سرزنش و تہدید کی تمہید ہوتی ہے۔ اور جب اس سے بھی چشم عبرت وا نہ ہو تو ارضی و سماوی وباؤں کا نزول لاحق ہو جاتا ہے۔ اور پھر ان قہاریوں کا نزول لازم ہوتا ہے۔ جو خوفناک سیلاب۔ مہیب و تباہ کن زلزلے، طوفان باد و باراں۔ ہوس ملک گیری کے فتنے، جدل و پیکار، خونناب فشانی کے مختلف النوع کوائف، قحط و خشک سالی اور فاقہ کشی کی صورت میں نمودار ہو کر گم کردہ راہ عافیت پسندوں کو گوناگوں مصائب میں مبتلا کر دیتی ہیں اور پھر قدر عافیت معلوم کرنے کی مہلت نہیں دیتے ان کا نزول پے بہ پے اس شدت کے ساتھ جاری و ساری ہو جاتا ہے کہ زمان و زمانیان اس کے بے پناہ سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہنے لگتے ہیں۔ دور حاضرہ پر یہ تمام مصائب مسلط ہیں اور ان کی گرفت روز افزوں، لیکن ہم دیدۂ عبرت وا کرنے کی توفیق نہیں پاتے،

یہی بداعمالیاں ہی تو ہیں، جن کیلئے قہر الٰہی جنگ کی صورت میں برپا ہے۔ جس میں اس کثرت کے ساتھ جان و مال کا اتلاف ہو رہا ہے کہ انسانی عقل و دانش اندازہ سے قاصر ہے روزمرہ کے اتفاقی حوادث سے تختۂ زمین پر جو تباہیاں ہو رہی ہیں۔ وہ اس سے سوا ہیں۔ ذرا غور و فکر سے کام لیا جائے اور تھوڑی دیر کیلئے اپنے مشاغل سے فرصت پا کر ان حالات سے کچھ اخذ کرنے کی سعی کی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ دنیا کا ماحول بدل رہا ہے۔ زمانہ انداز خصوصی کے ساتھ نئی کروٹ لے رہا ہے۔ اور

کچھ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ گویا دنیا برباد ہو رہی ہے۔

ایک دن کے حوادث جو صرف ایک اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔ روزنامہ شہباز مطبوعہ یکم اکتوبر کے صفحہ اول پر درج ہے۔

• بنارس۔ ۹ ستمبر۔ دریائے ورونا اور دریائے گومتی کے خوفناک سیلاب کی وجہ سے بنارس اور جونپور کے شہروں کی حالت نازک ہو گئی ہے۔ پانی دونوں شہروں میں بڑے زور کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے۔ آمد و رفت کیلئے ہر طرف کشتیاں چلنے لگی ہیں۔ اب پانی کچھ کچھ گھٹتا معلوم ہو رہا ہے۔ خاص طور پر سیلاب کی وجہ سے ذولاجیکل سروے آف انڈیا کی بلڈنگ کی ہر چیز ڈوبتی نظر آرہی ہے۔ پانی بلڈنگ میں داخل ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر بانی پرشاد ڈائرکٹر اور ان کے خاندان کو ایک کشتی کے ذریعہ ان کے مکان سے نکال لیا گیا ہے۔ صرف بنارس شہر میں پانچ ہزار سے زائد اشخاص بے گھر ہو گئے ہیں۔ پانی ہر طرف پھیل گیا ہے جس کی وجہ سے مکان دھڑا دھڑ گر رہے ہیں۔ شہر میں مکان گرنے کی وجہ سے اس وقت تک جن آدمیوں کی موتیں واقع ہو چکی ہیں۔ ان میں دو موتیں بڑی ہی افسوسناک تھیں۔ ایک عورت کے ہاں ابھی ابھی ایک بچہ پیدا ہوا تھا کہ پانی اس کے مکان میں داخل ہو گیا۔ اور مکان کی دیواریں اور چھتیں بیٹھ گئیں۔ اور ماں اور بیٹا ایک ساتھ چل بسے۔ بنارس کے آس پاس کے دیہات میں سیلاب کی وجہ سے جو تباہی مچی ہے۔ وہ بڑی ہی ہولناک ہے۔ گاؤں کے گاؤں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور پانی اس طرح بہہ رہا ہے۔ جیسے زمین نے پانی کے سارے خزانے اگل دیئے ہیں۔ مصیبت زدوں کی امداد کیلئے حکومت کے اہلکار اور دوسرے پبلک ادارے بڑی جانفشانی سے کام لے رہے ہیں۔ سنسار کے نامہ نگار نے جون پور سے ٹیلیفون کے ذریعہ اطلاع دی ہے۔ کہ دریائے گومتی میں بھی خوفناک سیلاب آگیا ہے۔ سیلاب کا پانی شہر کے تین حصوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اور کئی ہزار اشخاص یہاں بھی بے گھر ہو گئے ہیں۔ یہ بے گھر لوگ پبلک مقامات پر پناہ گزیں ہو رہے ہیں۔ دونوں شہروں میں تباہی ایسی ہولناک ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

۲۔ اسی اخبار میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ "ایک ہفتہ میں ایکہزار چار سو بانوے بنگالی بھوک کی نذر ہو گئے"

۳۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک مل میں آگ لگ جانے سے تین لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ جس میں پچاس ہزار روپے کا غلہ جو مزدوروں کے لئے جمع کر رکھا تھا جل گیا۔

خدا جانے اس قسم کے اور کتنے واقعات ہوئے ہوں گے۔ جو ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ کاش ہم ان المناک واقعات سے متاثر ہو سکتے۔ اور ان ہولناکیوں سے درس عبرت حاصل کر کے اپنے افعال و اعمال اور اطوار و کردار کا جائزہ لے کر اپنی اصلاح کی جانب توجہ دینے کی توفیق پاتے۔ مگر ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہم قدرت کے تازیانہ ہائے عبرت سے بے پروا اسی بے راہ روی کے خمار میں مخمور اور اسی لے میں مست ہیں جس کی پاداش میں ہم مبتلائے مصائب و آلام کر دیئے گئے ہیں۔

سامان خورد و نوش، وسائل تن و توش اور اسباب زندگی بہمہ وجوہ بکثرت موجود ہونے کے باوصف یہ سرگردانی و حیرانی یہ وبائے قحط اور یہ فاقہ کشی، کیوں؟ حاکم و محکوم سرمایہ دار و مفلوک الحال، آقا و خادم۔ تاجر و مزدور ہر شخص بے چینی و بدامنی سی محسوس کر رہا ہے۔ رزم میں، بزم میں، ہر جگہ یاس برس رہی ہے اور اطمینان کا سانس لینا کسی کو نصیب نہیں۔ یہ سب کچھ پاداش عمل نہیں تو کیا ہے؟

خدا کے بندوں نے قانون فطرت سے روگردانی کی آئین مذہب کو اپنی عقل کے سانچہ میں ڈھالنے کے درپے ہوئے اور کچھ ایسے بگڑے کہ خالق کل اور رازق مطلق تک سے منہ موڑ لیا۔ نفسانی

خرافات اور شیطانی وساوس کے پجاری بن کے رہ گئے۔ تو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔ کوئٹہ اور بہار کے قیامت خیز واقعات بڑکی کے وہ ہولناک زلزلے، دریاؤں کی تباہ کاریاں اور پہاڑوں کی آتش فشانیاں ہمیں اصلاح الاعمال کی دعوت دے چکیں۔ جب ان پر بھی ہماری فرعونیت وتمرد میں فرق نہ آیا تو نظام عالم بدلنے کے لئے ید قدرت کو جنبش ہوئی۔ اور آفات وبلیات کی گھنگھور گھٹائیں اٹھیں اور عالم وعالمیان پر چھا گئیں۔ اور جو کچھ گذر رہی ہے۔ وہ ہمارے سامنے ہے۔ اللھم ارحم!

ان بیماریوں اور قہاریوں کا دفعیہ اور واحد علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بندگان خدا راست روی اختیار کریں۔ عروۃ الوثقیٰ تھامیں۔ قانون قدرت کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ خدائے قدیر کی بارگاہ میں سر جھکائیں۔ اپنی نافرمانیوں پر پشیمان ہوں۔ کہ وہی ان ہولناکیوں سے مامون ومحفوظ رکھنے کی قدرت رکھتا ہے اور بس، فاعتبروا یا اولی الابصار،

قرآن مجید کا معجزہ

قرآن کریم سراپا برکت، سراپا رحمت اور دنیا ودین کی ساری نعمتوں، فضیلتوں، راحتوں اور رافتوں کا لازوال خزانہ ہے۔ از ابتدا تا انتہا سورۂ "فاتحہ" سے سورہ "والناس" تک کا لفظ لفظ اپنے اندر کون ومکان اور زمین وزماں کی وہ خوبیاں لئے ہوئے ہے کہ ان کا اندازہ ان کا شمار اور ان کا حد حساب فہم وادراک انسانی سے بہت بلند اور بہت دور ہے۔ ہر بیماری کا علاج، ہر مشکل کا حل، ہر دقت کا سہل، ہر آفت کا رد کلام پاک میں موجود سفر میں حضر میں، آزادی میں، زندان میں میدان کارزار میں اور گوشۂ عافیت میں جہاں چاہو اور جس صورت میں چاہو آیات بینات کفیل ہونگی۔ خدائے ذوالجلال کی کرم بخشی ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو ایسی نعمت عطا فرمائی۔ کہ جس کا لفظ لفظ اور آیت آیت بجائے خود ایک معجزہ ہے۔

تازہ ترین مشاہدہ سنئے، ہمارے ایک محترم بھائی جالندھر میں معزز عہدہ دار ہیں۔ آپ جس مکان میں رہتے ہیں اس میں موٹے موٹے کیڑوں کی۔ سقدر کثرت تھی۔ کہ کھانے پینے اور سونے بیٹھنے کے سامان واسباب میں ان کی چھاؤنیاں پڑی رہتی تھیں۔ بھائی صاحب کا بیان ہے کہ کیڑوں کی اس یلغار سے تنگ آ کر ہم مکان چھوڑنے کیلئے مجبور ہو گئے تھے۔ کہ ایک روز میں نے قرآن کریم کی ایک آیت شریف پرزہ کاغذ پر لکھ کر اس جگہ رکھدی۔ جہاں اس سیاہ فوج کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اب قرآن کریم کی اس آیت کی تاثیر برکت یا اعجاز دیکھئے کہ تمام کیڑے یکدم وہاں جمع ہوئے اور پھر سب کے سب قطار اندر قطار ایک جانب رخ کر کے چل دیئے۔ اور سب کے سب خدا جانے کتنے لاکھ کی تعداد میں ہونگے۔ ایک خالی الماری کے ایک خانہ میں جمع ہو گئے۔ اب باقی سارا مکان خالی ہے کہیں کوئی کیڑا نہیں پایا جاتا۔ خورد ونوش کا سامان دودھ، گھی، چینی اور گھر کا باقی اسباب سب ان کی زد سے محفوظ ہے۔ کیڑوں کے اس لشکر کو الماری میں رہتے ہوئے کئی روز گذر گئے کہ ایک دن وہی کاغذ الماری کے اس خانہ میں رکھ دیا گیا۔ چند ہی منٹ بعد کیڑوں نے وہاں سے حرکت کی اور مکان کا نچلا حصہ چھوڑ کر چھت پر ڈیرے ڈالدیئے۔ شدت گرمی کی وجہ سے ہمیں چھت پر سونا لازم تھا۔ وہاں بھی جب تکلیف محسوس ہوئی تو وہی کاغذ پھر کیڑوں میں رکھ دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کیڑے وہاں سے بھی بھاگے اور آناً فاناً غائب ہو گئے۔ اب مکان میں کبھی کوئی کیڑا دکھائی نہیں دیا۔ یہ ہے قرآن کریم کی برکت، یہ ہے کلام الٰہی کا معجزہ! سبحان اللہ تعالیٰ۔

جو لوگ اس صحیفہ آسمانی اور کلام ربانی کے فیض لامتناہی سے مستفیض ہونیکی توفیق نہیں پاتے انکی بے نصیبی وبدبختی میں بھی کوئی کلام ہو سکتا ہے؟

کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض کے نزدیک کلام پاک

کی یہ قدر ہو۔ وہ خدائی احکام کو یوں تسلیم کریں۔ اور انسان جو اشرف المخلوق ہونے کا مدعی ہے۔ جسے قدرت نے عقل سلیم اور فہم و ادراک عطا فرمایا ہے۔ قوت غور و فکر ودیعت کی ہے۔ اس کی سرکشی، خود بینی اور تمرد کا یہ عالم ہو۔ کس قدر شرم کا مقام ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضور نظام کی زرپاشی

اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ و حشمتہٗ شہریار دکن و برار کی شاہانہ فیاضی و کرم گستری سے ایک دنیا مستفیض ہو رہی ہے۔ دنیا بھر کے علمی و فنی اور مذہبی و مجلسی ادارے بلا تمیز مذہب و ملت یکساں جہاں پناہ کی داد و دہش سے متمتع ہو رہے ہیں اخباری اعلان مظہر ہے۔ کہ حال ہی میں اعلیحضرت نے انڈین جیمخانہ کلب لندن کیلئے ۱۵۰ اسٹرلنگ سالانہ کی امداد منظور فرمائی ہے حضور کا یہ عطیہ جنگ کے ایک سال بعد تک جاری رہے گا۔

جامعہ عثمانیہ

حیدر آباد (دکن) کے جامعہ عثمانیہ کا شعبۂ طبیہ جو عثمانیہ کلیہ طبیہ" کے نام سے موسوم ہے ۱۹۲۷ء سے اب تک ۱۳۳ ڈاکٹروں کو اسناد دے چکا ہے۔ اس وقت اس کالج میں ۱۸۶ طلباء زیر تعلیم ہیں جن میں ۱۲ لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ اردو کا ذریعۂ تعلیم ہونا اس پیشہ میں مہارت حاصل کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ کا سبب نہیں ہوا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کالج کے جو طلباء اعلیٰ تر تعلیم حاصل کرنے کیلئے مغربی ممالک کو گئے انہوں نے وہاں بھی امتیازات و اعزازات خصوصی حاصل کئے۔

طب سے متعلق ۴۲ معیاری کتابوں اور ۳۵۰۰۰ اصطلاحوں کا اردو میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ حکومت ہند نے جامعہ عثمانیہ کی سند ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کو بدوران جنگ انڈین میڈیکل سروس میں داخلہ کے لئے تسلیم کر لیا ہے۔ اور مساوی اساس پر برطانوی ہند کی جامعات کے مماثل اسناد کو مستقل طور پر تسلیم کرنے کا مسئلہ ہندوستانی مجلس طبی کے زیر غور ہے۔

گداگری کی وبا

دوران جنگ میں ہندیوں، سندھیوں، پاکستانیوں، اور خالصتانیوں کا دماغی، مالی، تجارتی، اقتصادی، خوردنی اور پوشیدنی توازن قائم رکھنے کیلئے حکومت ہند نے انڈیا ڈیفنس ایکٹ نافذ کر کے اپنے کمال تدبر کا مظاہرہ تو فرمایا۔ خطاکاری پر سرزنش سے دریغ بھی نہیں کیا جاتا۔ لیکن لالاؤں۔ مہاجنوں، نفع اندوزوں اور طلب زر کے فدائیوں کی طبیعت میں سرمو فرق نہیں پایا جاتا جس چیز پر کنٹرول ہوتا ہے۔ غائب ہو جاتی ہے۔ سرمایہ داران نے روزگاری تنگ دبالی۔ اور غرباء کو نمک تک بہم پہنچانا دشوار ہو رہا ہے گویا دہانوں کی بجائے مرفگھٹن پس رہا ہے۔ کھانے پینے اور سامان زندگی کی کثرت میں قلت کا تماشہ نظر آ رہا ہے۔ اور ادھر گداگری کی وبا عام ہو گئی ہے۔ اچھے بھلے اور ہٹے کٹے پیشہ ور گداگروں نے اہل شہر اور گھر کی چار دیواری میں عسرت کی زندگی بسر کرنے والوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ یہ لوگ غول در غول اور فوج در فوج گلی کوچوں میں چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ اور مکانوں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر مکینوں کو اسقدر تنگ کرتے ہیں۔ کہ الامان والحفیظ، تعجب ہے کہ واضعان ڈیفنس ایکٹ کو ان لوگوں کے خوفناک سیلاب کے سد باب کی بروقت نہ سوجھی، اگر غریب شہریوں کو ان کی زد سے محفوظ رکھنے کیلئے بھی کوئی دفعہ ایزاد ہو جاتی تو قانون کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اس بلائے بے درماں سے بھی نجات ملنے کی توقع ہو جاتی۔ کیا صاحب اختیار عمال حکومت اس تکلیف کے ازالہ کی کوئی تدبیر بروئے کار لانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

آقائے دو عالم

حضور کی پاک زندگی کے حالات ہم مسلمانوں کی جس قدر رہبری کر سکتے ہیں۔ اس قدر نہ کسی کالج کی تعلیم کر سکتی ہے نہ عقل کی رہنمائی صرف حضرت سرور کائینات کی حیات طیبہ کی تقلید ہی ہماری نجات کا سبب ہو سکتی ہے۔ آقائے دو عالم حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا وصف خدا کی یاد ہے شب و روز میں حضور پر کوئی لمحہ ایسا نہ گذرتا تھا جب آپ کا دل اور زبان یاد خدا سے فارغ ہو۔ آپ اٹھتے بیٹھتے ذکر ادا کرتے تھے۔ بارہا ساری ساری رات کھڑے رہتے۔ کثرت عبادت سے آپ کے پائے مبارک ورم کر آتے۔ جب مسلسل جسمانی ریاضت نے آپ کو کمزور کر دیا۔ اور پھر بھی عبادت الٰہی کا جوش بڑھتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ مزمل میں اس عبادت کوشی کو کم کرنے کا حکم دیا۔ آپ اور ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ جس شہنشاہ کونین کے صدقے میں ہمیں یہ ساری دنیوی لذتیں اور راحتیں ملی ہیں۔ اس کی طرح ہم کس قدر اپنے پاک پروردگار کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ بہت سے بھائی بہنوں کو تو ایک وقت کی نماز بھی پڑھنے کی مہلت نہیں ملتی۔

جو وقت خدا کی یاد سے بچتا آنحضرتؐ مخلوق خدا کی خدمت میں بسر کرتے راویوں کو اتفاق ہے۔ کہ آپ ہر قسم کا کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔ بکریاں دوہتے، کپڑے دھوتے اور اپنے ہاتھ سے پیوند لگا لیتے تھے۔ آپ نے کئی بار جوتا بھی گانٹھا ہے۔ اور گھر میں جھاڑو بھی دی ہے۔ اور مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت ادنیٰ مزدور کی طرح پتھر بھی ڈھوئے ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ حضور اکثر خاموش رہتے۔ کبھی بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ آپ اور ہم سوچیں تو کہ ہم ہر دم کتنے بکتے جھکتے رہتے۔ اور غیبت اور فضول گوئی میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ آپ کا کلام اسقدر شیریں ہوتا کہ دلوں پر قبضہ کر لیتا۔ مخالفوں نے اس نعمت کا نام سحر اور جادو تجویز کیا تھا۔ کیسے ہی ادنیٰ آدمی سے مخاطب ہوتے خوش اخلاقی کو کبھی ترک نہ فرماتے۔ ہر شخص کو پہلے خود سلام کرتے۔ مصافحہ کے لئے پہلے ہاتھ بڑھاتے کیسا ہی حقیر آدمی مدعو کرتا آپ اسکی دعوت خوشدلی سے قبول فرماتے۔ جو کچھ سامنے آتا برغبت تناول فرماتے۔ بے لذت اور بے مزہ کھانے کی آپ نے کبھی شکایت نہیں کی۔ اگر آپ کو کوئی تحفہ بھیجتا تو اُسے خوشی سے قبول فرماتے حتیٰ کہ عیسائی اور یہودی بھی اگر کچھ نذر کے طور پر بھیجتے تو اسے لے لیتے اگر کوئی پاس آ بیٹھتا نماز مختصر فرما دیتے شہنشاہ کونین جو کی روٹی کھاتے، گھر میں چھلنی نہ تھی اس واسطے پھونکوں سے بھوسی جدا کر لیتے تھے۔ بعض اوقات مہینہ مہینہ بھر چولہے میں آگ نہ جلتی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ نے مدنی زندگی میں برابر تین دن تک کبھی سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی۔ بارہا صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ حجرہ مبارک میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ صاحب معراج ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ جسم مبارک پر رسیاں چبھ گئی ہیں فاروق اعظمؓ یہ حال دیکھ کر بے اختیار رو پڑے۔ فرمایا عمرؓ کیا راضی نہیں ہو کہ قیصر و کسریٰ کیلئے چند روز کی عیش پرستی ہے۔ اور ہمیں دائمی راحت ہے۔ ایک دن حضرت فاطمہؓ کے گلے میں طلائی زنجیر دیکھ کر فرمایا۔ زیبا نہیں ہے کہ محمدؐ کی بیٹیؓ کے گلے میں آگ کا طوق ہو" اس عسرت کے باوجود یہ عام حکم تھا۔ کہ جو مسلمان مقروض مر جائے۔ اسکا قرضہ میں ادا کرونگا۔ اور ترکہ اس کے

(بقیہ [illegible])

حج اور اسکے فوائد ومنافع

مسلمانوں کی روحانی کانفرنس کی صدائے بازگشت

(حضرت مولانا عبد القیوم صاحب ندوی سترکھی)

لفظ حج کے اندر نہ معلوم وہ کونسی کشش اور مقناطیسی قوت ہے کہ ہر وہ شخص جو ذرہ برابر بھی اپنے دل میں ایمان کی روشنی اور اسلام کی تابانی رکھتا ہے اس کی تحصیل کیلئے دل سے بے چین ہے اور جب موسم حج قریب آتا ہے۔ تو وہ ماہی بے آب اور مرغ بسمل کا منظر پیش کرنے لگتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح دنیا کی رکاوٹوں کو توڑ کر اپنے مدنی آقا کے بلاوے پر لبیک سعدیک کہے اور مکہ و مدینہ کے کانٹوں کو بھی اپنی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشے۔

حبش کے کالے ہوں کہ یورپ کے گورے، افریقہ کے وحشی ہوں کہ مغرب کے عقلمند، ہندوستان کے غلام ہوں۔ کہ ٹرکی کے آزاد، چینی ہوں جاپانی ہوں، جرمنی ہوں، روسی ہوں، بحری ہوں، بری ہوں، شہری ہوں، دیہاتی ہوں، دور کے ہوں، نزدیک کے ہوں، غرض جو بھی ہوں اور جہاں کے بھی ہوں، وہ سب کے سب کسی خاص جذبہ کے ماتحت کسی ایک جانب اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک کا دلکش ترانہ گاتے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ کوئی کشش ہے جو کھینچے لئے جارہی ہے! کوئی جذبہ ہے جو ان کو اپنی آل و اولاد مال و دولت اور جاہ و جلال کو تج کرائے ریت والی سرزمین کی طرف کشاں کشاں لئے چلا جارہا ہے ؎

کشاں کشاں لئے جاتا ہے شوق منزل کا

حج کا زمانہ قریب ہے۔ اللہ کے نیک بندے اور استطاعت اور مقدرت والے بندے اپنے آقا و مولیٰ۔ اپنے سردار اور اپنے سب کچھ کے بلاوے پر لبیک کہیں گے۔ اور روحانی کانفرنس کی شرکت کیلئے دور دور سے جوق در جوق سمت کعبہ دوڑینگے۔ جہاں ولیوں کا اجتماع ہوگا۔ قدسیوں کا اژدہام ہوگا۔ اور صلحاء و ابرار و اخیار کا محضر ہوگا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کی میزبانی میں مشغول اور رحمت و مغفرت والا رب کریم اپنی دولت رحمت و خزانہ مغفرت کے لٹانے میں مصروف و منہمک ہوگا۔

پس مبارک ہیں وہ ہستیاں جو اس مبارک [illegible] پاکر اس طرف دیوانہ وار دوڑیں اور باعث صد ہزار آ[illegible] وہ ذاتیں جو اسکی تحصیل و تکمیل میں اپنا سب کچھ [illegible] لیکن آہ اسی نیلی آسمان کے نیچے اور فضا کی [illegible] بھی بہت سے موجود ہیں۔ جو باوجود رسول امی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہونے کے اور [illegible] استطاعت و مقدرت رکھنے کے حج ایسی نعمت بے بہا نہیں لیسکتے۔ حجاز کی ترنم ریز صدائیں ان کے کانوں میں پڑتی ہیں لیکن ان پر جوں تک نہیں رینگی۔ مدینہ والے [illegible] کی طرف سے ان کو بلاوے پر بلاوے آتے ہیں۔ لیکن

ان کے دل پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا۔ لوگو! موت سے ڈرو کہ وہ آنے والی ہے۔ اور جو وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ واقع ہونے والا ہے۔ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ وَّ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ۔

حج اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ اور مثل اور فرائض کے اہل استطاعت پر فرض ہے۔ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (قرآن کریم) اس کے سن فرضیت کے متعلق اختلاف ہے۔ تاریخ کے مشہور امام محی الدین ضیا طاہری کا خیال ہے۔ کہ یہ ۵ھ میں فرض ہوا۔ لیکن جمہور راوی ہے کہ یہ ۶ھ میں فرض ہوا۔ کیونکہ آیت وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ (اور اللہ تعالیٰ کیلئے حج اور عمرہ کو پورا کرو) اس سال نازل ہوئی۔ بہرحال ہجرت کے بعد اس فریضہ کا نزول ہوا۔ اور یہی صحیح اور جامع قول ہے۔ حج اگرچہ فقہا کی ترتیب کے لحاظ سے عبادت میں چوتھا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن یہی وہ فریضہ ہے کہ جو روحانی اور جسمانی عبادتوں کا جامع اور مالی و بدنی طاقتوں پر حاوی ہے اس میں خانہ کعبہ کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔ اور اسکی حقیقی عزت و رتبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور اسی سے شعائر اللہ کی عظمت ہوتی ہے۔ جو دلوں کی پاکیزگی کی دلیل اور روحانی تقویٰ و طہارت کی نشانی ہے۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ (قرآن حکیم) یہی وہ زمانہ ہے جسمیں کہ انبیاء و رسل۔ صدیقین و شہداء و صلحاء، صلوات اللہ علیہم اجمعین نے جمع ہو ہو کر اسجگہ دعائیں مانگی ہیں۔ اور یہی وہ مکان ہے۔ کہ جسمیں چشم بینا کے لئے کھلی ہوئی نشانیاں اور ظاہر و باہر دلائل ہیں۔ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰہِیْمَ (قرآن حکیم) اس میں لوگ دور دور سے، ہر رنگ و نسل سے، مشرق و مغرب سے، شمال و جنوب سے، پیدل یا سوار ہر جگہ سے اور ہر طریقہ سے آتے ہیں۔ اور اپنے مالک حقیقی کو یاد کرتے ہیں۔ اس میں سب کو ایک دوسرے سے ہر قسم کے دینی و دنیوی معاملات پر گفتگو کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اور ہر قسم کے فوائد و منافع کی تحصیل و تکمیل کا ذریعہ ہاتھ آتا ہے۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

حج ہی مسلمانوں کے اجتماعی شان و شوکت کے ظہور کا واحد ذریعہ ہے۔ کہ جس سے مسلمانوں کے دلوں میں مسرت و فرحت کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں۔ اور کفار و مشرکین کے سامنے اس پر ہیبت و پر رعب منظر کو دیکھ کر کانپ جاتے ہیں۔ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔ اور بنایا ہم نے گھر کو لوگوں کے آنے کی جگہ اور مقام امن و عافیت (قرآن حکیم)

اس میں حضرت ابراہیم ؑ سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کی موافقت ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے۔ قفوا علی مشاعرکم فانکم علی ارث من ارث ابیکم ابراھیم۔ تم لوگ اپنے اپنے شعائر پر ٹھہرو پس بیشک تم لوگ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی جگہ پر ہو۔ (دار قطنی و دارمی و ابن ماجہ ابواب الحج) اس میں بعض ایسے افعال کا ظہور ہوتا ہے۔ جس سے مومن اور منافق کا امتیاز ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا کرنے والا موحد اور تابع حق ہے اور اپنے رب کے احسانات و عطیات کا شکریہ ادا کرنے والا ہے۔ مثلاً سعی بین الصفا والمروۃ وغیرہ (حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص۵۶) حج کے ذریعہ سے نفسانی طہارت و روحانی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ کو وہاں یاد کرتے کرتے ملائکہ کا رنگ غالب آجاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اور اپنا شاہدہ ان دلکش الفاظ میں کھینچتے ہیں

ومن باب الطہارۃ النفسانیۃ الحلول بموضع لم یزل الصالحون یعظمونہ ویحلون فیہ ولعمرونہ بذکر اللہ فان ذالک یجلب تعلق ھمم الملائکۃ

السفلیۃ فاذا حل بہ غلب احوالہم علی نفسہ وقد شاہدت ذالک باای العین (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول ۵۹)

نفسانی طہارت کے باب سے اسجگہ پیں جانا ہے جس کی ہمیشہ صالحین غفلت کرتے رہے ہیں۔ اور جلتے رہے ہیں۔ اور اسکو اللہ کے ذکر سے آباد کرتے رہے ہیں۔ پس بیشک یہ ملائکہ سفلیہ کے تعلق کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ اور جب یہ تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ تو ان ملائکہ کا رنگ اس پر غالب آجاتا ہے۔ کہ جس کا میں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔

اسی میں شاہ و گدا، امیر و غریب اعلیٰ و ادنےٰ نیچا اور اونچا، ایک صف میں، ایک رنگ میں، ایک لباس میں ایک ہیئت میں، ایک مشغلہ میں، ایک جگہ میں، ایک ہی زبانہ سے لبیک لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک کا دلکش و دلفریب ترانہ گاتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور وحدت اسلامیہ کا وہ منظر پیش کرتا ہے۔ کہ جس کی نظیر اسلام کے سوا کسی مذہب میں مل سکتی ہے۔ اور مسلمانوں کے علاوہ نہ کوئی قوم پیش کر سکتی ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت بادل بنکر ان نیکوں پر برستی ہے۔ اور گناہوں اور سرکشیوں، فسق و فجور اور نافرمانیوں کے تمام سیاہ دھبوں کو دھو کر کافور کر دیتی ہے۔ اب یہی گنہگار اور فاسق و فاجر انسان معصومیت کا لباس زیب تن کئے ہوتا ہے۔ جیسے اس کی ماں نے آج ہی جنا ہے۔ من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ جس نے حج کیا۔ اور اس میں فسق و فجور کی باتیں نہ کیں وہ ایسا ہو کر واپس ہوگا۔ جیسے کہ اس کی ماں نے جس دن جنا تھا (بخاری شریف الواب الحج و مسلم کتاب المناسک)

حضرت علامہ امام طیبی جو حدیث کے مشہور علماء سے ہیں۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ای مشابہا فی البراءۃ عن الذنوب لنفسہ فی یوم ولدتہ امہ فیہ۔

ترجمہ:- یعنی مشابہت ہے گناہوں کی برأت میں جیسے کہ اس کی ماں نے اسی دن پیدا کیا ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ۱۲۳)

حج ایک بھٹی ہے۔ کہ جو گناہوں کے زنگ کو جلا کر انسان کو صیقل شدہ لوہے کی طرح چمکا دیتی ہے۔ کہ جس کا بدلہ سوائے جنت کے اور نہیں ہے۔

تابعوا بین الحج والعمرۃ فانہما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذہب والفضۃ ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ (ترمذی شریف جلد اول)

حج و عمرہ کرو کیونکہ وہ گناہوں اور فقر و افلاس کو دور کرتے ہیں۔ جیسے بھٹی لوہے چاندی اور سونے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی جنت ہے۔ (ترمذی و نسائی شریف جلد اول ابواب الحج والمناسک۔

اس دن تمام دنوں سے زیادہ دوزخی آزاد کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی بہت زیادہ خوشنودی کا اظہار کرتا ہے یہاں تک کہ ملائکہ سے اپنے بندوں کے اس عمل کو فخریہ بیان کرتا ہے۔

عن عائشۃ قالت رسول اللہ صلعم ما من یوم اکثر من ان یعتق اللہ فیہ عبداً من النار من یوم عرفۃ فانہ لیدنو ثم یباہی بہم الملائکۃ فیقول ما اراد ھؤلاء (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۳)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ یوم عرفہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے آدمیوں کو کسی دن نہیں آزاد کرتا ہے۔ اس دن وہ بالکل قریب آجاتا ہے۔ پھر ملائکہ سے اسکو فخریہ بیان کرتا ہے کہ ان لوگوں نے کس چیز کا ارادہ کیا ہے۔

شیطان رجیم سے یہ منظر دیکھا نہیں جاتا۔ وہ بے چین اور پریشان ہو جاتا ہے اور اسی پریشانی میں ذلت و خواری کا وہ نمونہ پیش کرتا ہے۔ کہ جو اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا گیا تھا

ما رای الشیطان یوما هو فیه اصغر ولا ادحر ولا احقر ولا اغیظ منه فی یوم عرفة وما ذاك الا لما یری من تنزل الرحمة وتجاوز الله عن الذنوب۔ (مسند بزار، واحمد بن حنبل)

عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان کبھی ذلیل و خوار اور غضبناک نہیں دیکھا گیا۔ اور یہ صرف اس لئے کہ رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

حضرت عباس بن مرداس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی امت کیلئے یوم عرفہ میں مغفرت کیلئے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ سوائے حقوق العباد کے اور تمام گناہوں کے بخشنے کا وعدہ فرمایا۔ پھر حضور صلعم نے دعا فرمائی۔ کہ مظلوم کو جنت عطا کردے۔ اور ظالم کو بخشدے۔ آپ برابر دعا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دعا مقبول ہوئی۔ اس پر آنحضور کو ہنسی آگئی (حضرت) ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ہنسے کیوں؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جبکہ میری دعا قبول ہوئی۔ اور شیطان کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے مٹی لے کر اپنے منہ میں ڈالنا شروع کردی۔ اور جزع و فزع کرنے لگا۔ مجھ کو یہ حالت دیکھ کر بے اختیار ہنسی آگئی۔ (رواہ ابن ماجہ باب المناسک بیہقی ابواب البعث والنشور)

جہاد فی سبیل اللہ کے بعد سب سے افضل اور بہتر عمل حج ہے

عن ابی هریرة قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم ای العمل افضل قال ایمان بالله ورسوله۔ قیل ثم ماذا قال الجهاد فی سبیل الله قیل ثم ماذا قال حج مبرور۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلعم سے سب سے عمدہ عمل کے متعلق سوال کئے گئے تو آپ نے فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا گیا ہے۔ پھر فرمایا جہاد اللہ کے راستہ میں کہا گیا پھر فرمایا حج مقبول۔ (مسلم ابواب الایمان)

ایک بار آپ خطبہ دے رہے تھے تو اس میں آپ نے فرمایا کہ اگر میں وہاں کہہ دیتا تو یقیناً تم پر واجب ہو جاتا۔ لیکن تم لوگ اس کو نہ کر سکتے۔ (مسلم شریف و مسند ابن ابی شیبہ)

حج عورتوں کیلئے جہاد کا مرتبہ رکھتا ہے۔ اور وہ ان کیلئے بمنزلہ جہاد کے ہے۔

عن عائشة قالت قلت یا رسول الله علی النساء جهاد قال نعم علیهن جهاد لا قتال فیه الحج والعمرة (ابن ماجہ ابواب الجہاد والحج)

حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے حضور سے سوال کیا کہ کیا عورتوں پر جہاد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ کہ جس میں قتال نہیں وہ حج اور عمرہ ہے۔

حج کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد ہیں۔ کہ ان کی سند مقبول اور ہر گناہ مغفور ہے۔

عن ابی هریرة قال رسول الله صلعم الحاج والعمار وفد الله ان دعوه اجابهم وان استغفروه غفر لهم (ابن ماجہ ابواب الحج)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفود میں سے ہیں۔ کہ اگر وہ دعا مانگیں تو مقبول ہو اور مغفرت چاہیں تو بخشے جائیں۔

امام بیہقی نے اسی حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے وفد الله ثلثه الغازی والحاج والمعتمر (نسائی و بیہقی)

اللہ کے وفد تین ہیں۔ غازی، حاج اور عمرہ کرنے والا۔

صاحب مرقاۃ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

الحاج والمعتمر المتمیزون عن سائر المسلمین تحمل المشاق البدنیۃ والمالیۃ ومفارقۃ الاھلین والعیال انھم قوم محظوظون عند الکرما ومکرمون عند العظماء تعطی مطالبھم وتقضی مآربھم (مرقات ابواب الحج)

عمرہ اور حج کرنے والے بدنی اور مالی تکالیف برداشت کرنے کی وجہ سے اور اپنے اہل و اقارب سے جدائی کے سبب تمام مسلمانوں سے ممتاز ہیں۔ اور خلاصہ یہ کہ وہ نہایت ہی بزرگ ہیں۔ ان کے مطالبہ منظور اور ان کی تمنائیں مقبول۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم کسی حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو۔ اور مصافحہ کرو۔ اور مغفرت کی استدعا کرو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد)

جو شخص باوجود قدرت اور استطاعت کیلئے حج نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی بیحد و بےحساب اور بے انتہا نعمتوں اور بخششوں کو نہیں قبول کرے گا۔ وہ یہود اور نصاریٰ کی موت مرے گا۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زاداً وراحلۃ تبلغہ الی بیت و لم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیاً او نصرانیا۔ (ترمذی شریف)

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ کہ جو شخص زاد راہ اور سواری کی جو بیت اللہ تک پہنچا دے مقدرت رکھتا ہو اور حج نہ کرے وہ یہودی اور نصرانی کی موت مرے گا۔

اللہ اللہ شدید وعید ہے اور کس قدر تاکید ہے۔ کہ بایں ہمہ اہل استطاعت حضرات اس حدیث کو سن رہے ہیں۔

حج کے اسی عظیم الشان فوائد اور منافع اور فضائل و تاکیدات کو دیکھ کر شریعت کے بہت بڑے رازدار حضرت علامہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بمنزلہ ایمان کے قرار دیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

ولما کان الحج سفراً شاسعاً وعملاً شاقاً لا یتم الا بجھد الانفس کان مباشرتہ خالصاً للہ مکفر للخطایا ھادماً لما قبلہا بمنزلۃ الایمان

(حجۃ اللہ البالغہ جلد اول)

اور حج جبکہ دشوار اور عمل مشکل تھا جو بلا تکلیف کے پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس کا کرنا خطا یا کو مٹانے والا اور اس سے قبل تمام غلطیوں کو مٹانے والا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب !!

لبیک و تکبیر

(مولانا عبدالمجید صاحب سالک بی۔ اے مدیر انقلاب لاہور)

اللہ کے نام سے ہیں جو آج — معمور حجاز کی فضائیں
وہ حسن و جمال کعبۃ اللہ — اور اس پر محمدی ادائیں
وہ رحمتِ کردگار کا جوش — بندوں کی وہ مضطرب [illegible]
وہ بارگہِ جلال و جبروت — وہ عفو و کرم کی التجائیں
لبیک کے جانفروز نعرے — تکبیر کی دلکشا صدائیں

مسلم ہیں ہم اے خدائے کعبہ — اور ہم پہ جہاں کی [illegible]
توفیقِ عمل اسے عطا کر — سن امتِ خستہ کی دعائیں

در چھوڑ ترا فقیر تیرے
جائیں بھی تو کس کے در پہ جائیں

تذکرۂ برادری

حصول کاغذ کے ذرائع ازبس مسدود و منقطع ہیں۔ ہزار سعی و کوشش کے باوجود جولائی و اگست میں کاغذ دستیاب نہ ہو سکا اور ستمبر کا القریش شائع کرنے کی کوئی تدبیر بن نہ آئی۔ امید ہے کہ اس مجبوری پر ناظرین کرام ہمیں معذور خیال فرمائیں گے اور ہر ممکن امداد و اعانت سے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے عنداللہ و عندالقوم مشکور ہوتے رہیں گے۔

محترم معاون خصوصی (اظہار نام کی اجازت نہیں) کی طرف سے پچیس روپے ماہانہ کی اقساط علی التواتر بہ شکریہ موصول ہو رہی ہیں۔ پانچویں قسط اوائل ستمبر میں اور چھٹی اکتوبر کے شروع میں وصول ہو گئی ہے۔ جس کیلئے ہم آپ کے بصدق دل مشکور ہیں۔ نامساعد حالات کے اس دور میں محترم موصوف کی یہ اولوالعزمانہ معنوی طور پر القریش کے بقا و احیا کا موجب ہوئی۔ قوت ایثار ہی سے اقوام عالم میدان ترقی میں سابقت کے قدم بڑھانے اور منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے کے قابل ہو کر اپنے مقاصد عظمیٰ کی تکمیل میں فائز المرام ہوئیں۔ جن قوموں میں محترم موصوف ایسے مخیر و فیاض حضرات پیدا ہوئے وہی منازل عروج و ارتقا طے کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ گذشتہ سال جبکہ رسائل و جرائد پر طباعت و مطبوعات کی صعب ترین گرانی کی اچانک زد پڑی تو موقت الشیوع رسائل کے ساتھ ساتھ القریش بھی کشمکش حیات میں مبتلا ہو گیا تھا اور کچھ عجب نہ تھا کہ کارپردازان القریش بھی مشکلات حائلہ میں عہدہ برا نہ ہو سکتے۔ لیکن آپ کی چار سو روپیہ کی گرانقدر امداد نے اس کے پائے استقلال مضبوط کر دیئے اور قومی خدمات کا قوام قائم رہ سکا۔ گذشتہ چھ ماہ سے آپ پچیس روپے ماہوار کی رقم قومی آرگن کو جاری رکھنے کیلئے ارسال فرما رہے ہیں۔ اور یہی رقم القریش کی مشکلات کی کفیل ہو رہی ہے۔ آپ کی اس ہمت مردانہ و فیاضانہ پر ہم آپ کا بخلوص قلب شکریہ ادا کرتے ہیں۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ خدائے برتر و اکبر آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین!

کرمی خان بہادر ڈاکٹر غلام حسن صاحب قریشی کی طرف سے چار روپے، اور پیر سردار محمد صاحب کی طرف سے تین اور میاں غلام فرید صاحب ہاشمی کی طرف سے دس روپے بذریعہ منی آرڈر وصول ہوئے ہیں۔ رسیدات بہ شکریہ ارسال کر دی گئیں۔ جن حضرات کا سال خریداری اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے وہ بھی توجہ فرمائیں۔ اور اپنے چندہ کی رقوم بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے عنداللہ و عندالقوم مشکور ہوں۔

قومی جلسوں کے انعقاد کا تسلسل کچھ دنوں سے معرض تعویق میں ہے۔ ستمبر میں کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ البتہ فیروزپور جھرکا کی انجمن "فلاح القریش" کے سیکرٹری نے اپنے ایک عام اجلاس کی رپورٹ ارسال کی ہے۔ جس کا ملخص یہ ہے کہ فیروزپور جھرکا کے مقام پر ۹، ۱۰ اکتوبر کو ضلع کی قریش برادری کو مدعو کیا گیا۔ معتقدین قوم نے رسوم قبیحہ کے انسداد کے لئے ایک لائحہ عمل ترتیب دیکر اس پر عمل کیلئے حلف لئے، بیت المال کیلئے مالکان اراضی سے ایک مختصر رقم محاصل کے ساتھ وصول کرنے کی تجویز کی۔ تاجران نے اپنی بچت سے کچھ حصہ اور اہلکاران نے اپنے تنخواہ سے ایک مجوزہ رقم انجمن کو

ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور تجویز ہوا کہ ہر صاحب ثروت اپنی زکوٰۃ کا نصف اس فنڈ میں ہر سال ادا کیا کرے۔ اور پچیس ہزار روپے کی رقم جمع ہونے پر فنون لطیفہ کا ایک سکول جاری کیا جائے تاکہ تعلیم یافتہ بے روزگار عزت کی زندگی بسر کرنے کے اہل ہو سکیں۔ بیواؤں، غریبوں اور یتیموں کی امداد کی جائے۔ اس قسم کی تمام رقوم تمام عطیئے صرف اپنی برادری اور ضلع کے حدود تک محدود کر دیئے گئے ہیں۔ بیرونی حضرات کی رقوم قبول نہیں کی جائینگی۔ جلسہ میں قوم کے دیگر جماعتوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس طریق سے اپنی اپنی انجمن کے تحت اس قسم کے بیت المال قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اگر تمام جماعتوں کے بیت المال میں ایک لاکھ روپیہ کی رقم جمع ہو جائے۔ تو پنجاب کے کسی موزوں مقام پر قیام کارخانہ کی تجویز کی جائے گی۔ تیسرے رزولیوشن میں ریونیو افسران ضلع سے اپیل کی گئی۔ کہ شیخ قریشی و صدیقی قریشی کے اندراجات پر تصدیق انتقالات کے وقت اعتراض نہ کیا کریں۔ کیونکہ تاریخی حیثیت سے ان اندراجات میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں پنجاب کے باقی اضلاع میں اس قسم کی تخصیص قابل اعتراض نہیں سمجھی جاتی۔ جلسہ ہر حالت میں کامیاب رہا۔ تجاویز نہایت معقول آراء کے اظہار اور بحث و تمحیص کے بعد منظور ہوئیں۔ سادات قریش کی دیگر جماعتوں کو تقلید و تتبع پر عملی توجہ دینی چاہیئے۔ وباللہ التوفیق!

مکرمی پیر محمد حسین صاحب ضلعدار شرقپور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مبلغ تین روپے کا منی آرڈر ارسال خدمت ہے۔ آپ القریش میرے نام جاری کر دیں۔ آپ کو یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ قلت کاغذ کی وجہ سے جماعت کی حالت نازک ہے۔ اور القریش بالکل معمولی حالت و صورت میں دس بارہ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ قومی آرگن خیال کرتے ہوئے قومی مفاد کی خاطر "القریش" کی اعانت منظور کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ "انسان کو ہمت نہیں ہارنی چاہیئے" آپ کا حوصلہ

زر چندہ بشکریہ وصول ہو گیا ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

قریشی احمد الدین صاحب ریٹائرڈ آفس قانونگو سے (اوکاڑہ) کے صاحبزادہ عزیز عبدالرشید بی۔ اے جو چشتیاں شریف (بہاولپور) میں آفس قانونگو تھے۔ شروع اکتوبر سے صادق آباد (بہاولپور) میں نائب تحصیلدار متعین ہوئے ہیں۔ ترقی کی اطلاع موجب مسرت ہوئی۔ ہم جناب صاحب اور عزیز عبدالرشید کو مبارک دیتے ہوئے داعی ہیں۔ کہ خدائے تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدارج ترقی روز افزوں ہوں۔ اور اللہ عزوجل حق شناسی و انصاف پسندی کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

میاں نور محمد صاحب ایم۔ اے ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کراچی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک عرصہ ہوا، محترم حضرت (حافظ نسب ہاشمی) قاضی تطہیر حسین صاحب فاروقی ریٹائرڈ مستوفی گوجرانوالہ خاموش ہیں۔ خدا کرے آپ بخیریت ہوں۔ تردید مرزائیت میں آپ بڑی اہم خدمت انجام دے چکے ہیں۔ قوم کے اصلاحی امور میں آپ کو قابل ستائش شغف تھا۔ اور تعلقی امور میں آپ کا القریش کا ممد و معاون رہ چکا ہے۔ آپ کی خاموشی سے تردد سا ہے؟

(بفضل اللہ تعالیٰ قاضی صاحب بخیریت ہیں۔ خاموش ضرور ہیں مناسب جواب کیلئے قاضی صاحب توجہ فرمائیں۔ ایڈیٹر)

انجمن اصلاح سادات (ضلع راولپنڈی) کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ کبھی کوئی کارروائی موصول نہیں ہوئی۔ سید امداد حسین صاحب بکوڑی براہ راست خط و کتابت کریں۔

جواب طلب امور کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ ارسال کریں۔

(قومی چند پریس ... بازار امرتسر میں ... پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش ... سے شائع کیا۔ ایڈیٹر ...)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۷۴ — القریش امرتسر

نومبر ۴۳ء ۱۹

ذیقعد ۱۳۶۲ھ

جلد ۳ نمبر ۱۱

القریش

امرتسر

ایڈیٹر:-
محمد علی رونق صدیقی

دار العلوم بریلی

قابل توجہ مسلم امراء و روسا اور والیان ریاست

تاثرات

ایک دینی خدمت کے سلسلہ میں اواخر اکتوبر میں مجھے بریلی شریف (یوپی) جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ اہل السنت و الجماعت کا ایک شاندار اور قابل صد فخر مرکز ہے۔ خاص تو کیا عوام کا نام بھی دینی امور سے واقف ہیں۔ بریلی علم و عمل کا گہوارہ ہے۔ یہاں دینی تعلیم کے دو مدرسے جاری ہیں۔ جن میں بہاری، بنگالی سندھی اور پنجابی سینکڑوں کی تعداد میں طلباء قرآن کریم و حدیث شریف اور فقہ حنفیہ کی تعلیم پاتے ہیں۔ اور حدیث کے بعد عالم۔ مبلغ اور مناظر بنکر نکلتے ہیں۔ ہمیں ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے مقامات دیکھنے کا موقعہ میسر آیا ہے۔ لیکن یہاں کا اخلاق حیدر آباد دکن کی طرح بہت بلند ہے۔ پہلا دینی مدرسہ "منظر اسلام" کے نام سے موسوم ہے۔ اور وہ اعلیحضرت قبلہ مولانا احمد رضا خان رح کے مزار مبارک کے پہلو میں ایک شاندار عمارت میں واقع ہے اس مدرسہ کے صدر مدرس مولانا سردار علی خاں صاحب ہیں۔ اگرچہ یہ مدرسہ بہت پورانا ہے۔ اور دولت آصفیہ عالیہ سے اسے

گرانقدر ماہانہ امداد بھی ملتی ہے۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ یہاں کا نظم و نسق لائق اصلاح اور انتظامی و [illegible] حالات منتظمین کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔ دوسرا مدرسہ [illegible] کی عظیم الشان مسجد میں واقع ہے۔ جو "منظر اسلام" کے [illegible] صدر مدرس مولانا [illegible] صاحب ہیں [illegible] مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم کی [illegible] ہے۔ اس دار العلوم کو اگرچہ کسی امیر یا والئے ریاست [illegible] کی امداد نہیں ملتی۔ اور جملہ مصارف سرپرست موصوف خود برداشت کرتے ہیں۔ لیکن شہری عام و خاص اور طلباء اسکی تعلیم اور انتظام کی خوبی کے معترف ہیں۔ اس مدرسہ کے ساتھ ایک بہت [illegible] کتب خانہ ہے۔ جو رضوی منزل میں واقع ہے۔ کتب خانہ میں اعلیحضرت غفرلہٗ کی مولفہ و مصنفہ کتب بہ تعداد کثیر موجود ہیں۔ کتب خانہ کے مہتمم مجسم باخلاق ایک کہن سال بزرگ ہیں۔ اور اعلیحضرت مغفور کے خادمان خاص میں سے ہیں۔ یہاں بے شمار قابل اشاعت مسودات موجود ہیں۔ جن کی ترتیب اور تحریر حواشی کا سلسلہ

جاری ہے۔ ان مسودات کی اشاعت ایک ذاتی پریس اور خطیر سرمایہ کی محتاج ہے۔ پریس کی مشینیں اگرچہ موجود ہیں۔ لیکن حصول سرمایہ کا مسئلہ ایک عقدۂ لاینحل بنا ہوا ہے۔ اس عقدہ کو حل کرنے کیلئے مفتی اعظم موصوف نے "جمعیت اصلاح و ترقی اہلسنت والجماعت" کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے۔ جو حصول سرمایہ کے بہترین وسائل و ذرائع بہم پہنچانے کے لیئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے گی۔

وقت ازبس نازک ہے۔ اور جہل و ظلمت عود کر رہا ہے۔ نوجوانان ملت مذہبی آئین کو فرسودہ اور شرعی قانون کو بوسیدہ اصول خیال کر کے دہریت کی جانب مائل ہو رہے ہیں۔ بنابریں ضرورت کا اقتضاء یہ ہے کہ نشر و اشاعت کتب دینیہ میں جمعیت اصلاح و ترقی کی فراخدلی کے ساتھ حمایت و اعانت کی جائے۔ رؤساء و امراء خصوصاً مسلم والیان ریاست اپنی متاع توجہ اس اہم دینی ضرورت کی تکمیل کی طرف مبذول فرمائیں۔ تو جمعیت اصلاح و ترقی بہت جلد بوجہ احسن اپنے مقصد عظمیٰ میں فائز المرام ہو سکتی ہے۔ اگر تاجداران ریاست بھوپال و بہاولپور اور فرمانفرمائے دولتِ آصفیہ سلطان العلوم اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ بہ تلطفات شاہانہ اہل السنت والجماعت کے اس دینی ادارہ کی سرپرستی قبول فرماتے ہوئے شایان شان عطیہ سے نوازیں تو جمعیت کی مالی مشکلات آن واحد میں ختم ہو سکتی ہیں۔ آمین ثم آمین

حضرت مفتی صاحب نہایت منکسر مزاج، حلیم الطبع اور خلیق بزرگ ہیں۔ آپ کے لنگر خانہ سے کئی ایک طلباء دونوں وقت کا کھانا کھاتے اور تلطف بزرگانہ سے متمتع ہوتے ہیں۔ بریلی و نواح بریلی کے ہزارہا اہل حاجات آپ کے علمی و روحانی فیوض سے مستفیض ہوتے ہیں۔ دو شبانہ روز ہمیں آپ کی پاکیزہ صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ بحمد اللہ تعالیٰ شہر بریلی کم و بیش دو لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے۔ نئے شہر میں بکثرت شاندار مساجد ہیں اور ہر مسجد نمازیوں سے بھرپور۔ وسیع اور بارونق بازار ایک خاصہ تجارتی مقام ہے یہ ایک خوبصورت اور بارونق شہر ہے۔ بجلی لگی ہوئی ہے لیکن اکثر بازاروں اور گلی کوچوں میں اسقدر تاریکی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ میونسپلٹی کے محکمہ صفائی کے انتظام کا یہ عالم کہ شاہراہوں اور محلوں میں گندے غلیظ اور متعفن کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔ جو شہر کی خوبصورتی پر ایک بدنما داغ ہے۔ میونسپل فادران کو اس کلنک کو دور کرنے کی جانب فوری توجہ دینی چاہیئے۔

تذکرہ برادری

خطوط و مراسلات

پیر امین الدین صاحب فریدآبادی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قومی بیت المال کی تحریک ایک نیک اور مفید تحریک تھی۔ لیکن تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ میں نے اس سلسلہ میں کچھ کوشش کی ہے تفصیلی کوائف معلوم ہونے پر دو سو روپے کی حقیر رقم فنڈ میں داخل کرنے کی کوشش کرونگا۔ (جزاک اللہ۔ ایڈیٹر) اراکین انجمن فلاح القریش فیروزپور جھرکا اس سکیم کی اشاعت کی جلد کوشش کریں۔ تاکہ عملی کارروائی شروع ہو سکے۔

مکرمی مولانا محمد اکرام صاحب ہاشمی جے پور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مقامی برادری نے ایک جماعت کی تشکیل کے بعد تعلیمات کے انسداد کی جانب توجہ کی ہے۔ القریش کی پیہم کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کہ نوجوانان قوم میں اصلاح و ترقی کا ولولہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ عملی طور پر بھی کچھ کرنے لگے ہیں۔ آپ کی تکلیف کا احساس ہے۔ رسالہ کو ہر صورت جاری رکھنے کی کوششیں جاری رہنی چاہئیں

[illegible]

عیدِ اضحیٰ اور قربانی

ابھی کل کی بات ہے کہ ہمیں بارگاہ ایزدی سے روزے رکھنے کا انعام عید الفطر کی صورت میں عطا ہوا تھا۔ اور ہم اس سعادت کے حصول پر نور شادمانی سے باغ باغ ہو رہے تھے۔ آج رزاق دو عالم نے ہمیں ایک اور عید کی نعمت سے نوازا ہے۔ جسے عید قربان یا عید الاضحیٰ کہتے ہیں۔

عید قربان کیا ہے؟ یہ اس سب سے پہلے مسلمان اور مرد با خدا کے بلند و پاکیزہ مسلک کی یادگار ہے۔ جس نے اب سے پانچ ہزار سال پہلے جب فضائے عالم کفر و شرک کی ڈراؤنی اور کالی گھٹاؤں سے تیرہ و تار ہو رہی تھی۔ اور نوع انسانی گمراہی کی بھول بھلیاں میں ٹامک ٹوئیے مارتی ہوئی بتوں، ستاروں اور دیگر ارباب من دون اللہ کی پرستش کر رہی تھی خدائے وحدہٗ لاشریک کی شان و عظمت کا علم بلند کیا اس مرد باخدا کا نام حضرت ابراہیمؑ اور لقب خلیل اللہ ہے۔ اس پرستار حق پر مصائب کی بجلیاں گریں۔ حوادث کے پہاڑ ٹوٹے۔ آفات کے طوفان اُمڈے۔ لیکن ثبات کا یہ پیکر۔ استقلال کا یہ مجسمہ۔ اور پختگی ایمان کا یہ شلا بنیان مرصوص بنکر سب کے مقابلے میں ڈٹا رہا۔ اور کوئی ہولناک سے ہولناک ابتلا اس کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کر سکا۔

حضرت ابراہیم کی پہلی قربانی

حضرت ابراہیمؑ کو بت شکنی کی یہ سزا دی گئی کہ انہیں دہکتے ہوئے انگاروں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کے الاؤ میں ڈال دیا گیا۔ خدائے واحد نے شعلہ زار کو گلزار بنا کر اپنے دوست کی جان بچالی۔

یہ اُن کی پہلی قربانی تھی۔

دوسری قربانی

پھر حضرت کو اپنے ملک سے ہجرت کرنی پڑی۔ اور انہوں نے ترک وطن کی یہ پر مصیبت زندگی صبر و حوصلہ سے بسر کی۔ یہ اُنکی دوسری قربانی ہے۔

تیسری قربانی

اس کے بعد خداوند ذوالجلال نے اپنے برگزیدہ بندے اور عزیز دوست کا تیسری دفعہ امتحان لیا۔ اور یہ امتحان سب سے زیادہ سخت تھا۔ یعنی ان سے بیٹے کی قربانی طلب کی۔ حضرت نے جبین عزم پر خفیف سی بھی شکن لائے بغیر اس حکم الہیٰ کی تعمیل کی۔ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے اکلوتے بیٹے کو جوان کے کلیجے کا ٹکڑا اور آنکھوں کا نور تھا۔ فرش زمین پر لٹا کر اسے چھری سے ذبح کرنے لگے۔ تو حضرت جبریل نے پھرتی سے ایک مینڈھا لا کر وہاں رکھدیا۔ اور حضرت اسمٰعیل کے بجائے وہ مینڈھا ذبح ہو گیا۔ یہ ان کی تیسری اور عظیم الشان قربانی تھی۔

ترقی کی نردبان

ان جلیل القدر قربانیوں نے حضرت ابراہیمؑ کے مقام کو جس قابل رشک بلندی پر پہنچایا وہ ارباب علم و نظر سے مخفی نہیں۔ اس سے یہ زریں سبق ملتا ہے۔ کہ انسان کی ہستی تمام جہان کے پیدا کرنے پالنے اور فنا کر دینے والے اکبر و اعظم اللہ کی ہستی کے آگے اتنی حقیقت بھی نہیں رکھتی۔ جتنی ایک قطرہ سمندر کے مقابلے میں رکھتا ہے۔ اور قربانی ہی وہ نردبان ہے۔ جس پر چڑھ کر انسان ترقی و تعالی کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ سکتا ہے۔

سنت ابراہیمی کا احیاء

آج مسلمانان عالم اسی سنت ابراہیمی کو تازہ کرنے کے لئے جانوروں کی قربانی دے رہے ہیں۔ تاکہ ان کی رگ رگ میں مسلک خلیلؑ کی حقیقی روح جاری و ساری ہو جائے۔ اور ان کے آئینۂ دل میں توکل و رضائے الہیٰ کا جوہر پیدا ہو۔

موت میں زندگی

تاریخ عالم کا مطالعہ کرو۔ تمہیں اس کے اوراق پر حقیقت درخشاں نظر آئے گی۔ کہ جس قوم نے قربانی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ کامیابی و ترقی نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ اور ظفر و اقبال نے اس کے قدم چومے۔ بخلاف اس کے جس ملت نے قربانی سے جی چرایا۔ ناکامی و پستی نے اسے پاتال میں گرا دیا۔ اور اس کی مرقع عبرت زندگی بلند اقبال قوموں کے سامنے داستان پارینہ ہو کر رہ گئی۔ امر واقع یہ ہے کہ جو شخص یا جو قوم زندہ تھی یا زندہ رہنا چاہتی ہے۔ وہ موت کو محبوب رکھتی اور ہر وقت مرنے کیلئے تیار رہتی ہے۔ موت ہی میں زندگی ہے۔ یا یوں کہو کہ موت ہی کا دوسرا نام زندگی ہے۔ لیکن کیسی موت؟ وہ جو رضائے الہٰی کے ماتحت آزادی و حکومت کے حصول و قوم و وطن اور بنی نوع انسان کی خدمت کے میدان میں بے باک گامزن ہوتے ہوئے وارد ہو۔

اکابر اسلام کی قربانیوں کا نتیجہ

پھر اے برادران اسلام! کیا تم اس زندگی اس بہترین زندگی کے خواہاں نہیں۔ جن کا دامن ایسی بہترین موت کے دامن سے وابستہ ہے؟ اگر ہو اور یقیناً تمہیں ہونا چاہیئے۔ تو پھر اٹھو ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خود اپنی تاریخ تو اٹھا کر دیکھو۔ تمہارے ایثار پیشہ و قربانی مسلک اسلاف نے اسلام اور ملت اسلام کو زندہ و پائندہ رکھنے کیلئے کیسی کیسی عظیم الشان و عدیم المثال قربانیاں کیں۔ یہ انہیں قابل صد احترام بزرگوں کی رشک انگیز قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج تم سر اونچا کر کے فخر کی مونچھوں پر تاؤ دے کر رہے ہو۔ کہ ربع مسکوں پر ہم ساڑھے کروڑ مسلمانوں ہی کے دم سے خدائے واحد کی عظمت اور تقدس کے نقارے بج رہے ہیں۔

غلامی کی زنجیریں کس طرح کٹ سکتی ہیں؟

یہ تم بخوبی جانتے ہو کہ خدا کو قربانی کے جانوروں کے گوشت خون اور کھالوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ وہ اس والہانہ جذبے کی قدر کرتا ہے جس سے متاثر ہو کر مالی اور جانی قربانی پیش کرتے ہو۔ اور اسی کو تقویٰ کہتے ہیں۔ مسلک ابراہیمی پر گامزن ہو کر خدا کی راہ میں قربانی کرنے والے مسلمانو! اپنے دلوں کا جائزہ لو۔ اور دیکھو آیا ان میں وہ بلند و پاکیزہ جذبہ موجود ہے۔ جو اس قربانی کا منتہائے مقصود ہے۔ یعنی تم اس بات پر پوری طرح آمادہ ہو۔ کہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے مال۔ جان۔ جگر غرض ہر محبوب و مرغوب چیز قربان کر دو؟ اگر تم اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ مند ہو تو زہے نصیب لیکن اگر نہیں تو اس شرف اکبر کو حاصل کرنے کیلئے اپنی ساری قوتیں صرف کر دو۔ پس عید قرباں تمہیں یہی بہترین سبق سکھاتی ہے۔ جسے سیکھنا اور اس پر عمل کرنا تمہارا فرض اولین ہونا چاہیئے۔ اگر تم اس اہم فرض کو بطریق احسن انجام دینے کے قابل ہو جاؤ تو تمہاری غلامی کی زنجیریں خود بخود کٹ جائیں۔ اور تم حکومت کے تخت زرنگار پر بصد شان و شوکت متمکن ہو کر اقوام عالم میں سرفراز ہو جاؤ۔

قربانی اس کائنات میں کامیابی کی سب سے پہلی اور سب سے آخری منزل ہے۔ عمل کا کوئی گوشہ۔ کاروبار کا کوئی دائرہ اور معاشرت کا کوئی میدان ایسا نہیں۔ جس میں حصول مرام کی سب سے بڑی شرط قربانی نہ ہو۔ ماں راتوں کی پیاری نیند اور بدنی راحت و آسائش کی بیش بہا گھڑیاں بلا تامل قربان کرتی رہتی ہے جب جا کر بچے کی پرورش کا حق ادا ہوتا ہے۔ باپ دن بھر کی محنت و مشقت سے اپنے جسم کے ایک ایک عضو کو تھکا کر چور کر دیتا ہے۔ جب جا کر اہل خاندان کی شکم پروری کا سامان مہیا ہوتا ہے۔ کاشتکار کھیت کے چپے چپے کو آرام و اطمینان کی سینکڑوں دلکش آرزوؤں کے خون سے مہینوں سیراب کرتا رہتا ہے۔ جب جا کر اسکی آنکھیں خرمن کے منظر سے شادکام ہوتی ہیں۔ دلیر۔ جری اور جانباز سپاہی اپنی قوم کی عزت و حرمت کے بچاؤ کی خاطر اپنی جانوں کو برساتی پانی کے قطروں اور طوفانی ہوا کے جھونکوں سے زیادہ ارزاں اور بے قیمت بنا دیتے ہیں۔ جب جا کر قوم اس قابل بنتی ہے۔ کہ اس کا نام زندہ

کی فہرست میں شامل کیا جائے۔ یہ چند مثالیں سرسری طور پر پیش کر دی گئیں۔ آپ غور فرمائیں گے۔ تو علم و عمل کے ہر دائرے میں آپ کو یہی حقیقت جلوہ گر نظر آئے گی۔ اور ہر جگہ آپ دیکھیں گے۔ کہ زندگی کی سب سے ضروری اور اہم ترین شئے قربانی ہی ہے۔

فرستادگان ایزدی

انبیا علیہم السلام چونکہ انسانیت کے بہترین مظہر ہوتے ہیں۔ اس لئے زندگی کے تمام خصائص میں ان کا پایہ تمام انسانوں سے بہت بلند ہوتا ہے۔ علی الخصوص قربانی میں تو کوئی شخص اس متبرک مقدس جماعت کی برابری کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے آدمی ایک اصول کی اشاعت میں عمریں صرف کر دیتے ہیں۔ مگر ایک چھوٹی سی جماعت کو بھی اپنا ہمخیال نہیں بنا سکتے۔ بڑی بڑی سلطنتیں مادی ساز و سامان کی کثرت کے بل پر سمندر چیر جاتی ہیں۔ سربفلک پہاڑوں کی چوٹیاں پامال کر ڈالتی ہیں۔ وسیع سرزمینوں کو مسخر کر لیتی ہیں۔ بڑی بڑی انسانی آبادیوں کے گلے میں حکومت کے ذلت خیز طوق ڈال دیتی ہیں۔ لیکن وہ ایک انسان کے ایک خیال ایک عقیدے ایک رسم اور ایک عادت کو بدلنے پر قادر نہیں ہو سکتیں۔ اور اس مرحلے میں ان کی ساری قاہری و فرمانفرمائی عجز و بے طاقتی کے معذورانہ اعتراف پر مجبور ہو جاتی ہے۔ انبیا علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ انسانوں کے خیالات افکار، اعمال، رسوم، عوائد، صلوٰۃ، نسک، محیای، ممات غرض سب کچھ بدل ڈالیں۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے ان کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں نہیں چلتیں۔ ان کے پاس لامتناہی خزانے نہیں ہوتے۔ ان کی مساعدت و رفاقت میں پھولوں کی سیج نہیں ہوتی۔ کہ لوگ اس کے نظارے سے مسحور ہو کر ان کی طرف چلے آئیں۔ ان کا سارا راستہ انتہائی تکالیف و شدائد اور شدید مصائب و آفات سے لبریز ہوتا ہے۔ لیکن ان کا جذبہ قربانی ہر مشکل اور ہر مانع پر غالب آجاتا ہے۔ اور جو کام بڑی بڑی زمینوں کو مسخر کرنے والے تاجدار بڑی بڑی فوجوں کو لڑانے والے سپہ سالار اور بڑی بڑی مملکتوں کو چکر دینے والے مدبر صدیوں میں بھی انجام نہیں دے سکتے۔ وہ انبیا علیہم السلام چند سال میں انجام دے دیتے ہیں۔

تاجدار مقام خلتؑ

انبیا کی جمیل و عظیم صف میں یوں تو ہر شخصیت مقدسہ گویا گویں جاذبیتوں کا مرکز ہے۔ اور جس طرف نظر اٹھے۔ وہیں دلوں کو مسحور کر لینے والی محبوبیتوں کا یہ عالم ہے کہ ع

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا ایں جاست

لیکن تاجدار مقام خلت۔ سیدنا و مولانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایثار و حنیفیت اور جلالت جہاد فی سبیل اللہ کا پایہ سب سے الگ ہے۔ ارشاد و ہدایت آسمانی کا یہ ایک ایسا درخشاں آفتاب ہے کہ گذشتہ پانچہزار سال کے اندر ظلمت زار کائنات انسانی میں جہاں کہیں روشنی کی کرنیں نمودار ہوئیں۔ وہ اسی آفتاب سے مستنیر تھیں حتیٰ کہ خواجہ دو جہاں سرتاج بنی نوع انسانی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں نے جس عمارت کو مکمل کر کے دستبرد باطل سے ہمیشہ کے لئے اس طرح محفوظ بنا دیا۔ کہ پھر تا قیامت کسی مامور من اللہ معمار قلوب و ارواح کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اس مقدس عمارت کی بنیاد بھی ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے رکھی تھی۔ فاتبعوا ملۃ ابراھیم اور قل بل ملۃ ابراہیم وغیرہ ارشادات قرآنی اس مقدس بزرگ کی جلالت منصب کے اتنے بڑے ترجمان ہیں۔ کہ ان کے بعد کسی مزید ترجمانی کی ضرورت نہیں رہتی۔

خانوادۂ ابراہیمی

تمام انبیاء میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے نبی ہیں۔ جن کی حنفیت۔ للہیت اور جوش جہاد فی سبیل اللہ صرف انہیں کی ذات مبارک تک محدود نہ رہا۔ بلکہ ان کے خاندان کے ہر فرد میں پورے اتم جلوہ گر ہو گیا۔ اور طوفان کا ہمہ گیر تلاطم و تموج

بھی اس گم کردہ راہ فرزند کو اولوالعزم باپ کے پیغام آسمانی کی حقانیت کا کوئی احساس نہ کرا سکا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی راہ ایزدی میں اپنے مقدس شوہر کی رفاقت چھوڑ بیٹھی۔ مگر حضرت ابراہیم کے خانوادہ مقدس کی یہ حالت ہے۔ کہ بیویاں اور بیٹے ایک دوسرے سے آگے بڑھکر راہ حق میں قربانی کے لئے پیش ہوتے ہیں۔ اور ایسا نظر آتا ہے کہ ان کے جسموں کا ہر ذرہ اسی عشق و شیفتگی کے جوش میں گوندھا گیا تھا۔ سب سے پہلے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے مجاہدانہ جذبہ اور ایثار پر نظر ڈالئے۔ کہ کس طرح اپنے لخت جگر کے ساتھ اپنے آپ کو ایک بے آب و گیاہ وادی کے حوالے کر دیتی ہیں۔ اس کے بعد باپ اور بیٹے کے امتحان کا وقت آتا ہے۔ باپ محسوس کرتا ہے۔ کہ رضا الٰہی اس دنیا کی عزیز ترین قربانی کی خواہاں ہے۔ اور پیارے جگر گوشہ سے بڑھکر کوئی شئے عزیز و محبوب نظر نہیں آتی۔ چنانچہ وہ اسے بلا تامل قربان کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ بیٹے کی حوالگی حق کا یہ عالم ہے۔ کہ ایک لمحہ کے تذبذب و تامل کے بغیر انتہائی خوشی اور اطمینان کے ساتھ اپنی گردن اس طرح زمین پر رکھ دیتا ہے۔ کہ آج دین حنیف کے کروڑوں پیرو اور اسوۂ ابراہیمی کے کروڑوں متبع بحالت امن نماز کے لئے بھی اپنی گردنیں جھکا نہیں سکتے۔

شان قربانی

خلوص و للہیت۔ ایثار و سرفروشی اور جہاد فی سبیل اللہ کے اس نادر الوجود منظر کا ذرا تصور کرو۔ انسان کے لئے اپنے گلے پر چھری پھیر لینا آسان ہے۔ مگر اپنے محبوب جگر گوشہ کی طرف چھری والا ہاتھ بڑھانے کی کونسا باپ جرأت کر سکتا ہے؟ پھر پیش نظر سلطنت نہیں۔ دولت نہیں۔ مال و متاع نہیں، دنیوی عزو جاہ نہیں۔ آرام و راحت کی جنت گاہ نہیں۔ بلکہ ایک نادیدہ ذات اور دسترس نگاہ سے یکسر وراء الوریٰ وجود کی رضا جوئی ہے۔ اور بس پس کتنے انسان ہیں۔ جو تاریخ روزگار کے اسی یگانہ و یکتا منظر ایثار کو تصوراً بھی اپنے اوپر طاری کر سکتے ہیں۔ یہی وہ عدیم النظیر جذبۂ جہاد تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بعد کی دُنیا کیلئے ہدایت و رہنمائی کا واحد سرچشمہ بنا دیا۔ سلامٌ علیٰ ابراہیمؑ

عید اضحیٰ کی حقیقت

عید اضحیٰ اسی ابراہیمی و اسماعیلی قربانی کی یادگار ہے۔ وفدیناہ بذبح عظیم و ترکنا علیہ فی الاٰخرین کی عملی تصویر ہے۔ ذبح عظیم نہیں۔ کہ اس وقت بہشت سے کوئی دُنبہ اتار آگیا تھا۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے عوض میں ذبح کیا۔ دُنبہ جنت الفردوس سے بھی اُترتا تو وہ حضرت اسمٰعیل کا فدیہ نہیں بن سکتا تھا۔ "ذبح عظیم" یہ ہے کہ پانچہزار سال سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایثار کا یہ واقعہ کروڑوں بندگان خدا کا ایک عظیم الشان قومی جشن چلا آتا ہے۔ اور امت محمدیہ کے دو بڑے سالانہ قومی جشنوں میں سے ایک ہے۔ اس موقع پر کروڑہا جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہوتے ہیں۔ اس طرح حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے ایثار کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ قیامت تک یہ جشن بدستور جاری رہیگا۔ ترکنا علیہ فی الاٰخرین کا مطلب بھی یہی ہے۔

عید اضحیٰ کی قربانی گوشت اور خون کے انبار و سیلان کا نام نہیں بلکہ اس سے مدعا یہ ہے۔ کہ ہر قربانی دینے والے کے دل میں یہ حقیقت پورے طور پر بیٹھ جائے کہ جس طرح وہ آج جانور کو خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کر رہا ہے۔ اسی طرح بوقت ضرورت اپنی گردن کو خدا کی راہ میں کٹانے کے لئے تیار ہوگا۔ اور خوشی خوشی تیار ہوگا۔ اگر عید اضحیٰ کی قربانی ایثار و فدویت کی یہ روح پیدا نہیں کر سکتی۔ تو سچی بات یہ ہے۔ کہ اسے قربانی نہیں کہا جائیگا اور روح ایثار و فدویت کا نقش تازہ کئے بغیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ عظیمہ کی یادگار کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

دعوت تجدید عہد

آؤ ہم تفریق کی لعنتوں سے آزاد ہو جائیں۔ فرقہ بندی کے جھگڑوں کو ملیامیٹ کر دیں۔ ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق کے تباہ کن مشغلے ترک کر دیں۔ اور ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حنیفیت و للہیت اور عدیم النظیر قربانی کی یاد تازہ کرتے ہوئے خلوص و نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے ہو کر اپنا مرنا اپنا جینا، اپنا اٹھنا، اپنا بیٹھنا، اپنی قربانی، اپنی نماز غرض سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بنا دیں۔ سب مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن مضبوطی سے تھام کر کعبہ کے معماروں کی پیروی کرتے ہوئے اپنے شرف و برتری کی ہمیشہ قائم رہنے والی عمارت درست کریں۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ط۔

عید قرباں!

(نشتر)

ہو شہیدِ رہِ اسلام کہ ہے کام یہی　　عید قرباں کا مسلماں کو ہے پیغام یہی

سرِ تسلیم ہو خم حکمِ خدا کے آگے　　شانِ مسلم ہے یہی معنیِ اسلام یہی

دل براہیمؑ کا، مسلک ہو ذبیح اللہ کا　　قصرِ ملت کے ہیں دیوار و در و بام یہی

پھر اُسی مسلکِ دیرینہ کو تازہ کر دے　　زندگی کا یہی آغاز ہے انجام یہی

لیلیِ عید سے وابستہ ہے جس کا دامن　　بسملِ خنجرِ اسلام! وہ ہے شام یہی

دل و جاں شاہدِ اسلام پہ قرباں کر دے
کفر کو نعرۂ ایماں سے گریزاں کر دے

اصلاح الاخلاق والاعمال

رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ کی بُردباری

برادرانِ اسلام! سچ تو یہ ہے کہ اسلام کی اخلاقی تعلیم کا عملی نمونہ تو صرف رسول اللہ صلعم اور ان کے بعد صحابہ کرام رضؓ ہی تھے جنہوں نے اسلام کے ایک ایک نقطہ پر عمل کر کے دنیا کو دکھایا اور ہمارا مذہب تو صرف نماز روزہ تک محدود ہے۔ گویا ہمارے نزدیک نماز و روزہ کے سوا اسلام میں اور کوئی حکم ہی نہیں۔ جس پر عمل کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ جبھی تو ہمیں اخلاق اسلامی کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ہم بظاہر انسان ہیں مگر باطن میں بھیڑیئے۔ ذرا ذرا سی بات پر اپنے مسلمان بھائیوں کو کھا جانا اور چبا جانا چاہتے ہیں۔ ذرا آنکھیں کھول کر عبرت کی نگاہوں سے حسب ذیل واقعات کو دیکھئے اور اصلاح باطن کی کوشش کیجئے۔

کافروں کا دستور تھا کہ وہ اپنے غصہ و انتقام کی آگ بجھانے کیلئے جب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو کہتے السام علیکم یعنی موت ہو تم پر حضور اس کا جواب وعلیکم دیتے۔ ایک دن حضرت عائشہؓ نے سنا تو انہوں نے جواب دیا السام اللعنۃ علیکم یعنی تم پر موت اور لعنت ہو۔ حضور نے حضرت عائشہ رضؓ کو اس حرکت سے منع کیا۔ کہ اتنی زیادتی نہ کرو۔

ایک روز کچھ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ صدیق اکبر رضؓ خاموشی سے سن رہے تھے۔ اور تحمل و بردباری سے کام لے رہے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف رکھتے تھے۔ جب تک حضرت ابوبکر رضؓ تحمل سے کام لیتے رہے حضور سنتے رہے مگر جب انہوں نے جواب دینا شروع کر دیا تو آپ تشریف لے جانے لگے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے اس کا سبب پوچھا تو رحمۃ اللعالمین نے فرمایا۔ ابوبکر رضؓ جب تک تم تحمل سے کام لیتے رہے تمہاری طرف سے فرشتے جواب دیتے رہے۔ میں بھی کھڑا سنتا رہا۔ مگر جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتے جانے لگے۔ اور میں بھی جانے لگا۔

تحمل و درگذر کا موقعہ و محل

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غصہ اور حق کے سبب کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ مگر ان جن امور میں دین کی بے حرمتی ہوتی تھی۔ ان میں ہرگز تسامح نہ فرماتے تھے۔ یہاں سے عفو و تحمل کا موقعہ و محل معلوم ہو گیا۔ اور وہ یہ کہ اگر ہمیں اپنے حق کے سبب کسی پر غصہ آئے تو اس کا بدلہ لینے کا ہمیں اختیار ہے۔ اگر معاف کر دیں تو بہت ہی اچھا ہے۔ لیکن اگر دین کی بے حرمتی دیکھیں تو اس پر ہرگز ہرگز تحمل و بردباری نہ کرنی چاہیئے۔

ابو درداءؓ صحابی کی لونڈی ان کو ایک برس سے برابر زہر دیتی تھی۔ مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ وہ اپنے دل میں سخت حیران تھی کہ زہر اثر کیوں نہیں کرتا۔ آخر ایک دن ہمت کر کے خود درداءؓ ہی سے پوچھا کہ میں آپ کو ایک برس سے زہر دے رہی ہوں مگر اس نے آپ پر کوئی تاثیر نہیں کی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کہا کہ میں آپ سے نجات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ بات تھی تو زہر دینے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھ سے صاف صاف کہہ دیا ہوتا کہ مجھے آزاد کر دو۔ لیکن میں اس پر بھی تجھے آزاد کرتا ہوں۔ آج سے تو آزاد ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے غلام کو

آواز دی۔ مگر وہ نہ بولا۔ دوسری آواز پر بھی خاموشی اختیار کی اور تیسری مرتبہ بھی یہی ناشائستہ حرکت کی۔ آپ غصہ کی حالت میں اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ لیٹا ہوا ہنس رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تم نے میری پکار کا جواب کیوں نہیں دیا؟ اس نے کہا مجھے اس خاموشی کی جرأت آپ کے عفو و درگذر کی صفت نے دلائی۔ کیونکہ مجھے اس بات کا ڈر تو تھا ہی نہیں کہ آپ مجھے اس پر سزا دیں گے۔ بجائے اس کے کہ آپ اس کو سزا دیتے اور آئندہ کیلئے ایسی حرکت نہ کرنے کی تاکید کرتے۔ آپ نے اسے اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ آپ کا غلام کھانا لیکر آیا۔ اتفاقاً اس کے ہاتھ سے کھانا گر گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت امام حسینؓ کو غصہ آیا۔ غلام نے کہا اللہ تعالیٰ کے قول والکاظمین الغیظ کو یاد کیجئے۔ یہ سنتے ہی ایسا ہوا گویا کسی نے غصہ کی آگ پر پانی ڈال دیا۔ اور فرمایا کظمت یعنی میں نے غصہ پی لیا۔ غلام نے کہا والعافین عن الناس امام صاحبؓ نے فرمایا۔ جا میں نے تجھے معاف کیا۔ تیسری مرتبہ غلام نے کہا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ میں نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔

برادرانِ ملت! رسول خدا صلعم اور صحابہ کرام رضٰ کے تحمل و بردباری کو آپ نے دیکھ لیا۔ اور معلوم کر لیا کہ کس طرح ان نفوس قدسیہ نے اپنے نفس پر ضبط و قابو رکھا۔ اب ایک اور بزرگ کا ولولہ انگیز واقعہ بھی سن لیجئے۔ قیس حازمؓ ایک اور بردبار شخص تھے۔ ان کی بردباری کا ایک ادنیٰ واقعہ یہ ہے۔ کہ ایک دن آپ حدیث کا درس دے رہے تھے کہ لوگ ان کے بھتیجے کو مشکیں باندھ کر لائے اور کہا یہ آپ کا بھتیجا ہے۔ اس نے آپ کے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ آپ یہ جگر شگاف خبر سنکر بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اور بدستور درس دیتے رہے۔ جب فارغ ہوچکے تو اپنے بھتیجے کی طرف مخاطب ہو کر کہا تو نے بڑا ظلم کیا کہ اپنے چچا زاد بھائی کو مار ڈالا۔ اور قطع رحم کیا۔ اس کے بعد لوگوں سے کہا اس کی مشکیں کھول دو۔ اور بھتیجے سے کہا کہ اپنے بھائی کو دفنا دے اور اسکا خونبہا ادا کر دے۔ اللہ اکبر یہ کیسے بے نفس لوگ تھے۔ جن پر فرشتوں کا گمان ہوتا ہے (مودی)

ایک محقق کے ارشادات

آج خطبہ کے معانی یہ ہیں کہ عربی زبان میں ایک چھپی ہوئی کتاب بازار سے خرید کی جائے۔ اور الف لیلہ کی طرح اس میں سے ایک خطبہ غلط ملط پڑھ دیا جائے۔ آواز بشدت کو یہ ہو۔ اور لب و لہجہ میں عربیت پیدا کرنے کیلئے ہر جگہ ثقالت سے کام لیا جائے بعض لوگ قرآن عزیز کی مرسل کردہ قرأت کو یہاں بھی صرف کرتے ہیں۔ اور پھر جو شخص آخری حرف کو ذرا لمبی سانس کھینچ کر پڑھ دے وہ سب سے بڑا کاری ہے۔ بسا اوقات غریب پڑھنے والا بھی نہیں جانتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ الف لیلہ کا ایک افسانہ ہے۔ قلیوبی کی کوئی حکایت ہے یا ارشاد و ہدایت امت کا وہ عظیم و جلیل عملِ اقدس جو رسول اللہ ممبر پر کھڑے ہو کر ہر جمعہ کو انجام دیا کرتا ہے۔ پھر سننے والوں کی مصیبت کا کیا پوچھنا۔ کوئی اونگھتا ہے۔ کوئی اپنے ساتھیوں سے صبح کے بازار کے بھاؤ پوچھتا ہے۔ یہ حسرت انگیز تذلیل و تحقیر ہے اس مذہب کے اعمال دینیہ کی جس کے داعی اول نے اپنے خطبات و مواعظ سے ایک بادیہ نشین قوم کو روم و ایران کے تمدن کا آقا بنا دیا۔ وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔

یقین کرو کہ جب حضرت (مسیح) نے بنی اسرائیل کی ذلت و ہلاکت پر ماتم کیا۔ تو شریعت موسوی کے احکام و اعمال کا بعینہٖ یہی حال تھا تو آج ہم نے شریعت خدا کا بنا رکھا ہے۔ مسیح

اگر ان فریسیوں اور صدوقیوں پر روتا تھا۔ جو گو بڑی بڑی آستینوں کے جبے پہنتے ہر وقت دعائیں مانگتے اور بڑی بڑی تسبیحیں اپنے ہاتھوں میں رکھتے۔ پر شریعت کے حکموں کو انہوں نے مسخ اور اعمال صالحہ کو بے اثر کر دیا تھا۔ تو ہمیں اپنے ان عالموں اور صوفیوں پر ماتم کرنا چاہیئے۔ جو ان کی طرح سب کچھ کرتے ہیں۔ پر انہی کی طرح حقیقت سے بھی خالی ہیں۔

میں سرے سے اس امر کا ہی دشمن ہوں کہ خطبے لکھے ہوئے پڑھے جائیں۔ یہ ایک بدعت ہے جس کا خیر القرون میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور نہ علت حکم اس کا موید۔ خطبہ ایک وعظ ہے۔ پس مسجدوں میں ایسے خطیب ہونے چاہیئں جن کو یہ قابلیت حاصل ہو کہ جمعہ کے خطبہ کے لئے تیار ہو کر آئیں۔ اور زبانی وعظ کہیں۔ ضروری ہے۔ کہ قوم کی موجودہ حالت ان کے پیش نظر ہو جو بیماریاں ہمیں آج لاحق ہیں۔ ان کا علاج بتائیں نہ کہ ان کا جو آج سے ۵۰ برس پہلے تھیں۔ وہ خطبات جو آج کل رائج ہیں۔ میں نے سب کو پڑھا ہے۔ وہ تو اس وقت کیلئے موزوں نہ تھے۔ جب لکھے گئے پھر آج کل کی حالت کا کیا ذکر؟ خطبہ کا یہ مطلب کس نے بتلایا ہے؟ کہ صرف چند مسائل بیان کر دیئے جائیں اور کہہ دیا جائے۔ کہ ایک دن مرنا ہے بس ڈرو اور موت یاد کرو۔ بیشک موت کو یاد کرنے سے بڑھ کر انسان کیلئے دنیا میں کوئی نصیحت نہیں ہو سکتی۔ کفا ک بالموت واعظاً۔ یا عمر لیکن صرف یہ کہہ دینا لوگوں کو ڈرانے کیلئے کافی نہیں۔ موت کی یاد کے ساتھ ان کو زندگی کا طریقہ بھی بتلانا چاہیئے۔ جو تذکرہ آخرت کے ساتھ مل کر انسانوں کو دونوں جہانوں میں نجات دلا سکتی ہے۔

(صہ ۲ سے آگے) دس روپے ارسال ہیں وصول فرمائیں (شکریہ ایڈیٹر)

مکرمی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب قریشی لدھیانوی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی مستقل مزاجی کی داد دیتا ہوں۔ کہ آپ موجودہ حالات میں القریش شائع کر رہے ہیں۔

قریشی امتیاز الدین صاحب رہتکی تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں کی مراسیوں کی تنظیم القریش ختم ہو چکی۔ اب اس کا کوئی نام لیوا باقی نظر نہیں آتا۔ القریش نے تردید مراسیت و قصابیت میں وہ شاندار کام کیا ہے کہ حشرات الارض کی طرح پیدا ہونے والی جماعتیں نابود ہو کے رہ گئیں۔ ان لوگوں نے سادات قریش کی تنظیمی ترقی کی راہ میں جو کانٹے بکھیرے تھے۔ وہ نہایت خطرناک تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ آہستہ آہستہ ان تمام کا صفایا ہو کر ہماری راہ پھر صاف ہو گئی ہے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ سادات قریش کی مرکزی جماعت کا ایک شاندار اجلاس پھر منعقد کیا جائے اگر مناسب خیال فرمائیں۔ تو ہمارا رہتک میں اس کی تحریک کی جائے۔ آپ کی خواہش نیک اور قابل قدر ہے۔ مجلس منتظمہ کے سامنے مسئلہ پیش کر دیا جائیگا۔ لیکن حالات نہایت نازک ہیں۔ گرانی نے ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ اجلاس کے اخراجات اگر کفایت سے بھی کام لیا جائے۔ بہت زیادہ ہوں گے۔ قومی ضروریات واقعی انعقاد اجلاس کی متقاضی ہیں۔ لیکن بحالات موجودہ اخراجات کی برداشت ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔ آپ اپنی مساعی جاری رکھیں۔ اور بیت المال کے قیام کے لئے امکانی کوشش ضرور کریں۔

سیکرٹری صاحب انجمن سادات قریشیہ پیلی بھیت کی طرف سے ایک جلسہ کی کارروائی موصول ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انجمن مذکور نے اصلاح الرسوم، قیام بیت المال کی تجاویز منظور کرتے ہوئے مقامی برادری کو تعاون کی دعوت دی ہے۔ ایک رزولیوشن میں حکومت سے استدعا کی ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کی اشاعت کے متعلق ایسا قانون نافذ کرے جسکی رو سے

غیر مسلم مطابع کو قرآن کریم کی اشاعت اور غیر مسلم تاجران کتب کو کتاب مبین کی فروخت سے منع کیا جائے۔

القریش جس صورت میں ہوسکا جاری رہا۔ محترم معاون خصوصی جن کی بیشقدر مالی حمائت و اعانت کا ان صفحات میں بارہا شکریہ کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ اگر اس فراخدلی کے ساتھ امداد نہ کرتے۔ تو القریش جاری نہ رہ سکتا۔ اخراجات اسقدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ پچیس روپے ماہانہ کی امداد ایک معقول امداد تھی۔ جو گذشتہ چھ ماہ تک محترم موصوف کی طرف سے جاری رہی۔ اور اسی امداد پر قومی خدمات کا یہ سلسلہ جاری رہ سکا۔ ورنہ عام ناظرین کی حالت تو یہ ہے۔ کہ متواتر اور مسلسل یاد دہانیوں کے باوجود ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ بیشتر حضرات کے ذمے گذشتہ سال کے چندے بقایا ہیں۔ اگر معاونین کرام کی اعانت کا یہی حال رہا۔ تو القریش کا جاری رہنا دشوار محال بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔

لہذا بہی خواہان قوم کا فرض ہے۔ کہ وہ توجہ فرمائیں امدادی رقوم ارسال فرمائیں۔ اور جن حضرات کے ذمے چندہ کی رقوم بقایا ہیں۔ وہ اپنی پہلی فرصت میں بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے عند اللہ ماجور و عند القوم مشکور ہوں۔

حیدرآباد فرخندہ بنیاد

نظم و نسق کی خوبیوں کا اعتراف

ایک برطانی صحیفہ نگار کا اظہار حق

ممالک محروسہ سرکار عالی کی ہر جہتی ترقی کے بارے میں مشہور برطانوی صحیفہ نگار مسٹر ایچ جے فلس کا ایک مضمون لندن کے ایک رسالہ "ایشیاٹک ریویو" میں شائع ہوا ہے۔

مضمون نگار نے لندن کے اس انسٹی ٹیوٹ کے سابق ڈائرکٹر سر مالکم واٹسن کا بھی حوالہ دیا ہے جنہوں نے ۲۹-۱۹۳۰ء میں بلدہ حیدرآباد میں ملیریا سے متعلق اشاریتی اعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ یہ اعداد بہت ہی قابل تعریف ہیں۔ اور ان سے ملیریا کا انسداد کرنے میں جس کامیابی کا اظہار ہوتا ہے اس سے زیادہ کامیابی خود میں بھی نہیں ہوئی۔

اپنا مضمون ختم کرتے ہوئے مسٹر فلس نے یہ لکھا ہے کہ چند سال قبل حکومت جنوبی افریقہ کی جانب سے ایک وفد خیر سگالی نے ہندوستان کا دورہ کیا تھا۔ اور اس نے حیدرآباد میں اپنے مختصر قیام کے دوران میں جو کچھ دیکھا۔ اس سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ اور اس وفد پر ہی کیا منحصر ہے جو شخص بھی وہاں جائیگا وہ اس مملکت کی کامیاب کوششوں سے اثر پذیر ہوگا۔ جو لوگ حیدرآباد سے ذاتی طور پر واقفیت حاصل نہیں کر سکتے۔ انہیں نظم و نسق کی سالانہ رپورٹیں اُن مفید اور اہم کاموں سے باخبر کر سکتی ہیں۔ جو اس مملکت میں بکثرت انجام دیئے جا رہے ہیں

سرکار عالی کی رعایا پروری

(۱) حکومت جاتناؤں اور میلوں سے فائدہ اٹھا کر دیہی باشندوں کو زراعت اور مویشیوں کی پرورش کے ترقی یافتہ طریقوں سے

آگاہ کرتی اور گھریلو صنعتوں کی تجدید کیلئے تشہیری تدابیر اختیار کر لی ہے۔

(۳) سنہ ۱۳۵۰ف میں محکمہ سررشتہ زراعت نے جاتراؤں اور میلوں کے موقعوں پر (۲۰) نمائشیں منعقد کیں۔ اور (۱۵۰۰) تقریروں کا انتظام کیا۔

(۳) سرکار عالی کے ملازمین بیمہ اور فیملی پنشن کی اسکیموں سے مستفید ہوتے ہیں۔ جن کی شرح اقساط فانگی کمپنیوں سے کم ہے۔

(۴) ممالک محروسہ سرکار عالی میں (۱۱۰۰۰) اشخاص خواندہ ہیں۔ گذشتہ (۱۰) سال کے عرصے میں شرح خواندگی میں (۲۰) فیصد اضافہ ہوا۔ اور تعلیم نسواں کی حد تک تو یہ اضافہ (۱۳۰) فیصد ہے۔

(۵) (۱۰) سے زیادہ تعلیم یافتہ بیروزگار علاقہ نظام ساگر میں آباد ہو گئے ہیں۔ اور تقریباً (۸۷۰) ایکڑ اراضی پر کاشت کر رہے ہیں۔

(۶) محکمہ تنظیم دیہی ممالک محروسہ کے (۱۳۴) مواضعات میں رعایا کو بہتر کاشت اور بہتر رہائش کی عملی تربیت دے رہا ہے۔

حکومت سرکار عالی کی مستحکم مالی حیثیت

(۱) حکومت سرکار عالی کے اثاثہ جات کی مجموعی مقدار واجبات کے دوچند سے بھی زیادہ ہے۔

(۲) گذشتہ (۲۰) سال کی مدت میں سالانہ آمدنی میں سے اخراجات منہا کرنے کے بعد جو بچتیں ہوئی ہیں ان کی مجموعی مقدار (۱۷) کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔

(۳) گذشتہ (۲۰) سال کی مدت میں اہم تعمیرات پر جو رقمیں صرف ہوئیں۔ ان کی مجموعی مقدار بھی (۱۷) کروڑ روپے ہے۔

(۴) سنہ ۱۳۵۱ف کے اختتام پر مختلف مدات محفوظ کی ملکوں میں جملہ (۳۲) کروڑ (۴۵) لاکھ روپے موجود تھی۔

(۵) ممالک محروسہ میں جس قدر زر کاغذی زیر گشت ہے۔ اس کی ضمانت نقرئی سکوں اور حکومت ہند کے تمسکات سے کی گئی ہے۔ جن کی مجموعی مقدار (۳۰) کروڑ (۷۰) لاکھ روپے ہے۔

دولت آصفیہ کا میزانیہ

مسٹر غلام محمد فنانس ممبر ریاست حیدر آباد کے تیار کردہ بجٹ برائے سنہ ۱۹۴۳ء کی ثنا گوئی کرتے ہوئے "ذکن کرانیکل" نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں لکھا ہے۔ کہ بجٹ بہت ہی تسلی بخش ہے۔ کیونکہ کئی شعبوں پر کثیر اخراجات کے بعد بھی اس کے مطابق ۹ لاکھ کی بچت ہوگی۔ زمانہ بعد از جنگ کی تعمیر کے لئے فنڈ کو محفوظ کر کے حیدر آباد ہندوستان میں امریکہ کا پارٹ ادا کرے گا" تمباکو [illegible] پر عائد کردہ محاصل کو بنظر استحسان دیکھا گیا ہے۔

ایک بات

جن حضرات کا سالانہ خریداری اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے اور نیز وہ احباب جن کے ذمے ہنوز سال رواں کے چندے واجب الادا ہیں توجہ فرمائیں اور زر چندہ کی رقوم بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے عند القوم مشکور ہوں "القریش" کو جاری رکھنے کیلئے [illegible] پر خلوص اعانت بکار ہے۔ کاغذ کی [illegible] کے اس دور میں آپ کی بے اعتنائی قومی [illegible] نتائج مرتب کرنے کا سبب ہو گی۔

مینیجر

وزیر ہند پریس واقعہ ہال بازار امرتسر میں محمد علی رونق پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش واقع شریف گنج امرتسر سے شائع کیا (ایڈیٹر محمد علی رونق)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۴۷۴

سادات قریش کا قومی جریدہ

القریش امرتسر

دسمبر ۱۹۴۳ء

ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ

جلد ۳۰ — نمبر ۱۲

ایڈیٹر: محسن القوم محمد علی رونق صدیقی

نعت

ذرّے جو چھو گئے کفِ پائے حضور سے
خورشید نور بن گئے خورشید نور سے

تھا بزمِ قدس میں ہی کہیں آپ کا مقام
سایہ بھی ساتھ آ نہ سکا اتنی دُور سے

توریت میں ہے ذکر تو انجیل سے ہے گواہ
ملتی ہے صاف اس کی بشارت زبور سے

اک آپ ہیں کہ پاس بلاتا ہے خود خدا
اک تھے کلیم جا کے چلے آئے دُور سے

وجد آفریں ہے باغ میں صلِّ علیٰ کا شور
ہر ایک ڈالی جھوم رہی ہے سرور سے

قصرِ رفیع قیصر و کسریٰ لرز گیا
بت سجدہ ریز ہو گئے اُن کے ظہور سے

پائیں گے اب نہ کوئی نبی بعد آپ کے
ڈھونڈا کریں کلیم اگر شمعِ طور سے

فیروز نعت گوئے حبیبِ خدا ہے تو
کیا خوف تجھ کو پرسشِ یومِ نشور سے

(فیروز انبالوی)

تذکرۃ الاولیاء

حضرت بختیار کاکی رح

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک مرید
کے ہاں دلی میں مہمان ہیں۔ لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں۔ اور رو رہے
ہیں۔ سلطان شمس الدین التمش کی سواری آتی ہے۔ جہاں پناہ بھی
اور لوگوں کی طرح رونے لگ جاتے ہیں۔ اور سب کے سب رو رو
کر حضرت خواجہ سے التجا کرتے ہیں۔ کہ حضور اپنے مرید کو اجمیر نہ لے
جائیں۔ دلی میں ہی رہنے دیں۔

حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت تو دنیا جانتی ہے
لیکن یہ مرید کون بزرگوار ہیں۔ جن کی تاجدار ہندوستان کو اتنی
چاہ ہے۔ اور جن کیلئے وہ گڑگڑا رہے ہیں؟

آپ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی شہید رح ہیں اور
آپ ہی کے حالات زندگی ہم مختصراً بیان کرنا چاہتے ہیں۔

آپ ۵۶۱ھ میں قصبہ اوس (ماوراءالنہر) میں زینت آرائے
عالم وجود ہوئے۔ ڈیڑھ ہی سال گذرا تھا۔ کہ آپ کے والد بزرگوار
خواجہ کمال الدین احمد کا سایہ اٹھ گیا۔ بچپن ہی میں آپ کے بشرے
سے ذکاوت اور بزرگی ٹپکتی تھی۔

آپ نے ابوحفص رح سے جو اس زمانہ میں متبحر عالم سمجھے جاتے
تھے تعلیم حاصل کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام علوم ظاہری پر عبور
ہو گیا۔ اب روحانی کاوش بڑھ گئی۔ اور کسی رہبر کامل کی تلاش
میں نکلے ؎

تدبیر جس کی علت روحی کو کرے دفع
جویا ہوں مدتوں سے میں ایسے طبیب کا

اسی دھن میں آپ مختلف ملکوں میں پھرا کئے۔ دو طالع علا
لیکن ہمت نہ ہاری ؎

لئے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالب
جادۂ رہ کشش کاف کرم ہے ہم کو

آخر کار بغداد پہنچے۔ وہاں مراد پائی۔ یعنی حضرت خواجہ معین الدین
چشتی رح کے مرید ہو گئے۔ ایک مدت تک ان کے ساتھ عبادت اور
ریاضت میں مصروف رہے۔ حضرت خواجہ بزرگ ہندوستان تشریف
لے آئے۔ اور اجمیر شریف میں سکونت پذیر ہوئے۔ زیادہ عرصہ
نہ گذرا تھا کہ مرشد کی کشش آپ کو ہندوستان کھینچ لائی۔ ملتان
پہنچے اور وہاں شیخ بہاؤالدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی کے
ہاں مہمان رہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اہل ملتان آپ کے شیدا
ہو گئے۔ اور عرض کرتے رہے کہ آپ ملتان ہی ٹھہریں۔ لیکن مرشد
کا عشق آپ کو دلی لے آیا۔ یہاں سے آپ نے مرشد کی قدمبوسی کی
اجازت چاہی۔ حضرت خواجہ بزرگ نے جواب میں لکھا:۔

"قرب روحانی کے آگے بُعد مکانی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہمارے
تمہارے لئے دوری و نزدیکی یکساں ہے۔ تمہیں دلی ہی میں قیام
کرنا چاہیئے۔ میں عنقریب خود وہاں آ کر تم سے ملوں گا"۔ اس پر آپ
جمنا کے کنارے موضع کوکرڈی میں مقیم ہو گئے۔ جلدی ہی آپ کے
علم و تقویٰ کی دھاک بندھ گئی۔ اور لوگوں کو آپ سے عقیدت ہو گئی
سلطان شمس الدین التمش عارفین کے شیدا تھے ہی۔ بنفس نفیس آپ
کی زیارت کیلئے کوکرڈی پہنچے۔ اور التجا کی آپ شہر میں سکونت اختیار
کریں۔ آپ نہ مانے لیکن بادشاہ ہفتہ میں دو مرتبہ کوکرڈی جاتے
اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ کے
[illegible] شہر جانے پر راضی ہو گئے۔

اسی اثناء میں شیخ الاسلام مولانا جلال الدین بسطامی رح
وفات پا گئے۔ اور بادشاہ نے آپ سے درخواست کی کہ شیخ الاسلام

کا عہدہ قبول فرمائیں لیکن آپ راضی نہ ہوئے۔ آخر کار نجم الدین صغرائی اس عہدہ پر مامور ہوئے۔ یہ حضرت باوجودیکہ بڑے بافضل شخص تھے حضرت بختیار رحمہ سے رشک کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ اجمیری حضرت بختیار رحمہ کے ہاں مہمان تھے تو شیخ الاسلام اُن سے ملنے تک نہ آئے۔ چنانچہ حضرت خواجہ اجمیری خود انہیں ملنے گئے۔

ملاقات کے دوران میں شیخ نے حضرت سے کہا۔ کہ آپ نے اس شہر میں اپنا ایک مرید ایسا چھوڑ رکھا ہے۔ جس کے سامنے شیخ الاسلامی کی ذرہ بھر قدر نہیں ہوتی"۔

واپس آن کر حضرت نے بختیار رحمہ کو فرمایا:۔

"بابا بختیار یہاں تمہاری شہرت سے بعض لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تم میرے ساتھ اجمیر چلے چلو۔ جب یہ خبر پھیلی تو جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ بادشاہ اور رعایا گریہ وزاری کرتے ہوئے حضرت اجمیری سے ملتجی ہوئے کہ اپنا ارادہ بدل دیجئے۔ حضرت نے متاثر ہو کر اپنا ارادہ بدل ڈالا۔ اور بختیار رحمہ دلی ہی میں رہ گئے۔

جوانی ہی سے آپ کی ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ رات بھر میں ڈھائی سو رکعتیں پڑھتے۔ اور تین ہزار مرتبہ حضرت ختم المرسلین پر درود بھیجتے تھے۔ اوائل عمر میں تو کچھ سو بھی لیتے تھے۔ لیکن اواخر عمر میں دن رات یاد خدا یا تلقین و تبلیغ اسلام میں معروف رہتے تھے۔ آپ کی ساری عمر فقر میں گذری۔ آپ اور آپ کے اہل و عیال اور متعلقین پر فاقے گذرتے تھے۔ لیکن سب کے سب شاکر رہتے تھے ؎

ظلمت سرائے دہر کے جو ہیں فروغ بخش
اغلب یہ ہے کہ شب کو چراغ ان کے گھر نہ ہو (راسخ)

خدا نے قناعت بھی بلا کی دی تھی۔ ایک دفعہ سلطان شمس الدین التمش نے کچھ تھیلیاں اشرفیوں کی آپ کی خدمت میں بھیجیں۔ آپ نے واپس کر دیں۔ اور کہلا بھیجا۔

"بادشاہ! میں تو تمہیں اپنا دوست سمجھتا ہوں۔ لیکن تم میرے ساتھ دشمنی کرنا چاہتے ہو"۔

ایران کے مشہور شاعر ناصری نے سلطان التمش کی شان میں ایک قصیدہ لکھا۔ اور دلی آیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی۔ کہ اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا کر کے فرمایا کہ جاؤ کامیابی ہو گی۔

ناصری کا قصیدہ سنکر بادشاہ اتنا خوش ہوا۔ کہ ہر بیت پر ایک ہزار اشرفیاں انعام دیں۔ ناصری چھپن ہزار اشرفیاں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نصف اشرفیاں نذر کرنے لگا۔ آپ نے انکار کر دیا ؎

ہے جس کے تحت میں گنج قناعت
نظر میں خاک ہے اس کے زر و سیم (شاہ حاتم)

ایک اور موقع پر بادشاہ نے کچھ گاؤں آپ کی نذر کرنا چاہے آپ نے مسکرا کر یہ جواب دیا۔ "میرے [illegible] کا یہ شیوہ نہیں ہے۔ میں ان کے خلاف کر کے انہیں کیا منہ دکھاؤں گا۔ اور بہتر ہے ضرورتمند لوگوں میں یہ گاؤں دیدیئے جائیں۔

ہزاروں لوگ نذریں لاتے۔ لیکن آپ بے ضرورت ہرگز قبول نہ کرتے تھے۔ ضرورت سے زیادہ اپنے پاس روپیہ پیسہ نہ رکھتے تھے۔ اور بڑے سے بڑے وقت میں بھی کسی سے مدد نہ چاہتے تھے ؎

آگے کسو کے کیا کریں دست طمع دراز!
وہ ہاتھ سو گیا ہے سرہانے دھرے دھرے (میر)

کتب تذکرہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ کمی گنجائش کے پیش نظر ہم صرف ایک کرامت کا ذکر کرتے ہیں ایک دن شاہی نانبائی سے خاص بادشاہ کے کاک (روٹی) جل گئے۔ وہ بہت سٹ پٹایا۔ اسی پریشانی میں تھا کہ آپ کا ادھر سے گذر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ تردد کی کیا بات ہے۔ بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈال اور کاک نکال لے۔ حسب ہدایت جب اس نے تنور میں ہاتھ ڈالا۔ تو دیکھا سارے کاک بے جلے تھے۔ کہتے ہیں اس کمال کی وجہ سے "کاکی" آپ کا لقب مشہور ہو گیا۔

ساری عمر آپ کو قوالی سننے کا شوق رہا۔ بہتوں نے اعتراض کئے۔ لیکن ناکامی رہی۔ بلکہ ان کا ذوق روز بروز بڑھتا رہا۔ ایک دن شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں محفل سماع منعقد ہوئی۔ قوالوں نے جس وقت حضرت احمد جام کا یہ شعر پڑھا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ✤ ہر زماں از غیب جانے دیگر است

آپ نے اس شعر کو اپنی زبان سے پڑھا۔ اور پڑھتے ہی بیہوش ہو گئے۔ بلکہ نزع کے آثار شروع ہو گئے۔ چار دن قوالی جاری رہی اور اسی شعر کی تکرار رہی۔ سارا عرصہ آپ پر وجد طاری رہا۔ البتہ نماز کے وقت آپ کو ہوش آجاتا۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی پھر بیہوش ہو جاتے تھے۔ جب پہلا مصرعہ پڑھا جاتا تو آپ بےحس ہو جاتے۔ جب دوسرا مصرعہ پڑھا جاتا تو آپ پر جنبش طاری ہو جاتا تھا۔ آخر دوسرے مصرعہ کو بند کر دیا۔ صرف پہلا مصرعہ پڑھا جاتا تھا۔ لیکن جلدی ہی آپ کا کام تمام ہو گیا ؎

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا (غالب)

ذوقِ وصال ساری عمر دامنگیر رہا آخر گوہرِ مقصود ہاتھ آگیا۔ منصور سے نہ رہا گیا۔ یار کا راز فاش کر دیا۔ بختیار کے لب پر مہرِ سکوت رہی ؎

قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن
ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیٔ منصور نہیں (غالب)

۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ سلطان شمس الدین التمش نے خود اپنے ہاتھ سے غسل دیا۔ نماز پڑھائی اور قطب مینار کے قریب آپ کو دفن کرایا۔ آپ کا مزار بالکل کچا ہے۔ اس پر نہ چھت ہے نہ گنبد۔ فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ میں آپ کے مزار کے گرد سنگ مرمر کا ایک احاطہ بنایا گیا۔ اس خانقاہ کا ہندوستان کی بڑی خانقاہوں میں شمار ہوتا ہے۔

آپ نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا خرقہ نعلین اور مصلیٰ حضرت گنج شکرؒ کے سپرد کئے گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا نسبی سلسلہ حضرت امام حسینؑ سے جا ملتا ہے۔ یہ تحقیق نہ ہو سکا۔ کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کا نسبی سلسلہ آگے چلا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔

(صفحہ ۱۶ سے آگے)

اگر وہ آپ کی مجلس میں شریک ہونا چاہے تو آپ اس کو ہرگز اجازت نہ دیں گے کیونکہ وہ آپ کے نزدیک ایک ذلیل ترین حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کا دامن سیاہکاریوں کے داغ سے رنگا ہوا ہے۔ آپ غور کیجئے کہ آپ نے اس طوائف کی نسبت یہ فیصلہ کیوں صادر کیا؟ صرف اس بناء پر کہ وہ مذہبی قانون کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ اور حرام کی مرتکب ہوتی ہے۔ لیکن کیا میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں۔ کہ جب آپ کا ایک معزز دوست ایک شریف النفس عزیز اور ایک دولتمند رشتہ دار اسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کے ارتکاب کی وجہ سے آپ طوائف کو حقیر نظروں سے دیکھتے ہیں۔ تو آپ اس وقت کیوں خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور کیوں علانیہ طور پر اس معزز دوست اور دولتمند عزیز کی سیاہ کاریوں پر نفرت کا اظہار نہیں کرتے اور کیوں اس کی شرافت اور اعلیٰ حیثیت کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ کیسی صریح ناانصافی ہے۔ کہ ایک ہی جرم کے ارتکاب کی وجہ سے ایک ہستی کو تو ہدفِ ملامت بنایا جائے۔ اور دوسری کو محترم سمجھا جائے ✤

صفحہ ۱۱ سے آگے

اسقدر فراہم ہو سکتا ہے کہ تبلیغ و اشاعت کے علاوہ قوم کے ہزاروں تعمیری پروگرام بوجہ احسن مکمل ہو سکتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہر بہی خواہ قوم و ملت اس سکیم کا بطیب خاطر خیر مقدم کرے

پرانی غیر مطبوعہ تالیفات گرانقدر معلومات کی حامل ہوتی ہیں
نسبی وعلمی مواد کی اشاعت بالخصوص مفید، کارآمد اور ضروری، میرے
کتب خانہ میں بھی شجرات کا بیشقدر قلمی ذخیرہ موجود ہے۔ جو
تحریر وحواشی کے بعد مکمل ہو چکا ہے اور اس قابل ہے۔ کہ جلد از جلد اسے
منظر عام میں لایا جائے۔ لیکن انطباع و اشاعت کیلئے مناسب وقت
اور مساعد حالات کی انتظار ہے۔ القریش کا موجودہ حجم ان قابلقدر ذخائر
کی اشاعت کا متحمل ہونے کے قابل نہیں۔ صفحہ دو صفحہ اگر کسی طرح
وقف کر بھی لئے جائیں۔ تو اشاعت کی اصل غرض پوری نہ ہوگی۔ اور
ایک بے لطفی سی ہوگی۔ جس سے مقصد اشاعت فوت ہو جائیگا۔
"جواہر الانساب" ایسی بہترین تالیف کو بالاقساط شائع کرنے کیلئے
کچھ نہیں تو کم از کم چار صفحات تو ہوں۔ تاکہ بعد اشاعت رسالہ سے
جدا کر کے اسے کتابی شکل و صورت دی جا سکے۔ اور آپ کی یادگار کے
طور پر باقی رہے۔ اگر آپ اس رائے سے اتفاق فرمائیں۔ تو اپنے حلقہ
سے ایک سو روپیہ کی رقم جمع کر کے کاغذ فنڈ میں امداد فرمائیں۔ اس سے
القریش کی ضخامت بقدر چار صفحات بڑھا دی جائیگی۔ جو صرف جواہر الانساب
ہی کیلئے وقف ہونگے۔ اس طریق سے القریش کی امداد بھی ہو جائیگی۔ اور
کتاب بھی شائع ہو جائیگی۔ یک کرشمہ دو کار۔ اگر آپ اس تجویز کو
پسند فرمائیں۔ تو "جواہر الانساب" کی قابل اشاعت اقساط بھجوانے
میں بسم اللہ کیجئے۔ جہاں اور جیسے ہو سکیگا۔ درج کر دی جایا کریگی۔
ہمیں انکار نہیں، چشم ما روشن دل ما شاد۔

بصائر

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے زمانے میں فرعون ایک
مشہور بادشاہ ہوا ہے۔ اس نے مصر کی بادشاہی کے غرور میں
خدائی کا دعوےٰ کیا تھا۔ اس کا طرز عمل یہ تھا۔ کہ وہ اعلیٰ حیثیت
کے آدمیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔ اور غریب
آدمیوں سے نفرت کرتا تھا۔ خلیفہ ہارون رشید جب منصب خلافت
پر سرافراز ہوا تو اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں مصر کی بادشاہی کسی غریب
آدمی کو دونگا۔ چنانچہ اس نے اپنے ایک حبشی غلام خصیب کو مصر
کا بادشاہ مقرر کیا۔

خصیب ایک معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ اس کی عقل و دانائی
کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک دفعہ مصر کے چند کسان اسکی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے کہا کہ جناب عالی! ہم نے اس سال
دریائے نیل کے کنارے روئی بوئی تھی۔ اتفاق سے بے وقت
بارش ہوئی۔ اور اس کی وجہ سے ہماری کھیتی تباہ ہو گئی۔ خصیب
نے یہ حال سنکر کہا کہ تم نے روئی کیوں بوئی؟ اگر تم اُون بوتے
تو نقصان نہ ہوتا۔ بادشاہ کی اس تقریر کو سنکر کسان
ہنس پڑے۔ اس مجلس میں ایک عارف باخدا بھی موجود
تھے۔ انہوں نے معاملے کی حقیقت پر غور کیا اور کہا—

اگر روزی بدانش بر فزودے — زناداں تنگ تر روزی نبودے
بناداں آنچناں روزی رساند — کہ دانا اندراں حیراں بماند

صفحہ ۷ سے آگے

قائداعظم کی خدمت میں ایک مفصل سکیم پیش کی ہے۔ اور خواہش
کی ہے۔ کہ یہ سکیم پاکستان کے ہر صوبہ میں رائج کرنے کیلئے آل انڈیا
مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کراچی میں منظور کرا کر مسلمانوں کو اس پر عمل
کی تاکید کی جائے۔ قائداعظم نے اسلامی مفاد کے پیش نظر اس پر اظہار
پسندیدگی بھی فرمایا ہے۔ گیلانی صاحب نے اس سکیم میں تنظیم مساجد
و اوقاف و زکوٰۃ کو اسلامی بیت المال کا بہترین ذریعہ قرار دیتے
ہوئے تجویز کی ہے۔ کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا مرکز مسلمانوں
کو تنظیم مساجد سے شروع کرنا چاہیئے۔ جملہ مساجد میں ایک ہی

علم و عمل

نفستینا حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دن اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور جنگ خیبر کے حالات دریافت کر رہا تھا۔ اتنے میں بصرے کے قاریوں کی ایک جماعت آئی۔ ان میں سے اکثر شالمد لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور غرور ان کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ جب وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ تو حضرت والد صاحبؓ ان کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

"یا حَمَلۃَ القرآن اعملوا بہٖ فانما العالمُ من علم ثم عمل واظنّ سیلون اقوام یحملون العلم لا یجاوز تراقیہم و یخالفُ سریرتہم علانیتہم۔ (تاریخ الخلفاء)

اے علماء قرآن! قرآن مجید پر عمل کرو۔ یاد رکھو عالم وہی ہے جو علم پر عمل کرے۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ جبکہ ایسے اشخاص پیدا ہوں گے۔ کہ وہ علم حاصل کریں گے۔ لیکن وہ علم ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا یعنی وہ اپنے علم پر عمل نہیں کرینگے اور ان کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف ہوگا۔ اور ان کے اعمال ان کے علم کے برعکس ہوں گے۔

آج سے ایک ہزار تین سو برس پیشتر حضرت مولائے کائنات نے مستقبل کے جن حضرات پر روشنی ڈالی تھی۔ آج وہ ہمارے مشاہدے میں ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ارباب جبہ و دستار کی خلوت وجلوت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ان کے پاس کسی ایک مدرسے کی نہیں۔ بلکہ دس بیس مدارس کی سندیں موجود ہیں۔ اور ان کے کتب خانوں میں ہر علم وفن کی قیمتی کتابوں کا نایاب ذخیرہ محفوظ ہے۔ لیکن ان کی عملی حالت ایسی خوفناک ہے کہ اس پر غور کرکے ابلیس بھی محو استعجاب ہو جاتا ہے۔

آج اکثر علماء جو دوسروں کی اصلاح وہدایت کیلئے مامور ہوا تھا وہ آج خود اصلاح وہدایت کا محتاج ہے۔ اور اس کی بے راہ روی کی بدولت دنیا کے ہر گوشے میں عصیاں وتمرد کا طوفان برپا ہے۔ اور ہمارے کانوں میں "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" کی دردناک صدائیں پیہم آ رہی ہیں۔ ہم ان آوازوں کو سنتے ہیں۔ اور اپنی بدنصیبی پر ماتم کرتے ہیں ہمیں معلوم ہے کہ جو دریا خود ہی خالی ہے۔ وہ کیا تشنہ لبوں کی تسکین کرسکتا ہے۔ اور جو آتشدان خود ہی اپنی گرمی ضائع کر چکا وہ کس طرح دوسروں کو گرما سکتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ مخلص خادمان ملت آگے بڑھیں۔ اور اس ناکارہ جماعت کو پیچھے ہٹا کر صدق واخلاص کے ساتھ خدمتِ ملت کا فرض انجام دیں۔

انوار الابصار میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن طائف کے چند شرفاء حضرت والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ آپ کچھ نصیحت کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔

لا شرف مع المکر ولا فتاءَ مع الکبر ولا راحۃ مع الحسد ولا صواب مع ترک المشورۃ ولا ظفر مع البغی ولا شرف مع سوء الادب ولا لباس احسنُ من التقوٰی ولا خیر اجمل من العافیۃ ولا داءَ اخبثُ من الجہل۔

مکروفریب کے ساتھ کوئی بزرگی نہیں۔ اور غرور ونخوت کے ساتھ کوئی تعریف نہیں۔ اور حسد کے ساتھ راحت نہیں۔ اور مشورہ نہ لینے کے ساتھ بھلائی نہیں۔ اور بغاوت کے ساتھ حقیقی کامیابی نہیں۔ بے ادبی کے ساتھ بزرگی نہیں۔ اور تقوٰی کے لباس سے بہتر کوئی لباس نہیں۔ اور صحت وعافیت سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں۔ اور جہالت

سے بدتر کوئی مرض نہیں۔

ہم روز مرہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جو شخص مکر و فریب کے ساتھ مجد و شرف حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ اور باوجود انتہائی سعی و کوشش کے اس کو حقیقی عزت حاصل نہیں ہوتی۔ اگرچہ دو چار آدمی اس کے دام تزویر میں گرفتار ہو کر اس کی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ تو خود اس کا ضمیر اس کو ہر وقت معتوب کرتا اور ہدف ملامت بناتا ہے۔ پس یہ صحیح ہے کہ مکر و فریب کے ساتھ کوئی عظمت نہیں۔

اسی طرح جو شخص اپنے مال و زر یا علم و فضل یا حسن و جمال پر مغرور ہو کر لوگوں کے ساتھ ذلت آمیز برتاؤ کرتا ہے۔ وہ خود ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ اور کوئی شخص بھی سچے دل سے اسکی وقعت و عزت نہیں کرتا۔ اور یہ بھی ہم نے دیکھا ہے کہ جو شخص اپنے دوستوں اور عزیزوں کے عروج و کمال اور ترقی و کامیابی کو دیکھ کر حسد کرتا ہے۔ اور ان کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ وہ کبھی اپنی سعی و کوشش میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اور ہر لحظہ آتش حسد میں جلتا رہتا ہے۔ اور یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ جو کام بغیر مشورے کے کیا جاتا ہے۔ اس میں اکثر اوقات خرابیاں واقع ہوتی ہیں۔ اور اسکا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ بغاوت کر کے فتح و ظفر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ کبھی عروج حاصل نہیں کر سکتا۔ تاریخ کے صفحات شاہد ہیں۔ اور جن طاقتور فرمانرواؤں اور بادشاہوں نے حق تعالیٰ کے آئین و قوانین کو ٹھکرا کر اپنی الوہیت اور انانیت کا شور برپا کیا وہ چشم زدن میں ہلاک ہو گئے۔ اور ان کی ساری طاقت و شوکت خاک میں مل گئی۔

اور یہ بھی ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جو اشخاص بے ادب ہوتے ہیں۔ ان کو کبھی بزرگی حاصل نہیں ہوتی۔ وہ ہمیشہ ذلیل رہتے ہیں اور اس حقیقت سے کوئی سمجھدار شخص انکار نہیں کر سکتا۔ کہ سب سے بہتر لباس "لباس تقوے" ہے۔ جو اشخاص متقی نہیں ہوتے اور راستبازی اور دیانداری سے محروم رہتے ہیں وہ اگر شاہانہ لباس بھی پہن لیں۔ تب بھی ان کی حیثیت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ وہ باوجود قیمتی لباس پہننے کے ذلیل و حقیر رہتے ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ دنیا کی تمام نعمتوں میں سب سے بہتر و افضل نعمت صحت، تندرستی اور عافیت ہے۔ اگر صحت نہ ہو تو سب نعمتیں بیکار ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ ساری آفتوں اور مصیبتوں میں سب سے بدتر مصیبت جہالت اور نادانی ہے۔ جو شخص علم و فضل کے زیور سے آراستہ نہیں ہوتا۔ اس کو ہر شخص ذلیل سمجھتا اور حقیر نظروں سے دیکھتا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ جاہل آدمی اپنی نادانی اور جہالت کی وجہ سے حقائق و معارف سے انکار کر دیتا ہے۔ اور اس انکار کی وجہ سے اس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور اس کو اپنے ایمان کی تباہی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ غرض جہالت کی وجہ سے انسان کو بڑے بڑے نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ جہالت سے بدتر کوئی مرض نہیں۔

یہ ارشادات اگرچہ بظاہر چند الفاظ کا مجموعہ ہیں۔ لیکن حقیقتاً بیش قیمت جواہر ریزے ہیں۔ اگر ہم ان پر غور کریں۔ اور عمل کریں۔ تو دارین کی سعادتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ہمیں توفیق عمل عطا فرمائے۔

(صفحہ ۹ سے آگے)

قسم کے خطبات پڑھے جائیں۔ ہر ایک صوبہ میں زکوٰۃ کی فراہمی کا مستقل محکمہ قائم ہو۔ اسلامی اوقاف کی تنظیم اور تحفظ کے لیئے قوانین نافذ کئے جائیں۔ اور اس غرض کیلئے کم از کم پانچ لاکھ کا سرمایہ جمع کر کے تبلیغی مرکز لاہور کی شاہی مسجد میں قائم کیا جائے۔

سکیم نہایت معقول، موزوں اور مستحسن ہے۔ اگر اس کو عملی جامہ پہنا دیا جائے۔ اور اسلامی اوقاف کے متولی حضرات ذاتی مفاد کو ملی مفاد پر قربان کرنے کی توفیق پائیں۔ تو اسلامی بیت المال میں لاکھوں روپے کی سالانہ آمدن ہو سکتی ہے۔ اور یہ سرمایہ

(بقیہ [illegible])

پند بر دیوار

عقلمند آدمی کو چاہیئے۔ کہ غور و فکر کے ساتھ کلام کرے۔ اور بلا ضرورت کسی معاملہ میں دخل نہ دے۔ بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھانے اور اپنی قابلیت کا اظہار کرنے کیلئے خواہ مخواہ سلسلۂ کلام شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص معقول بات کہتا ہے تو اس کی مخالفت کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ ایک ناشائستہ طرز عمل ہے۔ اور شرعی نقطۂ نظر سے گناہ صغیرہ ہے حضور سرور عالم ارشاد فرماتے ہیں۔

من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیراً اولیصمت ومن صمت نجیٰ (ترمذی)

جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ نیک بات کہے یا خاموش رہے۔ اور حق یہ ہے۔ کہ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ اس فرمان رسالت سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ بلا وجہ کسی معاملے میں دخل دینا اور بلا ضرورت کلام کرنا فعل مذموم ہے اور جو شخص ایسا کرتا ہے۔ وہ انتہا درجہ کا ناعاقبت اندیش ہے۔ اس مضمون کو شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمی آید
بطبعم ہیچ مضمون بہ ز لب بستن نمی آید

خاموشی کے وہ معنی ہیں۔ کہ بیان کرنے میں نہیں آتے۔ اور میرے نزدیک کوئی مضمون خاموش رہنے سے بہتر نہیں ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں۔ من ینظر رجلاً یذھب الی المصیبة وھو ساکت فھذا اثم عظیم۔ جو شخص یہ دیکھتا ہے۔ کہ ایک بھائی اپنی نادانی کی وجہ سے مصیبت کی طرف جا رہا ہے۔ اور وہ اس کو منع نہیں کرتا۔ بلکہ خاموش رہتا ہے۔ تو یہ ایک گناہ عظیم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خطرناک مواقع پر نابسمجھ آدمیوں کی راہ نمائی ضروری ہے۔

چو کارے بے فضول من برآید | مرا در وے سخن گفتن نہ شاید
دگر بینم کہ نابینا و چاہ است | اگر خاموش بنشینم گناہ است

بہت سے آدمیوں کا یہ خیال ہے۔ کہ ہم جو کچھ بے عنوانیاں اور بد اعمالیاں کرتے ہیں۔ اُن کی سزا ہم کو دنیا میں نہیں مل سکتی اور ان کا اثر ہمارے عیش و آرام پر نہیں پڑ سکتا۔ درحقیقت یہ ایک احمقانہ خیال ہے۔ اور یکسر غلط ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اعمال کی جزا و سزا کیلئے ایک خاص وقت مقرر ہے۔ جس کو قیامت کہتے ہیں۔ لیکن حق سبحانہٗ و تعالیٰ تنبیہ کے طور پر دنیا میں بھی برے اعمال کی سزا دیتا ہے۔ تاکہ اس سے دوسروں کو عبرت ہو اور معصیت شعار خود بھی محتاط بن جائے۔ حضور اقدس فرماتے ہیں۔

جن لوگوں میں خیانت کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کے دلوں پر مخالف کا رعب پڑ جاتا ہے۔ اور جن لوگوں میں زنا پھیل جاتا ہے۔ ان میں موت زیادہ ہونے لگتی ہے۔ جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ ان کے رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ ناجائز حکم کرتے ہیں۔ ان میں خونریزی پھیلتی ہے۔ اور جو لوگ عہد شکنی کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان پر دشمن کو غالب کر دیتا ہے۔

دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں۔ جو خطا و معصیت سے پاک ہو ہر شخص سے کوئی نہ کوئی لغزش ہو ہی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں کس قدر افسوسناک بات ہے۔ کہ ایک شخص اپنے اعمال زندگی کو نظر انداز کر کے دوسروں کی لغزشوں پر نکتہ چینی کرے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

شذرات

دار العلوم بریلی

"دار العلوم بریلی" کے عنوان سے گذشتہ اشاعت کے افتتاحیہ میں ان تاثرات کی بنا پر چند سطور سپرد قلم کی گئی تھیں جن سے دو روزہ قیام بریلی میں ہم متاثر ہوئے۔

حال ہی میں "دور جدید نمبر ۱" اور "اظہار حقیقت" دو اشتہار بغرض اشاعت ہمیں موصول ہوئے ہیں۔ اول الذکر مدرسہ "منظر اسلام" کی مخالفت میں فقیر حامد رضا نعمانی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اور ثانی الذکر اس کی پر زور تردید میں اراکین جمعیتہ حامدیہ رضویہ نے شائع کیا ہے۔ اول الذکر کی پشت اور پیشانی پر چند سطور قلمی سطور ہیں۔ جن میں ہمیں مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"جناب کا مراسلہ حضرت مفتی اعظم شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب کی نظر سے گذرا حضرت موصوف کو بعض مصروفیتیں جواب سے مانع ہوئیں۔ کتب خانہ کا کام حضرت ملک العلماء نے شروع کر دیا ہے۔ لوگوں نے اپنے قواعد بھی بھیجے ہیں۔ تاج کمپنی اور حزب الاحناف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صاحبزادہ امین آبادی مولوی بشیر احمد سلمہ وغیرہ سلام کہتے ہیں —— :۔

ابو رضا نوری ناظم نشر و اشاعت دائرہ رضویہ بریلی"

ان سطور کے مطالعہ سے ہمیں اس لئے حیرت ہوئی ہے کہ مخالفین "مظہر اسلام" سے کوئی صاحب ہم سے متعارف نہیں۔ جن کو ہمارے مراسلہ کا علم ہو۔ اور یہ معلوم ہو کہ مفتی اعظم صاحب نے اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے ہمیں جواب نہیں دیا۔ صاحبزادہ بشیر احمد امین آبادی "مظہر اسلام" کے متعلم ہیں۔ مولانا امجد رضا صاحب نوری مدرسہ مظہر اسلام کی مجلس منتظمہ کے ایک رکن اور انجمن "اصلاح و ترقی اہل السنت" کے معتمد، اعلحضرت مفتی اعظم صاحب مہتمم اعلیٰ مدرسہ منظر اسلام کے مشیر خاص ہیں۔ اور منظر اسلام کی بدنظمیوں کے شاکی۔ انہیں کے خلاف اشتہار اور انہیں کی طرف سے مخالف اشتہار کی اشاعت کیلئے ہمیں تاکید ترین قیاس باتیں نہیں۔ لہذا کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں،

کیا مولانا امجد رضا صاحب نوری اور اعلحضرت مفتی اعظم صاحب اس عقدہ کی گرہ کشائی کی تکلیف گوارا فرمائیں گے؟

"منظر اسلام" اور "مظہر اسلام" کے اراکین میں یہ چپقلش یہ رسہ کشی افتراق و تشتت کی خلیج کو اور وسیع کرنے کا موجب ہوتے رہے گی۔ اور اس کے دوررس نتائج دینی اداروں کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہوں گے جہاں جہل کی ظلمت کو علم کی ضو سے منور کرنا مقصود ہو۔ وہاں اس قسم کی پرفریب چالیں کبھی مفید نہیں ہو سکتیں۔ اتفاق حسنہ ہے کہ ملک العلماء مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہار بریلی میں مقیم ہیں۔ اور فریقین کو آپ پر اعتماد ہے۔ ان کا فرض اولین ہونا چاہیئے۔ کہ وہ سب سے پہلی فرصت میں دونوں مدرسوں کے اراکین کو متحد کرنے کے لئے امکانی سعی عمل میں لائیں۔ منظر اسلام میں اگر کوئی بے قاعدگیاں اور قابل اصلاح باتیں ہیں۔ تو اس کے اراکین کو مفاد ملت کے پیش نظر انکی اصلاح میں پس و پیش نہ کرنا چاہیئے۔ اعلحضرت مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ایسے بزرگ کی سرپرستی منزل مقصود کو قریب تر لے آئیگی۔ قومی و ملی بالخصوص دینی اداروں کی فلاح و ترقی کیلئے کشادہ پیشانی و فراخ دلی سے کام لینے میں احتراز مستحسن نہیں۔ خدانخواستہ اصلاح حال سے پہلو تہی ہوئی۔ تو قوم و ملت کا حق

پہنچتا۔ کہ وہ حالات کو روبراہ لانے کیلئے مداخلت کرے۔ وما علینا الا البلاغ۔

تحفظ قرآن مجید

مسلمانانِ پنجاب انفرادی، مجلسی اور جماعتی ہر حیثیت سے ایک عرصہ سے حکومت پنجاب کو توجہ دلا رہے ہیں۔ کہ وہ ایک ایسا قانون نافذ کرے۔ جس کی رو سے مسلمانوں کی متبرک مذہبی کتاب" قرآن مجید" غیر مسلم مطابع میں چھاپنے اور غیر مسلم تاجران کتب کیلئے اسکی فروخت ممنوع قرار دی جائے۔ پچھلے سال کونسل میں اس مطلب کا ایک مسودہ قانون پیش کرنے کی تجویز بھی ہوئی تھی۔ لیکن وہ کسی عذر سے ملتوی کر دی گئی تھی۔ معلوم نہیں حکومت پنجاب کو اس قسم کا قانون وضع کرنے میں کیا امر مانع ہے جبکہ صوبہ سرحد و سندھ میں یہ قانون نافذ ہو چکا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ شیخ صادق حسن ایم۔ ایل۔ اے وائس پریذیڈنٹ پنجاب مسلم لیگ نے وزیر اعظم کے نام ایک عرضداشت ارسال کی ہے۔ کہ قرآن حکیم اور دوسری مذہبی کتابوں کے تحفظ کیلئے پنجاب اسمبلی کے بجٹ سیشن میں بدیں غرض ایک بل پیش کیا جانے امید ہے کہ وزیر اعظم پنجاب مسلمانوں کے اس اہم مذہبی مطالبہ کو بوجوہ احسن پورا کرنے کی جانب توجہ دے کر مسلمانان پنجاب کو تشکر و امتنان کا موقع دیں گے،

پاکستان بنک

پشاور کے بعض کاروباری اور تجارتی حلقوں میں" پاکستان بنک" کے نام سے شمالی ہند میں مسلمانوں کے سرمایہ سے ایک ایسا تجارتی ادارہ قائم کرنے پر غور ہو رہا ہے۔ جس کی شاخیں پشاور، راولپنڈی، لاہور، امرتسر، ملتان، حیدر آباد سندھ، کراچی اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں کھولی جائیں۔ شمالی ہند کے مسلم تجارتی حلقوں میں ایسے بنک کی ضرورت بڑی شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے جس میں تجارتی کاروبار کرنے والے مسلمانوں کو ہر قسم کی سہولتیں حاصل ہوں۔ ایک ایسا مقتدر بنک نہ ہونے کے باعث جس کے سرمایہ کا غالب حصہ مسلمانوں کا ہو اور جس کا انتظام بھی اس کے اپنے ہاتھ میں ہو۔ مسلمانوں کی ثروت سرکاری اور دوسری اقوام کے بنکوں میں بکھری پڑی ہے۔ مگر ان بنکوں میں مسلمانوں کو کاروباری سہولتیں دینے میں بخل سے کام لیا جاتا ہے۔ اور انہیں وہ مراعات نہیں دی جاتیں۔ جو ان کے اپنے ہم قوموں کو حاصل ہیں۔ مسلمانوں میں بڑے بڑے سرمایہ دار وسیع پیمانہ پر کاروبار کرنے والے لوگ، ادارے اور فرمیں موجود ہیں ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ایسے لوگوں میں پاکستان بنک کے قیام کی تحریک کر کے اسے عملی جامہ پہنانے کی پوری پوری جد و جہد کی جائے۔ اگر آل انڈیا مسلم لیگ اس مقصد کی تکمیل اپنے ذمے لے لے۔ اور اپنے تعمیری پروگرام کا اسے بھی ایک جزو قرار دے لے تو کامیابی یقینی ہے۔ اور خاص طبقہ کے علاوہ ایک کروڑ ایسے افراد آسانی کے ساتھ مل سکتے ہیں۔ جو دس دس روپے کے حصے دار بننے پر آمادہ ہو سکیں۔ مسلم لیگ کے ارباب حل و عقد کو اس ضرورت کی تکمیل کی جانب فوری توجہ معطوف کرنی چاہیے۔

حضور نظام کی رعایا نوازی

اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ فرمانفرمائے دکن و برار کے سایۂ عاطفت میں مملکت آصفیہ کی رعایا برایا کو خوشحالی اور امن و آسائش کی ہر نعمت حاصل ہے۔ علوم و فنون زراعت و تجارت اور صنعت و حرفت میں ہر قسم کی سہولتوں مراعات کے علاوہ دولت آصفیہ کی طرف سے حفظان صحت کیلئے بہت وسیع پیمانہ پر وسائل و ذرائع مہیا کرنے کے انتظامات ہیں ۱۳۵۰ فصلی کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ محکمہ حفظان صحت نے ملیریا

دق، طاعون اور چیچک ایسی امراض مہلکہ کے انسداد کیلئے دوران سال میں ۲ لاکھ ۹۰ ہزار پانسو پینتیس روپے صرف ہوئے اعلیٰحضرت نے بنفس نفیس ان عوارض سے متعلقہ شفاخانوں کی کارگذاریاں ملاحظہ فرمائیں۔ اور کارکنان کی خدمات کا بہ نظر اعتراف فرماکر کثیر تعداد میں مزید روپیہ خرچ کرنے کی اجازت دیکر حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس کے علاوہ غربا اور کم استطاعت لوگوں کیلئے سستے غلہ کی فراہمی کا انتظام فرماکر غریب نوازی فرمائی۔ اس سلسلہ میں حال ہی میں ہز رائل ہائینس شہزادی برار نے شہزادی نیلوفر کی معیت میں ارزانی غلہ کی ایک اور دوکان کی رسم افتتاح ادا کی۔ ایسی تمام دوکانوں کا انتظام حیدرآباد فوڈ ریلیف ایسوسی ایشن کی نگرانی میں ہے۔ ہر ایک دوکان کے افتتاح کے وقت غربا میں ایک ایک بوری مفت تقسیم کی گئی۔ اور ان دوکانوں سے ایک ہزار خاندانوں کو سہولت ہوگی۔ اور ان کا خرچ شہزادی برار کے ریلیف فنڈ سے برداشت کیا جائے گا۔ اعلیحضرت جہاں پناہ اپنی رعایا کی فلاح و آسودہ حالی کیلئے خیراندیشانہ توجہات مبذول فرمانا اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی مملکت میں ہر طرح امن و آسائش اور ترقی کی راہیں کھلی ہیں۔ اور رعیت بہ طیب خاطر ہمہ دم دعا گو رہتی ہے۔ زندہ باد حضور نظام پائندہ باد دولت آصفیہ۔

تھانہ اے ڈویژن امرتسر

تھانہ اے ڈویژن (امرتسر) کا علاقہ (شریف گنج و ملحقات) اپنے بوقلموں حالات کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ہر محکمہ کے اہلکاروں کا ایک مرکز ہے جن میں بعض ایسے بھی ہیں۔ جو اپنی ہٹلرانہ ذہنیت کی وجہ سے گوشہ عافیت میں پناہ لینے والوں کو اپنی ناجائز و ناروا حرکات سے مرعوب کرکے ان پر چھا جانا چاہتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو قیادت و سیادت اور نام نہاد لیڈری کے زعم باطل میں ہنگامہ خیزی کے اسباب مہیا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ خدا کے فضل سے آبادی بڑی وسیع ہے۔ اس لئے تیسری قسم کے لوگ بھی ہیں جو تنور شکم کا ایندھن ۔ قفل شکنی، سرقہ اور فریب سے بہم پہنچانے میں مصروف رہنا انسانی فرض سمجھے ہوئے ہیں۔ پچھلے سال تو شریفانہ و غیر شریفانہ قسم کے جرائم کی انتہا ہو گئی تھی اور امن پسند لوگ گھر گھاٹ چھوڑ کر جان بچا کر بھاگ جانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر چوہدری امام بخش سب انسپکٹر پولیس کی آمد سے حالات نے پلٹا لیا۔ خوفناک حالات کو روبراہ لانے میں ان کا حسن تدبر و انتظام بروئے کار آیا۔ اور امن بحال ہے۔ اگرچہ انسداد جرائم کیلئے سب انسپکٹر موصوف کی جدوجہد برابر جاری ہے۔ اور مختلف النوع حیلوں سے اپنا اپنا اُلّو سیدھا کرنے والوں کی مناسب طریق پر سرزنش کرنے میں وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیتے۔ لیکن بعض دشمن کے بچے اور ماہران فن آنکھیں بند کئے اپنے ذلیل مقاصد کی تکمیل میں کچھ اس طرح لگے ہوئے ہیں۔ کہ گویا انہیں کوئی دیکھتا ہی نہیں۔ ادھر سب انسپکٹر موصوف بفضل خدا اچھے تجربہ کار اور نبض شناس واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگ بھی اُن کی نظر سے اوجھل نہیں رہ سکتے۔ ہمیں امید ہے کہ چوہدری صاحب اپنی نیک مساعی کا سلسلہ اسوقت تک برابر جاری رکھیں گے۔ جب تک کہ شریف گنج کا غبار آلود مطلع صاف نہ ہو جائے۔ کسی کی خواہ مخواہ تعریف ہمارا شیوہ نہیں۔ لیکن جس کا حسن عمل اور احسن کارگذاری اس بات کی داعی ہو۔ اسے نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم پولیس کے حکام اعلیٰ سے امید کرتے ہیں۔ کہ وہ چوہدری صاحب کو یہاں زیادہ دیر تک رہنے کا موقعہ دیں گے۔ اور حسن کارگذاری کے صلہ میں سلیکشن گریڈ دے کر انکی حوصلہ افزائی کرینگے۔

تنظیم اوقاف اسلامی

سید سرور شاہ گیلانی نے تبلیغ و تنظیم اسلامی کے پیش نظر

وارداتِ قلب

(از مولانا ماہر القادری صاحب)

بعض آدمیوں کا یہ خیال ہے۔ کہ محض علم حاصل کر لینے کے بعد انسان کی تمام برائیاں خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ اور اس کو اپنی اصلاح کیلئے جد و جہد کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ فی الحقیقت یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ علم کے ساتھ عمل بھی ایک ضروری چیز ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ فرض کیجئے ایک شخص ایک خوفناک جنگل میں جا رہا ہے۔ اور اس کے پاس چمکتی ہوئی تلوار اور تیز خنجر اور بندوق وغیرہ کی قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ اور وہ ان چیزوں سے کام لینا بھی جانتا ہے۔ اتفاق سے کچھ فاصلہ پر جانے کے بعد اسکو ایک شیر مل جاتا ہے۔ جو غصے میں بھرا ہوا ہے۔ اب آپ خود فرمایئے کہ جب تک وہ شخص اپنے ہتھیاروں سے کام نہ لے گا۔ کیا وہ شیر محض ہتھیاروں کو دیکھ کر ڈر جائے گا۔ اور حملہ کرنے سے باز رہیگا۔ اسی طرح آپ اس بات پر بھی غور کیجئے۔ کہ ایک شخص بیمار ہے اسے معلوم ہے کہ اس مرض کیلئے فلاں فلاں دوائیں مفید ہیں لیکن اگر وہ اُن دواؤں کا استعمال نہ کرے۔ تو کیا محض دواؤں کے نام معلوم ہونے کی وجہ سے وہ بیماری دور ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ پس آپ یقین کیجئے کہ جب تک علم کی روشنی میں قوت عمل سے کام نہ لیا جائے علم محض بیکار چیز ہے۔

آپ کو پُر کیف اور مسرت بخش زندگی سے محبت ہے۔ اور آپ ہمیشہ عیش و آرام کے ساتھ وقت گذارنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے آپ کا یہ معمول ہے کہ روزانہ آرائشی چیزیں خریدتے رہتے ہیں۔ تاکہ اپنے مکان کی زینت و آرائش میں غیر معمولی اضافہ کریں۔ اور کسی سراپا جمال سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔ آپ کا یہ جذبۂ عیش پرستی اسقدر ترقی کر گیا ہے۔ کہ آپ کو آخرت کے خیال سے وحشت ہوتی ہے۔ اور موت کا نام سُنکر آپ لرز اُٹھتے ہیں۔ آپ کی نفس پرستی کا یہ عالم ہے۔ کہ آپ جب سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں۔ اور راستے میں کوئی جنازہ مل جاتا ہے۔ تو آپ فوراً اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور آپ کو یہ اندیشہ لاحق ہوتا ہے۔ کہ جنازے کو دیکھ کر دماغ میں مرنے کا خیال پیدا ہو جائیگا۔ اور اس خیال کی وجہ سے تفریح میں فرق آجائیگا۔ کاش آپ اس غفلت کی سرشاری کو ٹھکرا کر ہوش میں آجائیں۔ اور اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں۔ کہ ایک دن مرنا ضروری ہے اور وہ وقت قریب آرہا ہے۔ جبکہ زبان بند ہو جائیگی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائینگی آرزوئیں اور تمنائیں مٹ جائینگی مجلس عیش ختم ہو جائے گی۔ اور شمع حیات بجھ جائے گی۔ اس وقت آپ کے جاں نثار احباب آپ کو قبر کی اندھیری کوٹھری میں پھینک کر چلے آئیں گے۔ جہاں نہ پر تکلف مسہریاں ہونگی۔ نہ برقی لیمپ ہوں گے۔ نہ خوشنما تصاویر ہونگی۔ نہ بیش قیمت قالین ہوں گے۔ وہاں اگر کوئی چیز کام آسکتی ہے۔ تو اعتقاد حق اور عمل صالح، پس ان دونوں چیزوں کو حاصل کیجئے۔ تاکہ دائمی عیش میسر ہو۔

جب آپ ایک خوبصورت طوائف کو دیکھتے ہیں۔ تو اس کے حُسن کی رعنائیاں آپ کی قوت باصرہ کیلئے راحت کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ لیکن جب آپ اس کی قوت باصرہ کیلئے راحت کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ لیکن جب آپ اس کی سیاہ کاریوں پر غور کرتے ہیں تو آپ کے دل میں اس کی طرف سے نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپ اسکو لائق تعزیر سمجھتے ہیں۔

قومی یونین پریس وال [illegible] لال بازار امرتسر میں محمد علی رزدنو پرنٹر و پبلشر نے اپنے اہتمام سے چھپوا کر دفتر القریش [illegible] شریف گنج امرتسر سے شائع کیا [illegible]

تذکرۂ برادری

تیسویں جلد کا خاتمہ

تبصرہ

خدائے قادر و توانا عز اسمہٗ و سبحانہٗ کے فضل و کرم سے اس اشاعت کے ساتھ "القریش" کی تیسویں (۳۰) جلد کی تکمیل ہوتی ہے۔ اوائل سال میں حالات کی نزاکت کے پیش نظر کوئی توقع نہ تھی۔ کہ القریش ایسا کمزور جریدہ ان مصائب و مشکلات کے مقابلہ میں عہدہ برآ ہو سکیگا۔ جو کاغذ کی نایابی اور سامان طباعت کی صعب ترین گرانی کی وجہ سے پیش آنے والے ہیں۔ سامان زیست کی عدم دستیابی اور قیمتوں میں روح فرسا زیادتی سے عام و خاص پر اسقدر پریشانی مسلط تھی۔ کہ صراحت سے زبان قلم قاصر ہے۔ بہرحال مستقبل ایک ایسی بھیانک صورت لئے ہوئے تھا۔ کہ القریش کے معاونین خاص بھی دم بخود نظر آتے تھے۔ اس لئے بظاہر یہ امید بھی نہ تھی۔ کہ زرچندہ کی ترسیل بدستور قدیم جاری رہے گی، ہرچند ایک مایوسی تھی۔ اور خیال غالب تھا کہ "القریش" کی اشاعت کا تواتر ملتوی کرنا پڑیگا۔ لیکن خدائے قدیر کا شکر ہے کہ حالات یکسر تبدیل ہو گئے۔ واقعات نے حوصلہ افزا طریق پر پلٹا لیا۔ اللہ تعالےٰ کو منظور تھا۔ کہ سادات قریش کی مخلصانہ قومی خدمات کیلئے القریش جاری رہے۔ ابتدا سے سامان طباعت کی گرانی اور کاغذ کی عدم دستیابی کا احساس تک بھی نہ ہو۔ محترم معاون خصوصی، خدا انہیں اجر عظیم عطا کرے۔ ان کے عزائم میں برکت دے۔ ان کی فیاضی و ایثار نفسی میں ایک تلاطم ہوا۔ اور انہوں نے وسط جنوری میں دوسو اور ڈیڑھ سو روپے کے دو منی آرڈر القریش کے کاغذ فنڈ میں ارسال فرما کر ارکان کے حوصلے بلند و بالا کر دیئے۔ چند ہی روز بعد آپ نے پچاس روپے کا ایک اور اس کے بعد بیس بیس کے یکے بعد دیگرے دو منی آرڈر ارسال فرمائے۔ تقریباً پانسو روپے (۵۰۰) کی گرانقدر رقم چار قسطوں میں ارسال کر کے آپ نے قومی جریدہ کو موت کے منہ سے نکالنے میں جس دریادلی کے ساتھ ہماری مدد کی وہ ستائش و نیائش اور تشکر و امتنان سے بہت ارفع ہے۔ اسی پر بس نہیں آپ نے چھ ماہ تک علی التسلسل پچیس روپے ماہانہ کی امداد سے بھی ہماری دستگیری کی۔ اور قوم کی لاج رکھ لی۔ اور اس پر لطف یہ کہ اسقدر معاونت و اعانت کے باوجود اظہار نام کے آپ قطعاً روادار نہیں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء،

اللہ کرے حسن عمل اور زیادہ ۔ آمین!

عام معاونین میں سے معدودے چند حضرات نے زرچندہ کی رقوم کی ترسیل سے مشکور فرمایا۔ بعض احباب نے معقول رقوم جن کا اندراج شکریہ کے ساتھ تذکرہ برادری کے تحت کر دیا جاتا رہا ہے بھی ارسال فرمائیں۔ لیکن اکثر اب تک خاموش دنیا کا نقشہ اور فضا کا رنگ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور کوئی ایک یاد دہانی بھی ان کی مہر سکوت توڑنے پر قادر نہیں ہو سکی۔ اللہ اکبر، قوم کے بڑے طبقہ کو تو خیر اصلاحی امور سے کوئی سروکار ہی نہیں۔ اصلاح و ترقی کی باتیں متوسط الحال یا غربا کیلئے ہوتی ہیں۔ سرمایہ داروں، خان صاحبوں اور امیروں کی تو پوچھئے نہیں۔ ایسی باتیں ان کے نزدیک کسر شان کے مترادف ہوتی ہیں ۔۔۔ ان حضرات کے اسمائے گرامی کی فہرست کا خیال نہ فرمایئے۔ بہت سے خان صاحبان اور رفعا بلند مقام پر قدم رکھنے والے حضرات نے شروع سال ہی میں عدیم الفرصتی کے عذر لنگ سے "القریش" کی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ خداوند کریم انہیں برادری کے نیک دبہ پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جنگ کے اثرات بدستور موجود، گرانی و قحط میں سر مو فرق نہیں
آیا۔ کاغذ کی نایابی اور سامان طباعت کی عدم رسی کا وہی عالم ہے۔ الغرض
جریدہ کو جاری رکھنا بھی ضروری۔ مگر قارئین کرام اس خیال سے متفق ہوں
احباب کی خواہش ہو کہ القریش کا قومی مفاد کے پیش نظر جاری رہنا
لازم و لابد ہے۔ تو حمیت قومی اور ہمت مردانہ سے کام لیں۔ اور جہاں
بھی خیر اندیشان قوم کے نئے ہمدرد ممکن ہو بروقت کار لائیں۔ اور القریش
کی مالی امداد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیں۔ اپنا چندہ
اور اس کے علاوہ اپنے متعلقات سے اعانت کی استدعا بھی فرمائیں۔ کہ
قومی خدمات کا یہ سلسلہ جاری رہ سکے۔ ہمیں اپنے محترم معاونین خصوصی
معروف کی حمیت قومی اور ایثار نفسی سے یقین واثق ہے۔ کہ وہ بطریق
سابق خدا اور فراخ قلبی و کشادہ دلی سے القریش کی حمایت و اعانت سے
عند القوم شکریہ و عند اللہ ماجور ہوں گے۔ وباللہ التوفیق!

سال زیر تبصرہ اپنی بدقسمتیوں کی وجہ سے جیسا کچھ گذرا اس کی تفصیل
تحصیل حاصل ہے۔ سوائے دو ایک اور دستکاروں کے سوا کوئی گروہ کوئی
جماعت اور کوئی انجمن جادۂ ترقی پر قدم نہیں بڑھا سکی۔ "ندوۃ القریش"
اور اس کی زاد شاخیں بھی کوئی قابل ذکر کام نہیں کر سکیں۔ تاہم
افراد قوم میں جو ملکۂ اصلاح اور جذبۂ ترقی پیدا ہو چکا ہے۔ اس کے خوش
آئند اور امید افزا نتائج رونما ہو رہے ہیں۔ دوران سال میں قومی شخصوں
نے جہاں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوئی تساہل روا نہیں رکھا۔ وہاں باو
جبکی میں ایک ضلع وار جماعت بھی معرض شہود میں آئی جس نے جماعتی
تشکیل کے ساتھ ہی میدان عمل میں قدم بڑھائے۔ اور "بیت المال"
و "اصلاح الرسوم" ایسی اہم تجاویز پر لبیک کہتے ہوئے عملی تائید
شروع کر دی۔ بنگلور کی قومی جماعت نے نہایت مناسب طریق پر قومی
"بیت المال" کی سکیم قوم کے سامنے پیش کی۔ اور اپنے ضلع میں باتفاق
رائے اسے نافذ بھی کر دیا۔ قوم کے دیگر اصلاحی امور سے دلچسپی لینے والے
ممبرین نے اس تجویز پر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے تعاون کا وعدہ
کیا۔ فیروز پور جھرکا کی انجمن نے اصلاح الرسوم کی اس تجویز پر پسندیدگی
کا اظہار کرتے ہوئے تعاون کا وعدہ کیا۔ فیروز پور جھرکا کی انجمن نے
اصلاح الرسوم کا قابل عمل قانون مرتب کر کے پنچایتوں میں اس کی
ترویج شروع کر دی ہے تو اطلاع طلب ہے۔ کہ اس کا اثر دیگر برادریوں
پر کیسا اچھا ہو رہا ہے۔ عصر حاضر اگرچہ مختلف النوع مشکلات و حوادث
سے دوچار ہے لیکن قوم میں ذوق عمل کارفرما ہے۔ چنانچہ صوبہ بنگال
میں کئی مقامات سے مرکزی جماعت کے اجلاس کے انعقاد کی دعوتیں
موصول ہوتی ہیں۔ جیسیوں ہی خواہاں قوم نے ایک عام اجلاس منعقد کرنے
کی تحریک کی ہے گرانی اسقدر ہے کہ ... مجبوریوں کے پیش نظر موعود
التوا میں ڈال دی گئیں۔ اس سال کا سب سے بڑا اہم واقعہ ... ممکن
ذاتی انجمن قریشیان پنجاب کا دور جدید ہے۔ جو مکرمی قاضی منظور حسین
صاحب ہاشمی تحصیلدار گوجرانوالہ میں تبادلہ کا رہین منت ہے۔

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

کئی سال ہوئے مولوی عبدالحق صاحب علوی ایم او ایل کیمبرج
صدر انجمن کی وفات کے ساتھ ہی انجمن مذکور بھی گوش خمول میں جا کر ضیائے
عمل سے رحلت کر گئی تھی۔ اور پھر ایسی کہ اس کی یاد تک باقی نہ رہی
"حافظ نسب رسول" محترم قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی کا دم غنیمت
سمجھئے کہ انہوں نے انجمن کے جسد کاغذی کی پاسبانی کی مستقل ...
دیا۔ اور اس امید پر کہ حضرت ہاشمی گوجرانوالہ میں تحصیلدار کی حیثیت سے
مراجعت فرما ہوں، اور ... فرمائیں۔ ہم وابستگان انجمن کو
مبارکباد دیتے ہیں کہ محترم قاضی صاحب کی کیمیا نظر ... کار آمد
جناب ہاشمی کی تشریف آوری انجمن کی حیات تازہ کا موجب ہوئی
اور وہ جماعت جس نے سیادت کے اوج علائے قریشیت کی دھجیاں
فضائے آسمانی میں اڑا دی تھیں۔ جس نے نسب اطہر پر ناپاک حملہ
کے نسلاً و قطعی میں وہ نمایاں خدمات انجام دینے کی توفیق پائی
کہ تاریخ عالم بالتخصیص تاریخ قریش کبھی فراموش نہیں کر سکتی
یہ وہ انجمن ہے جس نے ایک قلیل سی مدت میں بڑے بڑے کار نما
نمایاں کئے۔ "ندوۃ القریش" کو اس کے مقاصد عظمیٰ میں کامیاب ...

میں تا بحد امکان اعانت فرمائی۔ اپنی عملی کارروائیوں سے مخالفین کی
زبانیں گنگ کردیں۔ مقامی و غیر مقامی مواد فاسد کو کاٹ کر جدا
کردیا۔ اور اتفاقی مسائل طے کرنے کیلئے قوم کی راہیں صاف
کرنے میں ہر ممکن کوشش کی۔ ہمیں اس کی تشکیل جدید پر انتہائی
مسرت ہوئی ہے۔ خدا کرے محترم ہاشمی صاحب کے زیر قیادت یہ
پھلے پھولے۔ قومی خدمات کی کفیل ہو طویل عرصہ تک زندہ رہے۔
محترم قاضی صاحب کی یادگار سطور پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے باقی رہے
خدا کرے صدر محترم کو طویل عرصہ تک گوجرانوالہ میں رہنے کا موقع
میسر آسکے۔ ہم انہیں ریونیو افسر کی حیثیت میں بھی گوجرانوالہ میں
دیکھیں کیونکہ قریشیان پنجاب کی بیشتر امیدیں انجمن مذکورہ اور
انجمن کی بہت سی توقعات آپ کی ذات سے وابستہ ہیں۔ ہماری دعا
ہے کہ انجمن کو ایسے ہونہار نوجوان کارکن میسر آجائیں۔ جو اسے
کامیاب اور قابل فخر طریق پر زندہ رکھنے کے اہل ہوں۔ علاوہ بریں ہم
قائدین انجمن سے اپیل کریں گے کہ وہ اس نازک وقت میں "القریش"
کی امداد و اعانت کو بھی اپنے فرض اولین میں داخل فرما کر ممنون
مشکور ہوں۔ و باللہ التوفیق۔

انجمن قریشیان پنجاب کا دورِ جدید

[illegible]
[illegible] بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

احباب قریش سے مخفی نہیں کہ قومی ضروریات کے تقاضا پر
۲۸ نومبر ۱۹۲۶ء کو احباب قوم کے جم غفیر میں انجمن قریشیان پنجاب
منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ اور مسلسل کئی سال تک اپنی بساط
کے مطابق قومی خدمات بجالانے میں مصروف عمل رہی۔ لیکن محترم
مولوی عبدالحق صاحب علوی ایم۔اے۔ایل ایل بی وکیل صدر انجمن
کے انتقال کی وجہ سے پھر انجمن کی عالی سرگرمیوں کا وہ سلسلہ کچھ
عرصہ کے لئے قائم و برقرار نہ رہ سکا۔ اس التوا کا سبب اگرچہ

عہدۂ صدارت کو پر کرنے کیلئے مقامی حیثیت میں کسی موزوں اور
مخلص ہستی کا فقدان تھا۔ تاہم دردمندان قوم احیائے انجمن کے
متمنی اور وقت کے منتظر رہے۔ بالآخر وہ یوم سعید آ ہی گیا۔
جبکہ محترم قاضی منظور حسین صاحب ہاشمی جو پیشتر ہی سے انجمن
کے وائس پریذیڈنٹ تھے۔ منصب تحصیلداری پر فائز ہو کر دوبارہ
رونق افروز گوجرانوالہ ہوئے۔ جس سے احباب کی پریشانی ہوائی
خوشگوار توقعات میں تبدیل ہو گئیں۔

بِللّٰہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

کافی غور و خوض کے بعد ۱۰ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۴ نومبر
۱۹۷۲ء کو چیدہ اصحاب کا اجتماع قاضی صاحب موصوف کی کوٹھی
پر ہوا۔ اور آپ سے قبولیت صدارت کی پرزور درخواست کی گئی
و صدارت منصب کی اہم ذمہ داریوں کے لحاظ سے عدیم الفرصت
ہونے کے باوجود آپ نے احباب کے اصرار کو شرف اجابت بخشا
جس کے بعد انجمن کی تشکیل جدید کا سوال معرض بحث میں آکر
بمصداق ؎

امانتِ غم کو سونپنے کی تقاضائے نگہ جو فال کھولی
جو سب سے عاجز تھے اس گلی میں انہیں غریبوں کا نام نکلا

چنانچہ حسب ذیل آنریری کارکن بالاتفاق منتخب ہوئے
(۱) محسن القوم مولانا محمد علی صاحب توفیق صدیقی مدیر القریش
نے قوم قریش کو بام رفعت پر پہنچانے کیلئے اپنے قلم کی قوت
سے وہ کام لیا ہے۔ جو ملاح اپنے قطب نما اور نجومی آسمان کے ستاروں
سے لیتا ہے۔ اس لئے آپ کی تیس سالہ عدیم النظیر خدمات قومی کے
احترام و اعتراف میں آپ انجمن کے تاحیات سرپرست قرار پائے
(۲) محترم قاضی منظور حسین صاحب ہاشمی نے بحیثیت نائب
صدر انجمن کو فروغ دینے میں جس قدر بیش بہا خدمات انجام
دیں۔ جس شغف و انہماک سے کام کیا۔ اور جو قابلیت اسماء ہم

پہنچائی۔ اس کے رو سے آپ اس قومی کشتی کے ناخدا یعنی پریزیڈنٹ

(۳) محترم حکیم محمود الحسن صاحب فاروقی بی۔ ایس سی نائب تحصیلدار وزیر آباد جو قومی امور میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ وائس پریزیڈنٹ مقرر کئے گئے۔

(۴) جنرل سیکرٹری کے لوازم کی بجا آوری کا بار گراں راقم الحروف کے کمزور و ضعیف کندھوں پر رکھا گیا جس کیلئے کسی مستعد اور باہمت نوجوان کی زیادہ ضرورت ہے۔

اس مرحلہ پر۔ نام نیک رفتگاں ضائع مکن کے پیش نظر انجمن کے سابق صدر محترم مولوی عبد الحق صاحب علوی مرحوم۔ اور قیام " ندوۃ القریش " (امرتسر) کی تحریک کے سرگرم حامی اور فیاض معاون محترم حکیم فضل حسین صاحب فاروقی ریونیو اسسٹنٹ مرحوم اور فارسی زبان کے عالم متبحر محترم مولوی غلام غوث صاحب غلامی صدیقی مرحوم (گورنمنٹ پنشنر) رکن انجمن کی مغفرت کیلئے پر خلوص دعا کی گئی۔

دیگر کارکنان اور ایگزیکٹو ممبران کا انتخاب آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا گیا۔

دعائے خیر اور صاحب صدر کے شکریہ کے ساتھ کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

(قاضی نظیر حسین فاروقی (ریٹائرڈ مستوفی)
جنرل سیکرٹری انجمن ہذا، ۱۵ نومبر ۱۹۶۲ء

ایک قلمی نسخہ

" حافظ نسب رسول " محترم قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

جن حضرات کو تاریخ ملل پر عبور ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ قوموں کے منجمد خون میں حرارت اور سرسراہٹ پیدا کرنے کیلئے ہمیشہ اسلاف کا تذکرہ کام آتا ہے۔

قرآن کریم نے بھی سابقہ اقوام اور انبیائے کرام کے حالات اس لئے بیان فرمائے کہ پیروان اسلام ان سے سبق اور موعظت حاصل کریں۔ اور اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی سعی کر سکیں کیونکہ جب یہ حقیقت آشکارا ہو جائے۔ کہ اسلاف کی دینی فلاح اور دنیوی رفعت کا انحصار محض میثاق ربانی کے مطابق ایمان اور عمل صالح کی پابندی پر موقوف تھا۔ اگر آج ہماری پستی و ادبار کا سب سے بڑا سبب انہیں شروط کا فقدان ہے۔ تو پھر مردہ جذبات زندہ ہو جاتے ہیں۔

اسی مقصد کے پیش نظر میرے جد محترم علامہ قاضی علی اصغر صاحب فاروقی (نور اللہ مرقدہٗ) نے جو عربی اور فارسی کے عالم متبحر اور زہد و اتقا میں یگانۂ روزگار تھے۔ ۱۲۵۲ھ ہجری میں اسلاف کرام کی تاریخی زندگی کی " بیوگرافی " بزبان فارسی قلمبند فرمائی۔ جسے جواہر الانساب، کے نام سے موسوم کیا۔ جو ہنوز غیر مطبوعہ اور اپنی نوعیت کی ایک نرالی تالیف ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا کو چھوڑنے سے پہلے اس کے جستہ جستہ حصص جو تاریخی اور علمی خزانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مصنف مرحوم ہی کے الفاظ میں قومی مفاد کی غرض سے قوم کیلئے وقف عام کر دوں۔ تاکہ

جہاں میں میں نہ رہوں مجھ سے یادگار رہے

امتداد زمانہ سے چونکہ عربی ہم سے مفقود ہو چکی ہے اور کیا تعجب کہ آئندہ ربع صدی تک فارسی کی موجودہ شد بد بھی ہم سے رخصت ہو جائے۔ اس لئے اگر موجودہ صفحات القریش بقدر گنجائش اس بات کی متحمل ہو سکے کہ فارسی کی اصل عبارت کو برقرار رکھتے ہوئے تفہیم عوام کی غرض سے اس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ہوا کرے۔ تو از رہ کرم رائے روشن سے آگہی بخشی جائے۔

والسلام،